تعارف، ترتیب و تحشیہ: عارف نوشاہی

علمی مراسلت
مابین عارف نوشاہی و مختار الدین احمد
[۱۹۸۵ء تا ۲۰۰۹ء]

خلاصہ:

یہ ہندوستان کے ڈاکٹر مختار الدین احمد اور پاکستان کے ڈاکٹر عارف نوشاہی کے درمیان ہونے والی ۱۹۸۵تا ۲۰۰۹ء مکمل خط کتابت ہے۔ دونوں خطوط نگار عربی، فارسی اور اردو ادب کے حوالے سے تحقیق و تصنیف میں جانے پہچانے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مراسلت میں زیر بحث آنے والے تمام موضوعات علمی، ادبی اور تحقیقی ہیں۔ یہ نہ صرف خطوط نگاروں کی ربع صدی میں علمی مصروفیات اور رجحانات کے عکاس ہیں بلکہ اس دور میں آس پاس کی علمی سرگرمیوں کی بھی خبر دیتے ہیں۔ اس میں بعض معاصرین کا ذکر بھی آیا جن میں کئی وفات پا چکے ہیں، اس طرح بجائے خود یہ خطوط ان معاصرین کے بارے میں ایک حوالہ بن جاتے ہیں۔

تعارف: پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد [پ: ۲۴ نومبر ۱۹۱۴ء، بہار] بنیادی طور پر عربی ادب کے آدمی ہیں اور مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ میں عربی پروفیسر اور استاذ کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ برصغیر میں ان کی شہرت اُردو ادب میں تحقیقات، مخطوطات شناسی اور غالبیات کے حوالے سے ہے، جب کہ میرا ان سے تعلق فارسی ادب کے وجہ سے ہے۔ اس سے ڈاکٹر صاحب کے کثیر الجہات ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔[۱]

راقم السطور- عارف نوشاہی- [پ: ۲۷ مارچ ۱۹۵۵ء، پنجاب] فارسی زبان و ادب کے بوستان ہمیشہ سرسبز کا خوشہ چین ہے اور شروع دن سے بس اسی زبان سے دل دادگی رہی ہے۔ اس دل بستگی کی جہات مختلف ہیں۔ مخطوطات شناسی، فہرست نگاری، کتابیات، رسائل کی ادارت، متون کی تصحیح، مضمون نگاری، تدریس و علی ہذا القیاس۔ یہی دل چسپیاں مجھے ڈاکٹر مختار الدین احمد کے قریب تر لے آئی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب سے میرا پہلا تعارف غائبانہ تھا۔ جب میں رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، اسلام آباد سے شروع ہونے والے سہ ماہی فارسی رسالہ دانش کا مدیر مقرر ہوا [۸۴-۱۹۸۹ء] تو یہ رسالہ ہندوستان بھیجنے کے لیے ہمیں وہاں کے محققین کے نام اور پتوں کی ضرورت پڑی۔ میں نے مشفق خواجہ مرحوم کو لکھا۔ انھوں نے ایک فہرست مہیا کی جس میں ڈاکٹر صاحب کا نام اور پتا بھی تھا۔ گویا ایک طرح سے میرے اور ڈاکٹر صاحب کے واصل اور رابط، مشفق خواجہ ہیں- خدا اُن کی روح کو شاد رکھے- دانش، ڈاکٹر صاحب کو علی گڑھ بھیجا گیا۔ اُدھر سے ان کے خطوط آنے لگے، اِدھر سے میرے خطوط جانے لگے اور یوں یہ سلسلۂ مراسلت قائم ہو گیا جو بحمد اللہ ۱۹۸۵ء سے اب ۲۰۰۹ء تک جاری و ساری ہے۔ ابتدا میں یہ رابطہ اگرچہ دانش کے

ایک قاری اور مدیر کے درمیان تھا، لیکن جلد ہی یہ تکلف دور ہو گیا اور اجنبیت کی فضا سے نکل کر ہم نے باہمی قلبی تعلق استوار کر لیا۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ یہ آدھی ملاقاتیں بالمشافہ ملاقاتوں میں بدل گئیں۔ خدا کا کرنا یوں ہوا کہ ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے دو اور دانش وروں — رشید حسن خان مرحوم اور بیگم ممتاز مرزا — کے ساتھ ''نقوش'' ایوارڈ لینے جولائی ۱۹۸۷ء میں لاہور آئے تو اسلام آباد بھی تشریف لائے۔ ۱۲ جولائی، دوپہر ایک بجے، میری ان سے ملاقات اسلام آباد ہوٹل میں ہوئی۔ پہلی ملاقات میں پہلی نظر انسان کی ظاہری ہیأت پر جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب دراز قد اور رشید حسن خان درمیانہ قد نظر آئے، لیکن بات کر کے پتا چلا کہ علمی قد و قامت دونوں کا برابر ہے اور دونوں اپنے اپنے میدان میں قدآور ہیں۔ اُدھر ڈاکٹر صاحب نے مجھے سر تا پا دیکھا تو ایک جملہ کہا: ''ہم تو آپ کو بوڑھا سمجھتے تھے آپ جوان نکلے!'' ڈاکٹر صاحب کا ایسا سمجھنا کچھ بے جا بھی نہیں تھا، میں جس قسم کی کتابیں اور مضامین لکھ رہا تھا وہ کام سب اس عمر میں کیے جانے کے لائق ہیں جب آدمی اپنے سر کے بال سفید کر لے، لیکن اُس وقت ان کے سامنے ایک بتیس سالہ ''نوجوان'' کھڑا تھا جس سے یہ ہرگز متوقع نہ تھا۔ جوانی میں بوڑھوں والے کام کرتے کرتے اب جب میرے بال سفید ہو گئے ہیں، اگر ڈاکٹر صاحب سے سرِ راہ ملوں تو وہ یقیناً مجھے پہچان نہ پائیں!

ہماری اگلی ملاقات علی گڑھ میں ہوئی جب میں ۸ مارچ ۱۹۸۸ء کو ان سے ملنے ان کے مکان ناظمہ منزل، امیر نشان روڈ پر گیا۔ اس ملاقات کی دل چسپ اور مفصل روداد میں نے اپنے سفرنامۂ ہندوستان میں لکھی ہے وہاں دیکھی جا سکتی ہے۔[۲]

تیسری ملاقات ۳ جولائی ۱۹۸۹ء کو پھر اسلام آباد میں ہوئی جب ڈاکٹر صاحب یہاں ڈاکٹر جمیل جالبی (اُس وقت کے صدر نشین مقتدرہ قومی زبان) کے مہمان تھے۔ انھوں نے خود فون کر کے مجھے بلوایا۔ میں ابھی چار پانچ ماہ پہلے ایران کے ایک ''لا حاصل'' سفر سے لوٹا تھا، پاکستان میں ملازمت ہاتھ سے جا چکی تھی اور میں پریشان حال تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے میری داستان سُنی تو مجھے تسلّی و تشفی دی اور میری ڈھارس بندھائی۔ ان کی شفقت سے میری ہمت مجتمع ہوئی۔ ان کا وہ مشفقانہ رویّہ اب تک میرے ذہن پر نقش ہے۔ بے کاری کے اُس زمانے میں میں نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لیے ڈھاکہ والے حکیم حبیب الرحمان کی تصنیف ثلاثہ غسالہ مرتّب کر ڈالی تھی۔ ڈاکٹر صاحب سے اس کام کا ذکر ہوا تو فرمانے لگے: ''قاضی عبدالودود کو یہ کتاب دیکھنے کی حسرت ہی رہی اور خود میں بھی ۱۹۳۶ء سے اس کتاب سے واقف ہوں''، لیکن کتاب ڈاکٹر صاحب نے بھی نہیں دیکھی تھی۔ کہنے لگے: لاؤ اپنا کام مجھے دکھاؤ۔ میں نے اگلے روز مسوّدہ حاضر کر دیا، جو تین گھنٹے ان کے مطالعہ میں رہا۔ جب مجھے واپس ملا تو اس کے حاشیے پر پنسل سے کچھ نشانات تھے اور الگ تین صفحات پر کتاب اور مصنف کے بارے میں کچھ اشارات اور میرے کام کے بارے میں ملاحظات تھے۔ یہ سب کچھ ڈاکٹر صاحب نے عالمِ سفر میں، حوالے کی کسی کتاب کی مدد کے بغیر اپنے علمی استحضار کی بنیاد پر کر دیا تھا۔ میں نے ان کی تجویز کردہ اصلاحات کو داخلِ کتاب کیا اور جداگانہ تین صفحات انھی کے سوادِ تحریر میں عکس بنوا کر تقریظ کے طور پر کتاب کے شروع میں چھاپ دیے۔[۳] ڈاکٹر صاحب کے خطوط میں اس کتاب کا بار بار ذکر ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب خطوط کے معاملے میں بسیار نویس ہیں۔ لیکن ایسا بھی نہیں کہ وہ بے کار بیٹھے خط لکھتے رہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ ہر خط کا جواب دینا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں اور یہ ان کے تظّمِ کار میں داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہند و پاکستان میں ان کے ساتھ روابط رکھنے والوں کے پاس ان کے خطوط کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ میرے پاس ان کے جو خطوط ان کے اپنے سوادِ تحریر میں بذریعہ ڈاک موصول ہوئے اور کچھ ایسے جو حالیہ دنوں میں کمپوز ہو کر بذریعہ ای میل پہنچے، وہ سب اس مضمون میں شامل

ہیں۔میرے نام بطور مدیر رسالۂ دانش ان کے کچھ خطوط متعلقہ دفتر کی فائل میں رہ گئے ہیں اور یہاں شامل نہیں ہو سکے۔

ڈاکٹر صاحب کے خطوط پڑھنے کے لیے بصارت اور بصیرت دونوں کی ضرورت ہے۔ان کی باریک، گنجان اور خفی عبارتیں سوائے تیز نظر یا محدّب عدسے کے نہیں پڑھی جاسکتیں۔خطوط میں کبھی کبھی ایسی کتابوں اور مصنفین کے نام آجاتے ہیں کہ مکتوب الیہ کو صحیح نام پڑھنے کے لیے حاجی خلیفہ کی کشف الظنون یا کحالہ کی معجم المؤلفین سے مدد لینا پڑتی ہے۔یقین مانیے جب ڈاکٹر صاحب کے ایک خط میں مذکور تاریخ سلاجقہ،طبع انقرہ کے مرتّب کا نام[علی رویم ?] مجھ سے ٹھیک طور پر نہ پڑھا جاسکا تو مجھے ترکی خط لکھ کر ایک دوست سے مدد لینا پڑی۔اُس بھلے مانس نے تاریخ سلاجقہ پر ترکی سے چھپنے والی تمام کتب کی فہرست مجھے بھیج دی لیکن اس میں کوئی نام ''تاریخ سلاجقہ مرتبہ ڈاکٹر علی رویم'' نہ تھا!یوں اس نام کے آگے اب بھی سوالیہ نشان لگا ہوا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے یہ اطلاع اس وثوق سے دی ہے کہ اسے جھٹلانے کی ہمت نہیں ہوتی اور ان سے یہ پوچھنا کہ اس کے مرتّب کا نام کیا پڑھوں؟ گویا اپنے ہی جہل کا اظہار ہے۔

ڈاکٹر صاحب یوں تو بہت پختہ خط اور خوش نویس ہیں،لیکن ان کی لکھائی کو صحیح طور پر پڑھنے کے لیے کچھ عرصہ اُن کا سواد تحریر پڑھنے کی مشق اور مزاولت ضروری ہے،ویسے ہی جیسے کسی پرانے مخطوطے کی تدوین کرتے وقت اس کے کاتب کی عادت کو دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ الفاظ کی نشست و برخاست کہاں رکھتا ہے،حروف کے پیچ وخم کیسے بناتا ہے،نقطے کشتیوں کے اوپر ڈالتا ہے یا نیچے،ڈالتا بھی ہے یا صنعت مہملہ سے کام لیتا ہے۔جب مرتّب خط سے آشنا ہو جاتا ہے تو قرات متن آسان ہو جاتی ہے۔میں نے اپنے لیے تن آسانی یہ پیدا کی کہ ڈاکٹر صاحب کے خطوط اپنے ہاتھ سے نقل کرنے کی بجائے اصل حالت ہی میں کمپوزر کو ٹائپ کے لیے دے دیے،اس خیال سے کہ جب پہلا پروف آئے گا تو اسی کو صاف سیدھا کر کے قابل اشاعت بنا دوں گا۔ جب خطوط وہاں سے ٹائپ ہو کر آئے تو وہ ''مختار الدین احمد'' کے خطوط نہیں رہے تھے بلکہ ''ممتاز الدین احمد'' کے بن گئے تھے!اس ٹائپ شدہ تحریر کی بنیاد پر ایک اچھا خاصا دل چسپ مقالہ اس موضوع پر لکھا جاسکتا ہے کہ ہمارے کاتب حضرات[اب جن کی جگہ کمپوزر صاحبان نے لے لی ہے] جن الفاظ کو پڑھ نہ پائیں،انھیں اپنے خیال کے مطابق کس طرح لکھ دیتے ہیں۔میں ایک دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ڈاکٹر صاحب کے خط میں ایک جملہ ہے:''مہدی محقق صاحب کا نہ خط ملا،نہ سند رکنیت کی رسید'' اب کمپوزر نے اس پر جو مشق قلم بلکہ مشق ستم کی،ملاحظہ فرمائیے:''میری محقق صاحب کا ز چکا ملا ز سند رکنیت کی رسید!'' اس میں کمپوزر کو اس لیے چھوٹ دی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے سواد تحریر میں ''نہ'' ایسے ہی لکھا جاتا ہے جیسے ''ز''۔لیکن اس جملے کا کیا کیجیے جسے ڈاکٹر صاحب نے یوں لکھا ہے:''احسان عباس کا خط آ گیا تھا'' مگر کاتب نے یوں مگس کشی کی:''احسان عباس کا تو آ گیا تھا!'' اگر ہمارے کمپوزر کو یہ مشق ہوتی کہ ڈاکٹر صاحب لفظ ''خط'' کو کس طرح لکھتے ہیں تو وہ ایک جگہ اسے ''چکا'' اور دوسری جگہ ''تو'' ہرگز نہ لکھتا۔قلمی کتابوں کے ترقیمہ میں کاتب حضرات طلب مغفرت کے لیے یہ چلتا سا شعر لکھ دیتے تھے:

الٰہی بیا مرز سہ بندہ را
نویسندہ، خوانندہ، دارندہ را

چوں کہ غلط نویس کاتبوں کو معلوم ہوتا تھا کہ ان سے کیا جرم سرزد ہوا ہے اور کتاب پڑھنے والے اور کتاب رکھنے والا بھی عنقریب اس کے جرم میں شریک ہو جائیں گے،لہٰذا وہ پیشگی سب کے گناہوں کی معافی مانگ لیتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کاغذ کا پورا پورا استعمال کرتے ہیں۔خط لکھتے وقت جو حاشیہ چھوڑا جاتا ہے، بوقت ضرورت اسے بھی استعمال میں لاتے ہیں اور یوں ان کا خط کسی مخطوطہ سے جدا شدہ محشّی ورق لگتا ہے۔اختتام پر دستخط کرنے کے بعد کوئی بات یاد آ گئی اور جگہ خالی نظر آئی تو وہاں بھی کچھ نہ کچھ لکھ دیا۔کاغذ کو خالی چھوڑنا ان کے ہاں اسراف ہے، جبھی مجھے وہ ایک خط میں متنبہ کرتے ہیں: ''آپ نے خط لکھنے کے لیے طویل وعریض کاغذ استعمال کیا ہے لیکن لکھی ہیں صرف آٹھ دس سطریں۔''

ڈاکٹر صاحب پاکستانی احباب کے ساتھ خط کتابت کبھی براہ راست کرتے ہیں، کبھی کسی ایک مکتوب الیہ کے نام لفافے میں دوسروں کے نام خط رکھ دیتے ہیں اور وہ شخص آگے ارسال کر دیتا ہے، جیسا کے مجھے کئی خطوط مشفق خواجہ مرحوم کے توسط سے ملے۔یہی نہیں بلکہ ڈاکٹر صاحب اپنے پاس ہندوستان میں سادہ پاکستانی پوسٹ کارڈوں اور لفافوں کا ذخیرہ بھی رکھتے ہیں اور وہیں سے وہ پوسٹ کارڈ تحریر کر کے یا ملفوف تیار کر کے، کسی ایک پاکستانی دوست کے نام لفافے میں رکھ دیتے ہیں اور وہ پاکستان سے اسے پوسٹ کر دیتا ہے۔میرے نام ایسے چند پاکستانی پوسٹ کارڈ اور لفافے موجود ہیں۔ڈاکٹر صاحب کی ان تدبیروں سے بالکل واضح ہے کہ وہ خط نویسی کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔

خیر، ان باتوں کا ذکر اپنی جگہ، اصل بات ڈاکٹر صاحب کے خطوط کے مندرجات اور محتویات کی ہے۔آپ دیکھیں گے کہ ان کے تمام خطوط میں زیر بحث آنے والے مسائل، علمی و ادبی نوعیت کے ہیں۔انھوں نے شعر و شاعری نہیں کی اور خواہ مخواہ بیچ میں اشعار لا کر خطوں کو دل چسپ نہیں بنایا۔ان کے اس پورے ذخیرہ مخطوط میں ایک خط میں صرف ایک مصرع کہیں آ گیا ہے ، ورنہ ان کے خطوط اشعار کے بغیر بھی دل چسپ ہیں۔ان خطوط میں علمی معلومات کا تبادلہ ہوا ہے، ایک دوسرے سے تازہ مطبوعات، مخطوطات کی عکسی نقول اور دیگر علمی مواد کے حصول کے لیے استمداد کی گئی ہے اور نظر سے غائب دوستوں کی احوال پرسی اور ذکر خیر ہوا ہے۔اس ذخیرہ کے بہت سے خطوط اُس دور کی یادگار ہیں جب میں ایران میں مقیم تھا۔ان خطوط میں مسلسل ڈاکٹر صاحب مجھ سے اپنے ایرانی شاگردوں کے بارے میں پوچھتے ہیں اور ان سے ملنے کی ترغیب دیتے ہیں۔یہی رویہ ان کا پاکستان میں اپنے احباب کے بارے میں ہے۔یہ ڈاکٹر صاحب کی سلامت نفسی، وضع داری اور مشرقی اخلاق کا بہترین نمونہ ہے کہ وہ دور پار کے احباب کو بھی فراموش نہیں کرتے۔شاگردوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ اِدھر یونی ورسٹی سے چھوٹے اُدھر اساتذہ فراموش، آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل، لیکن ڈاکٹر صاحب، ایسے مشفق استاد ہیں جو اپنے شاگردوں کی خیریت جاننے کے لیے بے تاب رہتے ہیں اور ان کے لیے ہمیشہ دعا گو ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی علمی وجاہت کا ایک پہلو دائرۃ المعارفوں کے لیے مقالات نویسی ہے۔وہ عمان (اردن) کے ایک دائرۃ المعارف کے رکن بھی ہیں۔میں جب تہران میں قیام پذیر تھا (۱۹۸۹ تا ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۴ تا ۱۹۹۵ء) تو مجھے بھی وہاں ایسے اداروں میں کام کرنے کا موقع ملا جو دائرۃ المعارف تالیف و طبع کرتے ہیں۔اس بنا پر ڈاکٹر صاحب کو ان اداروں کی سرگرمیوں سے دل چسپی تھی اور میں بھی چاہتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب سے راہ نمائی اور مدد لی جائے۔بہت سے خطوط میں ان دائرۃ المعارف کی باتیں ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب اپنی پسند یا ضرورت کی کتب (مطبوع یا مخطوط) حاصل کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔یہ بے چینی دراصل ان کا اشتیاق اور کتاب دوستی کا اظہار ہے۔وہ اپنے مکتوب الیہ کو خود کتاب کے حصول و ترسیل کی راہیں سجھاتے ہیں۔ایران سے

ایک کتاب، کتاب آرائی درتمدن اسلامی ان تک پہنچانے کے لیے میں نے کیا کیا جتن کیے، یہ اس مراسلت کا ایک غالب موضوع ہے۔[۴]

یہاں وہ تمام مراسلت محفوظ کردی گئی ہے۔ یہ کل ۱۱۸ خطوط ہیں جو ۱۹۸۵ء اور ۲۰۰۹ء کے درمیان لکھے گئے۔ پہلے میرا ارادہ صرف ڈاکٹر صاحب کے خطوط اپنے نام شائع کرنے کا تھا۔ لیکن تدوین کے وقت دیکھا کہ اگر یہ یک طرفہ مراسلت شائع ہوئی تو بہت سی باتوں کا پس منظر بتانے کے لیے وضاحتی حواشی درکار ہوں گے۔ چوں کہ یہ تمام باتیں ان کے نام میرے خطوط میں آچکی تھیں، مناسب یہ سمجھا کہ تمام خطوط باہمی مراسلت کے انداز میں، جس تاریخی ترتیب سے یہ لکھے گئے ہیں، شایع کیے جائیں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ قاری اگر انھیں مسلسل پڑھے گا تو ہر خط کا پس منظر اس کے ذہن میں رہے گا۔ اس طرح حواشی محدود ہو گئے ہیں اور صرف انھی باتوں کی وضاحت کے لیے حواشی لکھے گئے ہیں جن کا ذکر خطوں میں نہیں ملتا۔ اس مراسلت کو یک جا کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بیچ میں کئی خطوط غائب ہیں۔ یعنی لکھے تو گئے تھے لیکن مکتوب الیہ اور منزل مقصود تک نہیں پہنچے۔ ظاہر ہے یہ خلا اب پُر نہیں کیا جاسکتا۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب اور خود میں خطوط کی حفاظت کے ضمن میں بہت محتاط ہیں اور ایسا نہیں ہے کہ کوئی خط مکتوب الیہ تک پہنچا ہو اور اس مجموعے میں شائع ہونے سے رہ گیا ہو۔

یہ پوری مراسلت کسی ترمیم و تنسیخ یا حک و اضافہ کے بغیر شائع کی جارہی ہے۔ اس کی اشاعت کے لیے میں نے ڈاکٹر صاحب سے پیشگی اجازت لے لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ان خطوط میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی گئی جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔

میں نے ڈاکٹر صاحب کو جو خطوط لکھے تھے اس کا کوئی ریکارڈ میرے پاس نہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے خطوط کو اس لائق سمجھا کہ انھیں اب تک سنبھالے ہوئے ہیں۔ ان کی عکسی نقل انھی سے حاصل ہوئی ہے، جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔

عارف نوشاہی

۲۸/اگست ۲۰۰۹ء، اسلام آباد

(۱)

۱۴/ستمبر ۱۹۸۵ء

محترم   سلام مسنون

گرامی نامہ ملا۔ مجتبی مینوی[۱] اور حکمت[۲] کے سنین وفات حسب ذیل ہیں:

مینوی: ۱۳۵۵ش/۱۳۹۷ھ ق [مطابق] ۱۹۷۷ء

حکمت: شہریور ۱۳۵۹ شمسی/اگست ۱۹۸۰ بمقام تہران

عارف نوشاہی

مدیر دانش

(۲)

۲۲/مارچ ۱۹۸۶ء

محترمی جناب عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

پرسوں کی ڈاک سے ازگلستان عجم کا نسخہ ملا۔ آپ کی عنایت اور توجہ کے لیے ممنون ہوں۔ دکتر زرّین کوب کی کتاب[۱] دیکھ چکا تھا لیکن جب ترجمہ ملا تو کچھ ایسی دل چسپی ہوئی کہ رات پوری کتاب پڑھ گیا۔

ڈاکٹر زرّین کوب کی یہ تاریخ، اس موضوع پر لکھی ہوئی دوسری تاریخوں سے مختلف ہے۔ مجھے ان کا انداز نقد اور طرز نگارش پسند آیا تھا اور ان کی تحریر کے حُسن کا کیا کہنا۔ لطف یہ ہے کہ آپ کے ترجمہ نگاروں نے ایسا کامیاب، خوبصورت اور سلیس ترجمہ اردو میں کیا ہے کہ ترجمہ نہیں معلوم ہوتا۔ اردو نثر کا سارا حسن ترجمے میں انھوں نے سمو دیا ہے۔ حواشی و تعلیقات بہت مفید ہیں۔ یہ بعض مقامات پر بہت ضروری بھی تھے۔ کامیاب ترجمے پر ڈاکٹر مہر نور محمد خان اور ڈاکٹر کلثوم فاطمہ سیّد کو، تعلیقات پر آپ کو اور اس کتاب کی اشاعت پر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

مرکز سے کچھ عرصہ پہلے فہرست مخطوطات کی پہلی جلد آئی تھی[2] جو بہت محنت اور دیدہ ریزی سے مرتّب کی گئی تھی۔ اب جواز گلستان عجم آئی تو میں نے دیکھا کہ اس پر سلسلہ نمبر ۹۸ لکھا ہوا ہے۔ کیا اس سے پہلے اسلام آباد میں ۹۷ کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟ اگر آپ مطبوعات کی فہرست بھجوا سکیں تو بہت ممنون ہوں گا۔ فہرست مخطوطات کی کوئی اور جلد چھپے تو ضرور ارسال کیجے۔ یہ بہت کام کی چیز ہے۔

آپ کے مرتّب کردہ رسالۂ دانش کے دو شمارے ملے، خوب ہیں۔ کیا باعتبار مضامین اور کیا باعتبار ترتیب و تہذیب۔ اس کے لیے کچھ لکھ کر ضرور بھیجوں گا۔

آپ نے مجتبیٰ مینوی اور علی اصغر حکمت کے سنین ولادت و وفات کے متعلق جو خط لکھا تھا، وہ مجھے مل گیا تھا۔ شکر یہ اب ادا کر رہا ہوں۔

میں ایک علمی رسالہ مجلۃ المجمع العلمی الھندی کے نام سے شائع کرتا ہوں۔ اس کے دو شمارے بھجوا رہا ہوں، شاید زیادہ پسند نہ آئے [آئیں]۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر و عافیت ہوگا۔ والسّلام

مختار الدین احمد

(۳)

۳۱ / مارچ ۱۹۸۶ء

حضرت محترم دکتور مختار الدین احمد زیدعزّہ سلام مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۲۲ مارچ ۸۶، مجلۃ المجمع العلم الہندی کے دو شماروں کے ساتھ ملا اور بے حد مسرت کا موجب ہوا۔

مجھے یہ وضاحت اور اعتراف کرتے ہوئے اپنے تئیں ندامت محسوس ہو رہی ہے کہ میں عربی سے نابلد ہوں۔ ساری توجہ فارسی کی طرف رہی ہے۔ باوجود خواہش کے میں عربی زبان نہیں پڑھ سکا حالانکہ مجھے اپنے علمی کاموں میں اس سے اکثر واسطہ رہتا ہے۔ آج آپ کے گرانقدر مجلّات دیکھ کر اور اُن سے استفادہ نہ کر پانے پر سخت مایوسی اور شرمندگی ہو رہی ہے۔ بہر حال آپ کی عنایت کا بے حد شکر یہ۔

آپ کو یہ اشتباہ کیسے ہو گیا کہ از گلستان عجم پر تعلیقات میں نے لکھی ہیں۔ وہ تو مدیر مرکز تحقیقات فارسی کی تحقیق و تنقیح کا نتیجہ ہے اور وہی اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ البتہ وہی تعلیقات بزبان فارسی میں نے دانش کے تیسرے شمارے میں شائع کر دی ہیں اور یہ شمارہ آپ کو بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا چکا ہے۔

از گلستان عجم آپ نے پڑھ لی ہے اور پسند بھی فرمائی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے اُس پر ایک بھر پور تبصرہ دانش کے لیے مرقوم فرما

دیں۔ایسا تبصرہ جس میں ترجمے اور زرین کوب کی تنقید کے محاسن و معایب دونوں مذکور ہوں۔ دانش میں ہم تبصروں کا ایک معیار بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ آپ کی نظر سے بھی یہ تبصرے گذرتے ہیں۔ میں کتاب پر تنقید کے معاملے میں کسی رعایت کا قائل نہیں۔ جو چیز اچھی ہے اُسے اچھی کہیں، جو بُری ہے اس کی اصلاح اور نشاندہی کریں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ تبصرہ روانہ فرمائیں گے۔

جی ہاں مرکز تحقیقات نے بہت سی کتابیں شائع کی ہیں۔ زیادہ زور فہارس کتب (مطبوعہ و مخطوط) پر ہے۔ اِس ادارے کی طرف سے یہی ایک کام، کام کا ہو رہا ہے۔ اب اس کے تتبع میں دہلی میں مرکز ادبیات فارسی کھل گیا ہے اور ایرانی حکومت کی طرف سے فارسی کتب اور فہارس شائع کر رہا ہے۔

آپ مندرجہ ذیل پتے پر از گلستان عجم کا اعلامِ وصول فرما دیں اور ساتھ ہی اُن سے فہرست مطبوعات کا تقاضا کریں۔ میں کچھ مزید فہارس آپ کو بھجوانے کا اہتمام کر رہا ہوں۔ آپ کے مرسلہ عربی مجلہ کے دونوں شمارے مدیر مرکز تحقیقات کو دے کر اُن کے عوض کچھ کیٹلاگ بھجوا رہا ہوں۔ پتا یہ ہے:

مدیر مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

۱۱- مسجد روڈ، ایف ۶/۳، اسلام آباد، پاکستان

مشفق خواجہ صاحب گذشتہ ماہ علی گڑھ وغیرہ سے ہو کر آئے ہیں۔ وہ بتا رہے تھے کہ علی گڑھ یونیورسٹی نے آٹھ جلدوں پر مشتمل مخطوطات کا کیٹلاگ چھاپا ہے۔ یہ فہرست مجھے ہر صورت میں مطلوب ہے۔ آپ مدد فرمائیں۔ مخلص: عارف نوشاہی

(۴)

۹/اپریل ۱۹۸۶ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

دانش کا تیسرا شمارہ بذریعہ ڈاک آپ کے گھر کے پتے پر روانہ کیا تھا جو آج پندرہ روز بعد واپس آ گیا ہے۔ ہندی رسم الخط میں کوئی وجہ لکھی ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کیا آپ کا پتا غلط لکھا ہے؟ مجھے ڈر ہے کہ ہم نے اِس پتے پر آپ کو جو دیگر کتب بھیجی ہیں کہیں وہ بھی واپس نہ آ جائیں۔

عارف نوشاہی
مدیر دانش

(۵)

۱۸/جولائی ۱۹۸۷ء

استادِ محترم جناب ڈاکٹر آرزو صاحب زید عزہ سلام مسنون

امید ہے بخیر و عافیت علی گڑھ پہنچ چکے ہوں گے۔

اِس عریضہ کے ذریعے آپ کو یہ یاد دلانا مقصود ہے کہ دانش کے ڈاکٹر وحید قریشی نمبر کے لیے مبسوط مقالہ تحریر فرمائیں۔ یہ مقالہ ہند و پاکستان کے حوالے سے فارسی ادبیات سے متعلق ہونا چاہیے۔

میری پیش کردہ کتب دیکھ کر آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ میرا رُجحان کتاب شناسی اور فہرست نویسی کی طرف ہے۔ میں

ایک عرصے سے علی گڑھ یونیورسٹی کے مخطوطات کی فہرستیں حاصل کرنے کے لیے ''قسمت آزمائی'' کر رہا ہوں مگر یہی جواب ملتا ہے کہ وہ فہرستیں ''محبوس'' ہیں۔ اگر آپ کی توجہ خاص سے میں یہ فہرستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو میری ایک بہت بڑی مشکل حل ہو جائے گی۔

ارادتمند عارف نوشاہی

(۶)

۱۸/اگست ۱۹۸۷ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب السلام علیکم

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ ابوسعادت جلیلی صاحب کو خط لکھ دیا ہے وہ اقدام کریں گے۔ میں احتیاطاً ان کا پتا بھی لکھ رہا ہوں تاکہ بوقت ضرورت آپ براہِ راست رابطہ قائم کر سکیں۔

ابوسعادت جلیلی، سلیمان پلازہ-سی-۱، گلشن اقبال-۱۰، کراچی ۴۸

آپ کے پتے میں تصحیح کر لی گئی ہے۔

عارف نوشاہی مدیر دانش

(۷)

۳۱؟ اکتوبر ۱۹۸۷ء

حضرت محترم السلام علیکم

آپ کی عنایت اور توجہ سے علی گڑھ یونیورسٹی لائبریری میں مخطوطات کی فہارس کی آٹھ جلدیں موصول ہو گئی ہیں۔ بے حد شکریہ۔ ان فہرستوں کے حصول کے لیے میں ایک مدت سے کوشش کر رہا تھا، مگر لاحاصل۔ آپ کی شفقت سے یہ مشکل حل ہو گئی۔ جزاکم اللہ بالخیر۔

عارف نوشاہی

(۸)

۱۹۸۸/۳/۲۹

مکرمی جناب عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

یقین ہے آپ کا علمی سفر، ہندستان کا بہت کامیاب رہا ہوگا اور آپ خیر و عافیت سے واپس پہنچے ہوں گے۔[۱]

محب مکرم دکتر وحید قریشی صاحب کو پیش کیے جانے شمارے کے لیے حسب وعدہ ایک چھوٹا سا مضمون بھیج رہا ہوں۔ تاکہ اس میں شرکت ہو جائے۔ دوسرا مضمون لکھنے بیٹھوں گا تو اس میں بہت تأخیر ہوگی۔[۲]

میں بنارس اور گوہٹی کی جامعات میں سلکشن کمیٹیوں میں شرکت کے لیے گیا ہوا تھا۔ پٹنہ میں کتب خانۂ خدا بخش کے اس سیمینار میں بھی شریک ہوا جو تاریخی مخطوطات پر ہو رہا تھا۔ ان اسفار میں کوئی آٹھ دس دن لگ گئے۔ اس لیے مضمون بھیجنے میں تاخیر ہوئی۔ مضمون کے آف پرنٹس ضرور بھیجےگا۔

دانش کا شمارہ ۲ مل گیا، شکریہ۔ شمارہ ۳ کا انتظار ہے۔ زیروکس کرا کے دفتری سے دانش کے شماروں کے سائز میں جز بندی اور تراش خراش کے بعد بھجوائیے۔ اگر کوئی پرانا سرورق مل جائے (کسی اور شمارے کا سہی) تو وہ ضرور چسپاں کرا دیجیے۔

مضمون کے آخر میں بیدل کی غزل خند انش، فتانش درج ہے یہ مجھے ہندستانی دونوں اشاعتوں میں نہیں ملی۔ طبع افغانستان یہاں نہیں اور نہ آپ کا مرتّب کردہ اڈیشن ہمارے پاس ہے۔[۲] ان اڈیشنوں میں موجود ہو تو فٹ نوٹ میں حوالہ میری طرف سے بڑھا دیجیے۔ موجود نہ ہوں تو ان اشعار کی اہمیت ظاہر ہے۔ آخری مصرع کند دعوای ہم چشمی... جولانش کی صحیح قراءت بھی طبع افغانستان و طبع لاہور بھی [کذا: سے] متعین کر لیجے۔

دیوان بیدل، کچھ نئی مطبوعات اور فہرست مطبوعات ضرور بھیجیے، پتا اوپر درج ہے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۹)

بعد از اپریل ۱۹۸۸

حضرتِ محترم سلام مسنون

علی گڑھ میں آپ نے جو شفقت فرمائی، اس کا شکریہ بجالانا تو اپنی جگہ، مجھے اس سے کام کرنے کا مزید حوصلہ ملا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔

آج آپ کا گرامی نامہ بھی ملا اور ساتھ مقالہ بھی۔

دانش ۳ کا پیکٹ پہلے سے تیار تھا۔ اب دانش ۵-۷ بھی ساتھ رکھ دیا ہے۔ دانش ا کا زائد نسخہ کسی صورت میں ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ آپ اپنا ریکارڈ پھر سے چیک کر لیں۔ عدم موجود ہونے کی صورت میں اگلی ڈاک میں اس کی فوٹو کاپی پیش کروں گا۔

آپ نے جو خطوط مجھے دیے تھے وہ میں نے لاہور ہی سے پوسٹ کر دیے تھے۔ اب جو دو خطوط بھیجے ہیں وہ بھی متعلقہ لوگوں کو پوسٹ کر دیے ہیں۔

دیوان بیدل طبع اسلام آباد بھی حاضرِ خدمت ہے۔

عارف نوشاہی

(۱۰)

۲۸ رمئی ۱۹۸۸ء

مکرّمی جناب عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

آپ کا اور ڈاکٹر سیّد حسینی[۱] کے خطوط اور دیوان بیدل کا ایک نسخہ ملا تھا اور میں نے رسید بھی بھیج دی تھی۔ ڈکتر وحید قریشی کے مجموعے کے لیے ایک مضمون بھیجا تھا۔ اب مضمون ترمیم شدہ شکل میں بھیج رہا ہوں۔ براہ کرم طباعت کے لیے یہ نقل پریس کے حوالہ کیجیے اور آپ بھی ایک نظر ڈال لیجیے۔ پہلے مضمون کو کالعدم سمجھیے۔ اس میں خصالی کی ایک غزل بیدل سے منسوب ہوگئی ہے۔ ابھی چار صفحوں کا عکس مدراس سے آیا تو اس غلطی پر متنبہ ہوا۔ کچھ اور ترمیمات بھی کر دی ہیں۔ اس لیے جو مضمون میں نے پہلے آپ کو بھیجا ہے اس سے ہرگز ہرگز طباعت نہ کرائیے۔

اگر مضمون کمپوز میں ہو تو ترمیم شدہ مضمون کے مطابق کر لیجیے۔ اور اگر مضمون چھپ گیا ہو (جس کی مجھے اس قدر جلد توقع نہیں) تو آخر میں استدراک کے عنوان سے صفحہ دو صفحہ بڑھا دیجیے جس میں میری ترمیمات آ جائیں اور بیدل کے اشعار بھی۔ خدا کرے مضمون ابھی کمپوز ہونا شروع نہ ہوا ہو ورنہ آپ کی زحمت بڑھ جائے گی۔

چار صفحوں کے عکس بھیج رہا ہوں، انھیں ضرور شائع کیجیے۔ بیدل اور خصالی کی تحریریں ہیں، اس لیے ان کی اشاعت بہت مفید ہوگی۔

مضمون جب چھپ جائے تو دانش کا وہ شمارہ اور دو چار آف پرنٹس مدرسۂ محمدی، مدراس کے ناظم کو ضرور بھیج دیجیے گا۔ انھوں نے فرمائش کی ہے، عکس بھی انھوں نے فراہم کیے ہیں اس لیے بھی یہ ضروری ہے۔ ان کا پتا یہ ہے:

مولانا ابو احمد محمد عبداللہ صاحب معتمد مدرسۂ محمدی Secretary Madrasa Muhammadi, 323,Morres Road, Roya Pettah, Madras.

ڈاکٹر سیّد احمد حسینی کو میرا اور بیگم صاحبہ کا سلام کہیے اور اگر ان کی خانم موجود ہوں تو انھیں بھی۔ انھوں نے از راہ محبت اسلام آباد آنے کی دعوت دی ہے، ہم لوگ ضرور آئیں گے کسی اچھے موسم میں، مثلاً اکتوبر/نومبر میں۔ لیکن سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ آنے کی شکل/تقریب کیا ہوگی۔ معلوم نہیں یہ امر ان کے اختیار میں ہے یا نہیں کہ ہم لوگوں کے سفر اور قیام کا وہ انتظام کر سکیں۔ پھر شاید ان اخراجات کی وجہ جواز بھی انھیں پیش کرنا ہوگا [ہوگی]۔ میں فہرست مخطوطات وغیرہ جو وہ شائع کر رہے ہیں اس سلسلے میں کچھ مشورے دے سکتا ہوں۔

آپ سے پچھلی مرتبہ علی گڑھ میں اس موضوع پر گفتگو ہوئی تھی تو آپ نے کہا تھا یہ مسئلہ کچھ اہم نہیں، وہ چاہیں گے تو سفر کے انتظامات ہو جائیں گے آسانی سے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ ان سے گفتگو کر کے تفصیل سے مجھے لکھیں، اس کے بعد میں انھیں جواب میں خط لکھوں گا۔ اس لیے براہ کرم توجہ فرمائیے۔

دانش-۱۱ ابھی تک کتابوں میں کہیں دبا ہوا ہے لیکن توقع ہے کہ مل جائے گا۔ اب تو نیا شمارہ چھپ رہا ہوگا۔ صحیح طور پر بتائیے کہ وحید قریشی نمبر اور حسن عسکری نمبر کب تک آپ شائع کر رہے ہیں؟

استاذ گرامی سیّد حسن عسکری صاحب کی صحت بہت مشتبہ ہے۔ میں پچھلے ماہ پٹنہ گیا تھا کتب خانۂ خدا بخش کے ایک سیمینار میں۔ وہ علالت کے باعث کسی جلسے میں تشریف نہ لا سکے۔ جو کچھ ان کے لیے کرنا ہو جلد کیجیے تاکہ وہ بدرستی ہوش و حواش اس شمارے کو دیکھ کر مسرور ہو سکیں۔

مضامین کے آف پرنٹس آپ کتنے دیتے ہیں مضمون نگاروں کو؟

خصالی کی غزل کا آخری مصرع، عکس دیکھ کر مسودے میں مکمل کر دیجیے گا اور بیدل کے اشعار پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے۔ ممنون ہوں گا۔ افسوس ہے کہ یہاں دیوان کا وہ نسخہ نہیں جو کابل میں حال میں کئی جلدوں میں مرتّب ہو کر شائع ہوا ہے۔

فہرست انتشارات مل گئی تھی۔ اپنا کتب خانہ دیکھ کر فہرست مطلوبات بعد کو ممکن ہے بھیجوں۔ فی الحال آپ مخزن آذر اور کتب خانہ کاما، بمبئی کی فہرستیں آقای سیّد احمد حسینی صاحب سے کہہ کر بھجوا دیجیے گھر کے پتے پر۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مخلص مختار الدین احمد

(۱۱)

۸ر جون ۱۹۸۸ء

استادمکرّم زیدعزّہ سلام مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۲۸/۵/۸۸ ملا۔ دکتر وحید قریشی نمبر کے لیے آپ نے جو ترمیم شدہ مضمون بھیجا ہے وہی چھپے گا۔ پہلے سے ارسال شدہ مضمون کو الگ کر دیا ہے۔ بعض احباب دانش کے دونوں مجوزہ نمبروں برائے حسن عسکری و وحید قریشی کے سلسلے میں ہماری حوصلہ شکنی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان بزرگوں کی فارسی کے لیے خدمات اس درجہ کی نہیں ہیں کہ ان کے لیے نمبر نکالے جائیں۔ اوّل الذکر بزرگ تاریخ کے آدمی ہیں اور ثانی الذکر اُردو ادبیات کے۔ غالباً اسی لیے کوئی مضمون ہمیں ان کی فارسی کے لیے خدمات کے ضمن میں موصول نہیں ہوا اور اشاعت کا معاملہ مؤخر ہو رہا ہے۔ البتہ ہم اپنے ارادے پر قائم ہیں۔ اگر مضامین فراہم ہو گئے تو یہ نمبر شائع ہو جائیں گے۔

اب ہم آف پرنٹس کی بجائے مکمل رسالہ ہی کے پانچ نسخے مضمون نگار کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔ اگر زیادہ نسخے درکار ہوں تو اتنے بھیج دیے جاتے ہیں۔ اس معاملے میں کوئی سختی یا تحدید نہیں ہے۔

ڈاکٹر حسینی صاحب سے میں نے آپ کے سفر پاکستان کے بارے میں بات کی ہے، آپ کا یہ خدشہ درست نکلا کہ وہ اپنے حکام کو وجہ جواز کیا پیش کریں؟ البتہ انھوں نے فرمایا ہے کہ اگر آپ اپنے طور پر پاکستان میں داخل ہو جائیں تو لاہور، کراچی، اسلام آباد، پشاور، حیدرآباد، کوئٹہ (جہاں ایرانی مراکز ہیں) میں آپ کے طعام و قیام کی تمام سہولتیں اور گاڑی آپ کے اختیار میں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

میرے خیال میں اگر حسینی صاحب خود اس معاملے میں آپ کو صراحت کر دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے اگر وہ آپ کو یہاں آنے کی رسمی دعوت نہ دیں تب بھی یہاں آپ کے اس قدر نیازمند موجود ہیں کہ آپ کو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔

آپ کی مطلوبہ فہارس مخطوطات (آذر۔ بمبئی) کے لیے حسینی صاحب سے کہلوایا ہے۔ کابل سے چار جلدوں میں بڑی تقطیع پر کلیات بیدل چھپا تھا۔ اب سنا ہے تہران سے وہی نسخہ چھوٹی تقطیع پر شائع ہو گیا ہے۔

نیازمند

عارف نوشاہی

(۱۲)

۲۶ر دسمبر ۱۹۸۸ء

حضرت محترم جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب زیدعزّہ سلام مسنون

میرے عمہ زاد[1] آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ دانشگاہ پنجاب، لاہور کے ذخیرہ آزر کے فارسی مخطوطات کی فہرست کے مصنف ہیں اور اب پاکستان کے دیگر کتب خانوں میں مخطوطات کی فہرستیں تیار کر رہے ہیں۔ علی گڑھ میں آپ سے ملاقات میرے لیے باعث مسرّت ہوئی تھی اور یہ بھی اسی مسرّت کے متمنّی ہیں۔

اپنی تازہ کاوش کتاب شناسی شمارہ دوّم پیشِ خدمت ہے۔ اس کا شمارہ اوّل آپ کو اسلام آباد میں پیش کیا تھا۔ آپ علمی جرائد میں پاکستانی مطبوعات پر لکھتے رہتے ہیں۔ چند سطور ان رسائل کے بارے میں بھی رقم فرما دیں۔

جیسا کہ پہلے آپ کو اطلاع دے چکا ہوں کہ دکتر احمد حسینی واپس تہران جا چکے ہیں، میں بھی دو سال کے لیے مشہد یونیورسٹی جا رہا ہوں۔ میری روانگی جنوری کے اواخر میں ہے۔

مدراس کی ایک نادر بیاض پر آپ کا مقالہ مجلّہ دانش شمارہ ۱۶ میں شائع ہو رہا ہے۔

عارف نوشاہی

(۱۳)

۲۹/دسمبر ۱۹۸۸ء

محترم ومکرّم جناب ڈاکٹر صاحب سلام مسنون

۱۰ دسمبر کا مرقومہ بوساطتِ اسلم صاحب ملا۔ تعجب ہوا کہ دانش ۱۳ و ۱۴ آپ کو نہیں ملے۔ حالانکہ یہ بصیغۂ رجسٹری روانہ کیے گئے تھے۔ اب تو دانش ۱۵ بھی چھپ گیا ہے۔ یہ تینوں شمارے علیحدہ ڈاک سے بھیجے جا رہے ہیں۔

آپ کا مرسلہ مضمون شمارہ ۱۶ میں شامل ہو گیا ہے۔ چونکہ مجوزہ دونوں نمبروں کے لیے مضامین فراہم نہیں ہو سکے تھے اس لیے اب ان کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔ مضمون چھپنے پر پانچ نسخے آپ کی خدمت میں روانہ کر دیے جائیں گے۔

انصار اللہ صاحب پاکستان تشریف نہیں لائے۔ البتہ ان کے خطوط سے عندیہ ملتا ہے کہ یہاں تشریف لانا چاہتے ہیں۔

دکتر احمد حسینی صاحب نے تہران جا کر رابطہ نہیں رکھا اور مجھے نہ اُن کا عہدہ اور نہ پتا معلوم ہے۔

۱۹۸۸ کا سال میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوا۔ اس سال میری پانچ نئی کتابیں چھپ کر سامنے آئی ہیں جو اپنے عمہ زاد کے ہاتھ آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔ موصوف (خضر نوشاہی) جنوری ۱۹۸۹ کے اواخر میں دہلی جائیں گے اور وہاں سے علی گڑھ۔

مجھے اعلیٰ تعلیم کے لیے حکومت ایران نے وظیفہ دیا ہے اور میں ۳ فروری کو ایران چلا جاؤں گا اور وہاں مقیم ہوں گا۔ آپ کے خطوط غربت اور دوری وطن میں میرے لیے تقویت کا باعث ہوں گے۔ وہاں میرا پتا یہ ہے:

مشہد۔ ایران

بُنیاد پژوھشہای اسلامی

صندوق پُستی ۹۱۳۷۵/۳۶۶۳

آقای نجیب مایل ھروی۔ برسد بہ عارف نوشاہی

آپ کی دعاوں کی ضرورت ہے۔ عارف نوشاہی

(۱۴)

۲۶/جنوری ۱۹۸۹ء

حضرت محترم سلام مسنون

آپ کا گرامی نامہ مجھے اپنی روانگی سے ۲۰ گھنٹے پہلے ملا۔ میں براستہ کراچی، تہران جاؤں گا اور آپ کے خطوط وہیں سے پوسٹ کروں گا۔

آپ کا پتا دانش کی میلنگ لسٹ میں موجود ہے اور دانش بدستور آپ کو ملتا رہے گا۔ دانش کے نئے مدیر دکتر سبط حسن رضوی (فارغ التحصیل دانشگاہ تہران) مقرر ہوئے ہیں۔

دانش ۱۶ میں آپ کا مقالہ چھپ رہا ہے اور اس کا حق التحریر منظور ہو رہا ہے۔ میں نے نئے مدیر کو تجویز پیش کی ہے کہ وہ فہرست مطبوعات آپ کو بھیج دیں اور اس کے برابر آپ کو آپ کی مطلوبہ کتابیں مل جائیں گی۔ اگر آپ اپنا حق التحریر پاکستان میں کسی کو دینا چاہیں تو اس کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ آپ ایک خط مدیر کو لکھ دیں۔

میں ابتدائی طور پر ۲ سال اور بعد میں مزید ۴ سال ایران [میں] رہوں گا۔

خضر صاحب ۲۸ جنوری کو روانہ ہوں گے اور شاید میرا خط ملنے سے پہلے آپ تک پہنچ جائیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔

عارف نوشاہی

(۱۵)

۲۱/جنوری ۱۹۸۹ء

مکرمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۲۹ دسمبر ملا، ممنون ہوا۔ میں ۲ [دسمبر] کو جنوبی ہند کے ایک علمی سفر پر چلا گیا تھا واپسی پر آپ کا خط پڑھا۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ ایران چلے گئے ہیں اور اب وہاں سے خط لکھیں گے۔ وظیفے کی اطلاع سے یقین مایے بہت مسرت ہوئی۔ ان شاء اللہ یہ علمی سفر آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگا اور آپ کو کتب خانۂ مشہد سے بھی مستفید ہونے کے مواقع ملیں گے۔

جامعۂ مشہد میں عربی کے استاذ آقای محمود اسد اللّٰہی ہیں۔ یہ بڑے سعادت مند اور خلیق جوان ہیں، میرے شاگرد ہیں اور علی گڑھ دو سال قیام کر کے انھوں نے میری نگرانی میں عربی میں کتاب المقفّی الکبیر للمقریزی پر ڈاکٹریٹ لی ہے۔ آپ ان سے فوراً جاتے ہی ملیے، ان شاء اللہ ان کا مشہد میں موجود ہونا آپ کے لیے مفید ہوگا۔ آپ کو کسی قسم کی وہاں زحمت ہو وہاں کے قیام کے دوران، تو ان سے رجوع کر سکتے ہیں۔ ملاقات ہو تو ان سے پوچھیے گا کہ انھوں نے کتاب المقفّی طبع کرائی یا نہیں؟ ورنہ میں اس کی طباعت کے لیے کچھ سوچوں۔

دانش (۱۳) تو مجھے مل گیا تھا علی گڑھ سے آپ کی روانگی کے ہفتہ عشرے کے بعد ہی، لیکن ۱۴، ۱۵ کے شمارے نہیں ملے۔ براہ کرم اپنی موجودگی میں رجسٹری سے بھجوایئے اور شمارہ ۱۶ کی کاپیاں بھی۔ دفتر کو ہدایت کر کے جایئے کہ پتا اُردو میں نہیں انگریزی میں لکھیں اور بہتر ہو کہ ٹائپ کرا دیں۔

تہران میں دکتر احمد حسینی کا پتا چل جائے گا۔ ان کے بارے میں اطلاع ضرور دیجیے گا اور ان کا پتا بھی لکھیے گا۔

دفتر میں میرے پتے میں فاطمہ Fatima منزل نہیں، ناظمہ Nazima منزل لکھوا دیجیے۔

آپ کی کتابوں کی اشاعت کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ ایک سال میں پانچ کتابوں کی اشاعت تو ایک کارنامہ ہے، خدا مبارک کرے۔ ان کا بہت انتظار رہے گا۔ آپ اسلام آباد سے چلے گئے تو شاید ہی کوئی شخص انھیں بحفاظت تمام یہاں بھجوا سکے، اس لیے روانگی سے پہلے دانش اور اپنی کتابوں کے ارسال کا کام کر کے جایئے۔ خدا کرے آپ کو یہ خط جلد مل جائے

اس لیے یہ لفاف براہ راست آپ کو بھیج رہا ہوں ورنہ دوسری صورت میں دکتر اسلم کو لاہور بھیجتا، اس میں تاخیر کا خدشہ ہے، اس لیے آپ کو بھیج رہا ہوں۔ دوسرے خطوط بھی اب آپ ہی مکتوب الیہوں تک روانہ کر دیں۔ ممنون ہوں گا۔

حیدرآباد کے خط پر وفیسر غلام مصطفیٰ خاں صاحب کو بھیج دیجیے وہ دوسروں کے خطوط بھجوا دیں گے۔

آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کا وظیفہ کتنے دنوں کا ہے اور آپ کب تک ایران میں مقیم رہیں گے۔

سنا ہے کتب خانہ مشہد کی نئی فہرستیں طبع ہوئی ہیں۔ ان کا پتا چلایئے اور ابھی نہیں جب آپ کو کچھ اطمینان حاصل ہو تو وہاں دیکھیے کہ اہم تر نادر عربی مخطوطات کیا ہیں۔ کتابیں مختصر ہوں، دو چار کے نام لکھ بھیجیے گا۔ فہرست کے ابتدائی صفحات میں اہم مخطوطات کا عام طور پر ذکر کر دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے وہیں اہم مخطوطات کا ذکر مل جائے لیکن جیسا کہ میں نے لکھا اس کی عجلت نہیں اطمینان سے کبھی یہ کام کرا لیجے گا۔

آج جنوری کی ۲۰ تاریخ ہے، خضر نوشاہی صاحب کا انتظار شروع ہو گیا ہے۔

آپ نے کبھی بتایا تھا کہ دانش میں مطبوعہ مضامین کا معاوضہ بھی ملتا ہے لیکن ہندستان بھیجنا ممکن نہیں، اسلام آباد یا پاکستان میں کسی کو مل سکتا ہے؟ اگر میرے مضمون کے اعزازیہ کی رقم مجھے معلوم ہو جائے تو میں کسی کو وہاں بھجوا دوں کہ اسلام آباد کے علاوہ لاہور، کراچی کی مطبوعات منگوا سکوں۔ اس کی بھی اطلاع دیجیے کہ اعزازیہ کے سلسلے میں کسے لکھنا ہوگا؟

یہ بھی لکھیے کہ اب رسالے کی ادارت کا کام کس کے ذمہ ہوگا اور اس سلسلے میں کسے لکھنا چاہیے؟

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ ایران پہنچ کر جب فرصت ملے ایک خط ضرور اپنی خیر و عافیت اور کوائف کا ضرور لکھیے گا۔ والسلام

خیر طلب
مختار الدین احمد

(۱۶)

۵؍جون ۱۹۸۹ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

کسی نے اطلاع دی کہ آپ مشہد سے واپس آ گئے۔ وجوہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا اور یہ جان کر تردّد ہوا کہ آپ اپنی پہلی جگہ سے استعفا دے کر چلے گئے تھے۔ خدا کرے وہاں مستقل انتظام نہ ہوا ہو اور آپ کو وہ یا کوئی اور مناسب جگہ مل جائے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ فی الحال آپ مقتدرہ میں آ گئے ہیں۔[۱] ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کی قدر دانی اور علم نوازی سے اس کی توقع تھی، لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مستقل جگہ ہے یا عارضی؟ بہر حال آپ جہاں بھی رہیں گے یقین ہے اپنی محنت، لگن اور فرض شناسی سے لوگوں کو مطمئن اور مسرور رکھیں گے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب
مختار الدین احمد

(۱۷)

۱۰/جولائی ۱۹۸۹ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب زید عزہٗ سلام مسنون

اسلام آباد میں، جیسا کہ آپ سے ذکر کیا تھا، اب پروگرام کے مطابق پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب (لاہور) علی گڑھ پہنچ رہے ہیں۔ یہ بارہ تحقیقی کتب اور دو سو تحقیقی مقالات لکھ چکے ہیں۔ اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور میں ان کے پچیس مقالات شامل ہیں۔ علی گڑھ میں ان کی معاونت فرمایے۔ رہائش کا انتظام ہو جائے تو یہ اپنا کام فراغتِ خاطر سے انجام دے سکیں گے۔

میں نے جالبی صاحب سے کاغذات حاصل کر لیے تھے۔ شکریہ۔

عارف نوشاہی

(۱۸)

۲۵/جولائی ۱۹۸۹ء

مکرمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

کل اقبال مجددی صاحب آئے اور آپ کا والا نامہ لائے۔ آپ کی خیر و عافیت معلوم ہوئی۔ وہ یہاں ڈاکٹر انصار اللہ کے یہاں مقیم ہیں اور عافیت سے ہیں۔ میں نے کل ان سے کہا تھا وہاں قیام میں کوئی زحمت ہو تو بتایئے کوئی انتظام کیا جائے۔ بولے میں بہت آرام و عافیت سے ہوں۔

وہ کتب خانہ مولانا آزاد میں کام کر رہے ہیں دو تین دنوں کے بعد لکھنو اور پھر پٹنہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابھی یہ سطریں لکھ کر میں ان سے ملنے آزاد لائبریری جا رہا ہوں۔ وہاں سے انھیں یونیورسٹی پبلی کیشنز ڈویژن لے جاؤں گا۔ مجلّہ علوم اسلامیہ اور مجلۃ المجمع العلمی العربی کے شمارے انھیں دوں گا اور پھر لنچ کے لیے انھیں یونیورسٹی کینٹین لے جاؤں گا۔

آپ کو ٹائپ شدہ جو کاغذات جالبی صاحب سے ملے، وہ آپ نے یقین ہے عمان/ اردون ہوائی رجسٹری سے دکتر احسان عباس کو ضرور بھیج دیے ہوں گے۔ ان کا اب تک کوئی جواب نہیں آیا ہے اس لیے تردّد ہے۔ یہ خط بہت ضروری ہے۔ اس میں فہرست ہے کراچی اور اسلام آباد کے ان اہل قلم کی جنھوں نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (عمان) کے لیے مضمون لکھنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ انھیں اطلاع دینی اس لیے ضروری ہے کہ وہ یہ موضوعات کسی اور کے ذمے نہ کر دیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ کتاب شناسی کے آئندہ شمارے کا انتظار رہے گا۔ والسلام خیر طلب

مختار الدین احمد

(۱۹)

۱۷/جولائی ۱۹۸۹ء

حضرت محترم سلام مسنون

پاکستان کے سب سے زیادہ اشاعت والے ہفت روزہ اخبار جہاں میں آپ کی کراچی میں مصروفیات کی رپورٹ چھپی ہے۔ ملاحظہ کے لیے ارسالِ خدمت ہے۔

عارف نوشاہی

(۲۰)

یکم اگست ۱۹۸۹ء

مکرمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

ایک خط آپ کو ۲۶/۷ کو لکھ چکا ہوں۔ مشفق خواجہ صاحب نے بھیجا ہوگا۔ مورخہ ۱۵/۷ مل گیا تھا۔ آج اخبار کا تراشہ ملا۔ بہت ممنون ہوں۔ آپ نہ بھیجتے تو شاید ہی میرے پاس پہنچتا۔

پچھلے خط میں میں نے آپ سے استفسار کیا تھا کہ میرا انگریزی کا جو ٹائپ شدہ خط آپ کو جناب جمیل جالبی صاحب سے ملا تھا وہ آپ نے دکتر احسان عباس صاحب کو جامعۂ اردن کے پتے پر بھیج دیا تھا یا نہیں؟ آپ کے آج کے خط میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں، اس لیے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

خط بہت ضروری تھا۔ مجھے تو یقین ہے کہ آپ نے میرا مقصد سمجھ لیا تھا اور خط ضرور ہوائی ڈاک سے رجسٹری کرا کے بھیج دیا ہوگا۔ چونکہ دکتر احسان عباس کا اب تک کوئی خط نہیں آیا ہے اس لیے تردد ہے۔ ان کے جواب کے انتظار میں اور حضرات سے جو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے لیے مضامین لکھنے کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے، اس کے متعلق انھیں فی الحال نہیں لکھا ہے۔ خیال ہے کہ ان کا خط منظوری کا آجائے تو مزید مقالات کے بارے میں لکھوں۔

مقالات کی اصل منظور شدہ فہرست کے علاوہ کچھ نئے موضوعات میں نے تجویز کر کے اور مضمون نگاروں کے نام لکھ کر میں نے انھیں بھیجنے کے لیے فہرست/ خط آپ کے حوالے کی تھی۔ مجھے ان کا ردِّ عمل جاننا ہے اگر وہ مجوزہ مقالات میں ترمیم و اضافہ نہیں چاہتے تو یہ بات مجھے معلوم ہونی چاہیے۔ اس لیے ان کے خط کا انتظار ہے۔

شرف الدین اصلاحی صاحب سے تو اب تک ملاقات نہیں ہوئی، نہ یہ معلوم کہ وہ علی گڑھ آئیں گے بھی یا نہیں؟ ان کے گھر کا پتا بھیجیے۔ دکتر جمیل جالبی صاحب کو ایک کتاب کا عکس بھجوانا ہے اور ان کے ذریعہ بحفاظت تمام پہنچ جائے گا۔ بلکہ میرا خط دیکھتے ہی موقع ہو تو انھیں خط لکھ دیجیے کہ وہ مجھ سے ضرور مل لیں اور مطلع کریں کہ کب علی گڑھ آرہے ہیں اور کب واپس اسلام آباد جا رہے ہیں۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

والسلام

مختار الدین احمد

(۲۱)

۱۸ اگست ۱۹۸۹ء

حضرت محترم سلام مسنون

نامۂ مرقومہ ۲۵/۷/۸۹ براستہ کراچی موصول ہوا۔ آپ احباب اقبال مجددی صاحب کا خاطر خواہ خیال رکھ رہے ہیں اس پر میں بھی ممنون ہوں۔ امید ہے انھوں نے اپنا کام دل جمعی سے انجام دیا ہوگا۔

اسلام آباد سے آپ کی روانگی کے دوسرے دن میں مقتدرہ کے دفتر گیا تھا اور ثلاثہ غسالہ کے متعلق آپ کی تحریر جالبی صاحب سے وصول کی تھی۔ ٹائپ شدہ کاغذات کا کوئی ذکر نہیں آیا تھا۔ اب آپ کا خط ملنے کے بعد معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ

وہ کاغذات اسی وقت احمد خان صاحب کے حوالے کر دیے گئے تھے۔ احمد خان سے استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مذکورہ کاغذات عمان بھیجے جا چکے ہیں۔

کتاب شناسی کے طباعتی امور کے سلسلے میں ۱۴ اگست کو لاہور جا رہا ہوں۔ امید ہے اواخر اگست میں اشاعت ہو گی۔

وحید قریشی صاحب نے ثلاثہ غسالہ کی کتابت پر اصرار کیا ہے چنانچہ اپنے پڑوس میں ہی ایک کاتب کو اس کام پر لگایا ہے۔ اب میں براہِ راست نگرانی کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی پروف پڑھ رہا ہوں۔

مقتدرہ نے ۲۲ اگست کو انٹرویو کے لیے بلایا ہے اور تہران یونیورسٹی نے بہتر سہولتوں کے ساتھ اپنے ہاں داخلے کی پیشکش کی ہے اور ۲۱ ستمبر تک رپورٹ کرنے کے لیے کہا ہے۔ اب میں کشمکش میں ہوں کہ کونسا راستہ اختیار کروں۔ والسلام

عارف نوشاہی

(۲۲)

۱۴ر ستمبر ۱۹۸۹ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۸ اگست موصول ہوا۔ کتاب شناسی شمارۂ سوم ۴ ستمبر کو ملا۔ ممنون ہوا۔

ذرا دکتر احمد خاں صاحب سے پوچھیے کہ انھوں نے عمان کے دونوں لفاف (ہوائی تو بھیجے ہی ہوں گے) رجسٹری سے بھیجے تھے یا معمولی ڈاک سے۔ وہاں سے کوئی خط اب تک موصول نہیں ہوا ہے۔ ان سے میری طرف سے گزارش کیجے کہ وہ ایک ہوائی خط دکتر احسان عباس صاحب کو لکھ دیں کہ ''فلاں تاریخ کو احمد کا خط میں نے اسلام آباد سے روانہ کیا ہے۔ وہ علی گڑھ میں جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ انھیں فوراً لکھیے۔'' احمد خاں صاحب دوست ہیں لیکن ذرا کھری طبیعت کے آدمی ہیں، پھر بھی آپ اصرار کریں گے تو وہ خط ضرور لکھ دیں گے، چاہے ان سے لے کر آپ ڈاک کے سپرد کر دیں اور مجھے مطلع کریں۔

ثلاثۂ غسالہ چھپتے ہی بھیجیے۔ تمہید شائع نہ ہو رہی ہو تو واپس کر دیجیے گا، ممکن ہے ڈاکٹر صاحب نے پسند نہ کی ہو۔

آپ نے اپنے بارے میں کیا طے کیا؟ اگر آپ ۲۲ اگست کے انٹرویو میں شریک ہوئے ہوں گے تو قرینۂ غالب ہے کہ آپ لے لیے گئے ہوں گے، اور اگر آپ نے تہران جانے کا ارادہ کیا ہو تو آپ وہاں کے لیے پابرکاب ہوں گے۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ کتابخانہ نوشاہیہ کے مخطوطات کی فہرست شائع کر دی۔ یہ بڑا مفید کام ہو گیا۔ کتاب شناسی کی اشاعت جاری رکھیے۔ ہندستان کے کتب خانوں کی فہارس کی اشاعت تو غالباً آپ کے دائرۂ کار سے باہر ہو گی۔

کبھی کبھی خط لکھتے رہیے اور اپنے علمی مشاغل سے مطلع کرتے رہیں تو مزید ممنون ہوں گا۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

(۲۳)

۲۵ر ستمبر ۱۹۸۹ء

حضرت محترم سلام مسنون

آپ کا ۹ ستمبر کا مرقومہ براستہ اسلام آباد ۲۵ نومبر کو مجھے تہران میں ملا۔ میں ۱۱ ستمبر کو اسلام آباد سے تہران کے لیے روانہ

ہو چکا تھا۔ اب احمد خان صاحب سے استفسار کے متعلق میری مجبوری/ معذوری ظاہر ہے۔ میں دانشگاہ تہران میں رسالۂ دکترا لکھ رہا ہوں (تصحیح ملفوظات خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی) اور جُز وقتی بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی میں بھی کام کرتا ہوں۔ بر صغیر سے متعلق مقالات اور عنوانات کی تیاری میرے ذمہ ہے مگر یہاں مآخذ و مراجع کی شدید کمی ہے۔ صرف اُردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور موجود ہے۔ چونکہ دائرۃ المعارف نویسی میں آپ کا سابقہ طولانی ہے از راہِ کرم ہماری راہنمائی فرمائیں اور ان عنوانات کی ایک کاپی ہمیں بھی بھجوا دیں جو اسلام آباد میں آپ کے پاس تھی۔ ہندوستان میں ایسے احباب کے پتے بھی درکار ہیں جو مقالات لکھ سکیں۔ زبان کی قید نہیں ہے۔ حرف الف چھپ چکا ہے، اب ''ب'' زیر طبع ہے۔ فی صفحہ بیس ڈالر حق التحریر دیا جاتا ہے۔

ثلاثہ غسالہ کا متن اور آپ کی تقریظ کاتب کے حوالے کر آیا تھا۔ اب گرمیوں کی چھٹیوں میں اسلام آباد جاؤں گا تو پروف ریڈنگ کروں گا۔ ثلاثہ غسالہ پر میرا مقدمہ آپ لے گئے تھے، کیا اس کی اشاعت ہوئی ہے یا نہیں؟

ہندوستان میں اگر کوئی صاحب ایرانی مطبوعات کے بدلے ہندوستانی مطبوعات بھیج سکیں تو میں اس خدمت کے لیے تیار ہوں۔

دعا فرمائیں کہ یہ سفر کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

تہران۔ کارگر شمالی۔ میدان قزل قلعہ
خوابگاہ دانشجویان متاہل دانشگاہ تہران
اطاق ۱۰۹/۴۔ عارف نوشاہی

(۲۴)

۱۴ر دسمبر ۱۹۸۹ء

مکرمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۵/۱۱ سخت انتظار کی حالت میں ملا۔ خیر و عافیت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ اس بات سے مزید مسرت ہوئی کہ آپ دانشگاہ تہران میں ریسرچ کے ساتھ بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی میں بھی کام کر رہے ہیں۔ یہ آپ کے ذوق کا کام ہے اور علمی و ادبی خدمت ہے، اس طرف بھی پوری توجہ رکھیے۔ بہت زمانہ ہوا میرے پاس دائرے سے ایک خط آیا تھا کچھ مبہم سا تھا اور مکتوب نویس سے بھی میں واقف نہ تھا۔ خیال تھا کہ دائرۃ المعارف کی ترتیب و اشاعت کے متعلق کچھ ان سے تفصیلات طلب کروں گا، لیکن دوسرے کاموں کی وجہ سے ارادہ عمل کا جامہ نہ پہن سکا۔

اب آپ وہاں ہیں تو تفصیلات لکھیے۔ کون حضرات اس ادارے میں کام کر رہے ہیں، علمی ذوق کون حضرات رکھتے ہیں اور اصل انتظام و انصرام کن کے ہاتھوں میں ہے۔ کام مکمل ہو سکے گا یا دو چار جلدوں کے بعد معاملہ ختم ہو جائے گا۔ میں مصروفیات کے باوجود ان شاء اللہ تعاون کروں گا۔ منتظم کا خط آئے گا تو انھیں لکھوں گا کہ عربی و اسلامیات اور اُردو ادب کے بعض موضوعات پر لکھنے کو میں تیار ہوں۔

جلد اول تو اب چھپ گئی۔ اگر اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ آپ کے یہاں ہے تو اس میں اسامہ بن منقذ الشیزری، احمد امین، اُسوان وغیرہ پر میرے مضامین ہیں۔

اس وقت مضامین صرف حرف ''ب'' پر لکھوائے جا رہے ہیں یا آگے کے حروف پر بھی۔ ہونا تو یہی چاہیے کہ سارے حروف پر مضامین طلب کیے جائیں اور لکھنے والے حضرات اپنے پسندیدہ موضوعات پر لکھیں۔

آپ اس کی جلد اوّل بھجوادیں تو اس کے معیار اور طریق کار کا اندازہ ہوجائے۔ اس طرح اسے دکھا کر دوسرے حضرات سے مضامین لکھوانے میں آسانی ہوگی۔ ہدیۃً بھیجنا تو ان لوگوں کے لیے ممکن نہ ہوگا۔ آپ قیمتۃً لے لیں اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے حوالے کردیں جو آج ایران تشریف لے جارہے ہیں۔ قیمت آپ یہاں یا وہاں، جہاں کہیں بھجوادوں گا۔ وہاں سے مراد اسلام آباد ہے۔ لاہور میں ہمارے دوست ڈکتر[کذا: پروفیسر] محمد اسلم ہیں وہ اس کا انتظام کردیں گے۔

موضوعات یا انٹریز آپ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ سے فی الحال تیار کرلیجے، کچھ میں اگلے خط میں لکھ کر بھیج دوں گا۔

رہے لکھنے والے، تو آپ پہلے ڈکتر نذیر احمد صاحب کو تیار کیجے لکھنے پر، اور ان سے کچھ اور لوگوں کے نام بھی پوچھیے۔ کچھ نام میں لکھتا ہوں۔ فارسی اُردو ادبیات پر عطا کریم برق (کلکتہ)، محمد صابر خاں (کلکتہ)، ابومحفوظ الکریم معصومی (کلکتہ)، عابد رضا بیدار، ذہین حیدری، عطا خورشید، اطہر شیر (پٹنہ)، علی جواد زیدی، نیّر مسعود، نورالحسن ہاشمی (لکھنؤ)، تنویر علوی، نثار احمد فاروقی (دہلی)، حکیم محمد حسین شفا (رام پور)، گوپی چند نارنگ (دہلی)، کاظم علی خاں (لکھنؤ)، ظہیر صدیقی (دہلی)، سلمان حسین (افضل محل وکٹوریا اسٹریٹ، لکھنؤ۳) مشیر الحق (کشمیر یونیورسٹی)، حنیف نقوی (بنارس یونیورسٹی)، نورالحسن راشد (مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ (مظفر نگر)۔247775) کے نام فی الحال ذہن میں آتے ہیں۔

یہ لوگ اگر تیار ہوگئے لکھنے پر تو ان میں سے بیشتر اردو میں لکھ دیں گے، آپ فارسی میں ترجمہ کرلیجیے گا۔ ممکن ہے آپ کے دفتر میں کوئی اور صاحب بھی اُردو جانتے ہوں اور وہ ترجمہ کا کام کرلیں۔

آپ تبادلے میں کتابیں بھیج سکتے ہیں، یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ مجھے برہان قاطع مرتبہ محمد معین کے نئے اڈیشن کی ضرورت ہے۔ ہندستان کی مطبوعات میں جن کی ضرورت ہو، لکھیے گا۔ خاضع سے بھی کچھ کتابیں مل سکتی ہیں، لیکن وہ زیادہ تر عربی کی کتابیں اور ایرانی مطبوعات رکھتے ہیں۔

ثلاثہ غسالہ پر آپ کا مقدمہ ایک مضمون کی شکل میں شائع ہوگا۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کتاب جولائی، اگست تک چھپ گئی ہوگی، ابھی مرے پاس نہیں آئی ہے۔ اب آپ گرمیوں کی چھٹیوں میں پروف پڑھیں گے تو اس کا مطلب ہوا کہ کتاب ایک سال میں زیور طبع سے آراستہ ہوگی۔ [وحید] قریشی صاحب تو دو مہینے میں عام طور پر ایک دو کتاب شائع کردیتے ہیں۔

دائرۃ المعارف اسلامی کے بارے میں تفصیلات لکھیے۔

دائرے کی پہلی جلد نذیر احمد صاحب کے ذریعہ بھیجیے۔

برہان قاطع کی قیمت سے مطلع کیجیے۔

ممکن ہو تو مطبوعات کی فہرستیں بھی بھیجیے۔ ممنون ہوں گا۔

مکتوب سامی مکتوب الیہ کو بھیج دیا گیا تھا۔ امید ہے انھوں نے جواب دے دیا ہوگا۔

آپ تہران میں آقای محیط طباطبائی سے ضرور ملیے۔ علی گڑھ میں میمن صاحب کے یہاں ان سے ۵۰ء یا ۵۱ء میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اس زمانے میں ایران کے سفارت خانے میں مستشار فرہنگی تھے۔ ڈکتر مہدی محقق سے بھی ملیے۔ یہ میرے دوست ہیں۔ دمشق اور عمان میں ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ خوب آدمی ہیں۔ پہلے کسی کالج میں استاد تھے، اب تہران کے ایک علمی ادارے سے متعلق ہیں۔

خط کا جواب تفصیلی لکھیے اور اپنے کوائف سے مطلع کیجیے۔ خط ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے حوالے کیجیے کہ جلد اور حفاظت سے مجھے مل جائے۔

میرے تین شاگرد بھی وہاں ہیں، کبھی ان سے ملیے۔ آقای احمد حسینی اور خلیل اللہ امینی تہران میں ہیں اور محمود اسد اللّٰھی مشہد یونیورسٹی میں عربی کے استاذ ہیں۔ احمد حسینی اگر ایران سے باہر ہوں تو ان کا پتا اگر معلوم ہو سکے تو لکھیے گا۔

دانش سے معاوضہ نہیں ملا۔ ڈکٹر شرف الدین اصلاحی علی گڑھ آئے تھے۔ ایک دو بار ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کوئی ذکر اس امر کا نہیں کیا، نہ اسلام آباد جا کر اس بارے میں کچھ لکھا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام　　　　خیر طلب

مختار الدین احمد

(۲۵)

۲۱/دسمبر ۱۹۸۹ء

حضرت محترم　سلام مسنون۔

گرامی نامہ مورخہ ۱۴/۱۲ کے جواب میں:

بنیاد دائرۃ المعارف، یہاں حکومت کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے اور براہِ راست علی خامنہ ای کی زیر نگرانی ہے۔ تہران میں دو اور دائرۃ المعارف بھی ہیں۔ ایک دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی اور دوسرا دائرۃ المعارف تشیع۔ مگر یہ دونوں ذاتی ادارے ہیں اور دونوں نے حرف ''الف'' سے متعلق جلدیں چھاپی ہیں۔ ہمارے دائرۃ المعارف کی بنیاد، انقلاب سے پہلے رکھی گئی تھی اور حرف ''الف'' سے متعلق کچھ کُر اسے احسان یار شاطر کی زیر نگرانی شائع ہوئے تھے، نام تھا دانشنامۂ ایران واسلام۔ مگر اب یہ کُر اسے ناپید ہیں۔ انقلاب کے بعد اس ادارے کو ازسرِ نو منظم کیا گیا ہے اور حرف ''ب'' سے کام شروع ہوا ہے۔ حرف ''ب'' سے متعلق جلد مارچ ۱۹۹۰ تک چھپ جائے گی۔ اس کے موجودہ سربراہ ڈاکٹر احمد طاہری عراقی ہیں۔ نہایت مخلص اور شریف النفس ہیں۔ میں نے انہیں مائل بہ تسنّن و تصوّف پایا ہے۔ سلسلۂ نقشبندیہ میں کام کر چکے ہیں۔ عربی اور انگریزی خوب جانتے ہیں۔ امید ہے کہ اس بنیاد کا کام دو چار جلدوں تک نہیں بلکہ ''ی'' پر ہی ختم ہوگا۔ یہاں اُردو دائرۂ معارف، انگریزی انسائیکلوپیڈیا آف اسلام اور تُرک دائرۃ المعارف اور ایرانیکا سے مقالات ترجمہ کروائے جا رہے ہیں مگر تألیفی مقالات بھی شامل ہیں۔ پورے ایران کا رُخ چونکہ مغرب کی طرف ہے اس لیے برّصغیر اور اُردو کے بارے میں معلومات اور مآخذ کی کمی یہاں محسوس طور پر پائی جاتی ہے۔ میں یہاں جز وقتی کام کرتا ہوں اور مآخذ کے بغیر اکیلا آدمی کچھ نہیں کر سکتا اس لیے پورے ہندو پاکستان کے محققین کی راہنمائی اور معاونت ضروری ہے۔ خاص طور پر آپ خود تجویز فرما سکتے ہیں کہ کونسا مقالہ کس کے سپرد کیا جائے۔ بعض اساتذہ کا تخصص معلوم ہے کہ اُردو ادب پر لکھ سکتے ہیں یا فارسی ادب پر، مگر جغرافیا اور اصطلاحاتِ صوفیاے برّصغیر کا کام کس کے سپرد کیا جائے۔ میں نے پچھلے خط میں اُن عنوانات کی فوٹو کاپی کی درخواست کی تھی جو آپ عمان سے اسلام آباد لائے تھے۔ اُردو دائرہ معارف سے تمام تألیفی مقالات کے عنوانات کا استخراج کر لیا گیا ہے مگر بہت سے عنوانات اس میں نہیں ہیں۔ آپ تجویز فرما سکتے ہیں۔ آپ اگر حروف ب (بعد از بابا)/پ/ت سے متعلق مداخل کی نشاندہی فرمائیں اور ان میں سے جن پر خود کام کرنا چاہیں،

بتائیں تو ممنون ہوں گا۔تاکہ ان حروف کو ترجیحاً تیار کروالیا جائے۔یہاں اُردو سے فارسی ترجمہ کرنے والے کچھ لوگ موجود ہیں۔

دکتر مہدی محقق پہلے اس دائرہ کے مدیر تھے اب ریٹائر ہو گئے ہیں۔

برہان قاطع کا پانچ جلدی سیٹ ۴۵۰۰ ریال میں ہے۔

میرے رسالہ دکترا سے متعلق کچھ مآخذ آزاد لائبریری میں ہیں یعنی ملفوظات خواجہ احرار کے تین نسخے۔ میں نے دکتر نذیر احمد صاحب سے درخواست کی ہے کہ ان میں سے کسی بہتر نسخے کا زیراکس مجھے فراہم کریں۔اگر ہندوستان میں احراری سلسلے کے بارے میں آپ کی نظر میں مآخذ ہوں تو مجھے مطلع فرمایے۔

دانش کے معاوضہ کے لیے آپ ایک تحریری وکالت نامہ ڈاکٹر اصلاحی کو دیں اور اس میں مقالے اور شمارے کا حوالہ درج فرمائیں۔اس تأخیر سے مجھے رنج ہوا ہے۔اس کا رسالے پر بُرا اثر پڑے گا۔معلوم نہیں اور کتنے لوگوں کا کام رُکا ہو؟

اسلامیات سے متعلق انگریزی اور عربی مقالات/متون آپ تہران کے رسائل کے لیے بھی بھیج سکتے ہیں۔ یہاں معیاری پرچے چھپ رہے ہیں۔

دعاجُو

عارف نوشاہی

تہران

(۲۶)

۲۰/جنوری ۱۹۹۰ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کا خط نہیں آیا، مصروفیات کی وجہ سے خط لکھنے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔

دکتر شریف حسین قاسمی آج کسی وقت تہران پہنچ گئے ہوں گے۔ ۱۷ اکوان سے دہلی میں ملاقات ہوئی تھی، وہ اس بات پر آمادہ ہیں کہ میرے لیے اپنے ساتھ وہ کتاب لیتے آئیں گے جو آپ نے میرے لیے محفوظ رکھی ہے اور مجھے تبریز کے پروفیسر صاحب کے ہاتھ آپ نہیں بھیج سکے تھے قاسمی صاحب بہت اچھا علمی وادبی ذوق رکھتے ہیں اور وہ اپنے لیے خاصی کتابیں تہران سے لانے کا ارادہ رکھتے ہیں، پھر بھی ان کا اخلاق کریمانہ دیکھیے کہ وہ ایک ضخیم کتاب اپنے ساتھ لانے کو تیار ہو گئے۔مناسب ہوگا کہ کتاب آپ ان کے مستقر پر پہنچا دیں۔ممنون ہوں گا۔

امانت پر جو کتاب شائع ہوئی ہے اس کے حصول کے لیے برابر کوشاں ہوں، متعدد خطوط لکھنؤ کے احباب کو لکھ چکا ہوں، اب تک کامیابی نہیں ہوئی۔ملی تو ضرور بھیج دوں گا یہ بھی لکھا ہے کہ کسی کے پاس مل جائے تو حالات زندگی والے باب کا عکس بھیج دیں اس لیے کہ آپ کو اسی کی ضرورت زیادہ ہوگی۔کتاب نہ ملی تو جو معلومات آپ کے پیش نظر ہیں انھی پر اکتفا کیجیے۔

میں نے دو خط آپ کے اور سیّد حسن عباس صاحب کے نام لکھ لیے تھے، طے یہ ہوا تھا کہ ایک صاحب پنجشنبہ کی صبح کو آئیں گے اور وہ یہ خطوط لے جا کر قاسمی صاحب کے حوالے کر دیں گے، لیکن ان صاحب نے وعدہ ایفا نہیں کیا۔اس وقت صرف چند سطور پر اکتفا کرتا ہوں۔قاسمی صاحب جمعہ کو تہران سے واپس آئیں گے یہ بھی یقین نہیں کہ یہ خط ان کی موجودگی میں آپ تک پہنچتا ہے یا ان کی روانگی کے بعد، بہر حال میں نے زبانی ان سے گفتگو کر لی ہے خیال ہے کہ وہ موجودہ کتاب

آپ سے لے کر آئیں گے۔ وہ اگر پہلی مرتبہ ایران جا رہے ہیں تو انھیں تہران کے اہم مقامات کی سیر کرا دیجیے۔
مہدی محقق صاحب کا نہ خط ملا، نہ سند رکنیت کی رسید۔
نئے سال کی تہنیت قبول فرمائیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۲۷)

۱۶ر فروری ۱۹۹۰ا

حضرت محترم سلام مسنون
مخدومی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا۔ اس کا جواب ابھی نہیں ملا۔ یہاں ڈاکٹر حسن عسکری کاظمی صاحب تشریف لائے تو موقع غنیمت جان کر یہ رقعہ ان کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔
دائرۃ المعارف کے لیے تعاون کے لیے مکرر استدعا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی تمام تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ یہاں (ادارے میں) یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ہندو پاکستان سے متخصصین کو تین تین ماہ کے لیے تہران بلوایا جائے اور ان سے استفادہ کیا جائے۔ تمام اخراجات ادارہ برداشت کرے گا۔ اگر یہ تجویز منظور ہوگئی تو ہندوستان سے مہمان محقق کے طور پر آپ کا نام سرفہرست ہوگا۔ کیا آپ کے لیے اتنا طویل عرصہ (اہلِ خانہ کے بغیر) یہاں گذارنا ممکن ہوگا؟ اگر آپ کی طرف سے کوئی مقالہ یا فہرست مداخل موصول ہو جاتی تو دعوت کے لیے راستہ ہموار ہو جاتا۔ آپ کی مصروفیات بھی میرے پیشِ نظر ہیں۔
میرے مقالۂ دکتری (ملفوظات خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی) کے سلسلے میں اگر آپ ہندوستانی نقطۂ نظر سے معلومات فراہم کر سکیں تو ممنون ہوں گا۔ یعنی یہ بات مسلّم ہے کہ خواجہ احرار کے اخلاف میں سے کچھ لوگ ہند آئے تھے، کیا اب بھی یہ خاندان وہاں باقی ہے؟ ملفوظات کا ایک قلمی نسخہ آزاد لائبریری میں ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے درخواست کی تھی کہ اس کا زیراکس بھجوائیں مگر ابھی تک نہیں ملا۔ نسخے کا نمبر مجھے معلوم نہیں لیکن فہارس میں مذکور ہے۔
دعاؤں میں یاد رکھیں۔

عارف نوشاہی
تہران

(۲۸)

۳ر مارچ ۱۹۹۰ء

محبّی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم
ماہ دو ماہ سے طبیعت مضمحل ہے۔ علاج باقاعدہ کر رہا ہوں دعا فرمائیے کہ خدا جلد صحت دے۔ آپ کا خط دکتر نذیر احمد صاحب کے ذریعہ مل گیا تھا اور جواب طلب خطوط کی فائل میں سامنے ہی رکھا ہوا ہے۔ نشاط طبع مفقود ہے اس لیے جواب نہ دے سکا۔ اس وقت بھی بستر میں لیٹ کر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ آپ میرے خط کے منتظر ہوں گے۔
دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی شاید پہلی جلد میں نے ڈاکٹر صاحب کے یہاں دیکھی۔ بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی کی

پہلی جلد دانش نامۂ ایران واسلام تو اب کیا ملے گی لیکن خیال رکھیے، ممکن ہے کوئی نسخہ کہیں ہاتھ آ جائے۔ دکتر مہدی محقق میرے دوست ہیں ان سے کبھی ملیے اور میری ضرورت بتایئے شاید وہ ایک نسخہ میرے لیے فراہم کریں۔

آپ کے دائرۃ المعارف کی دوسری جلد حرف ''ب'' سے متعلق تو اب چھپ چکی ہوگی یا تکمیل کے قریب ہوگی۔ میں نے دکتر احسان عباس (عمادۃ البحث الاسلامی الجامعۃ الاردنیۃ عمان/اردن) کو آج صبح ہوائی رجسٹری خط لکھ کر ان سے درخواست کی ہے کہ وہ موسوعۃ الحضارۃ الاسلامیہ (عمان، ۱۹۸۹ء) اور عنوانات کا قائمۃ آپ کے پتے پر بھیج دیں۔ ایک ہفتے میں تو میرا خط انھیں ملے گا، ایک دو ہفتہ انتظار کے بعد یاددہانی کا انھیں خط درج کردہ پتے پر بھیج دیجیے گا۔ آپ کا مکمل پتا میں نے انھیں لکھ دیا ہے اور اشارہ کر دیا ہے کہ آپ بھی ایران کے دائرۃ المعارف کی ترتیب میں مصروف ہیں۔

لیکن احتیاطاً میں کچھ عنوانات جو ان کے قائمہ میں درج ہیں لکھتا ہوں:

بابر۔ بختاور خاں۔ بدر چاچ۔ برہان تبریزی۔ بنگالی زبان وادب، شاہ عبداللطیف بھٹائی۔ بیدل۔ ٹیک چند بہار۔ بحر العلوم۔ بدیع الدین مدار۔ براہمہ۔ بوہرہ۔ تاج الدین ابن زکریا عثمانی۔ پاکستان۔ بیجا پور۔ بحر الھند۔ بزار یلتستان (تبت)۔ بھروچ۔ بمبئی۔ بیدر۔ پنجاب۔ بجنور۔ برہان پور۔ تحسین۔ تاریخ۔ تاج محل۔ چشتیہ سلسلہ۔ تھتہ۔ بھاول پور۔ بلوچستان۔ پشاور

میں حسب ذیل عنوانات کا اضافہ آپ کے دائرۃ المعارف کے لیے کرنا چاہوں گا۔

عبدالرحمٰن چغتائی۔ بھوپال (موتی مسجد)۔ تان سین۔ بلھے شاہ۔ بہاء الدین زکریا ملتانی۔ بابا فرید الدین شکر گنج

ان چند موضوعات سے آپ کو دائرۃ المعارف الاردنیہ کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔ کچھ موضوعات میں نے بھی تجویز کر دیے ہیں۔

کبھی موقع ملے تو استاد محیط طباطبائی اور دکتر مہدی محقق سے ملیے، بلکہ ان لوگوں سے ملتے رہیے۔ میرا اسلام بوقت ملاقات کہیے اور ان کے پتے لکھیے۔ ایک آدھ مضمون انھیں بھیجنا چاہتا ہوں۔

آپ دائرۃ المعارف میں کام کر رہے ہیں، یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ ایسے علمی منصوبوں سے ضرور تعلق رکھنا چاہیے۔ یہ ہر طرح مفید ہوگا آپ کے لیے اس میں تجربے ہوں گے اور اس سلسلے میں آپ کا مطالعہ وسیع ہوگا اور اس عرصے میں بہت سے مضامین بھی آپ سپردِ قلم کر لیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں زیادہ فائدہ تو دائرے کا ہے کہ جو آپ کے علم اور آپ کی توجہات سے مستفید ہو سکے گا۔

اُردو کے مضامین کے لیے پاکستان کے اہل علم سے تو آپ رابطہ قائم کر ہی رہے ہوں گے۔ یہاں کے کچھ لکھنے والوں کے نام جو دائرۃ المعارف الاردنیہ کے لیے مضامین لکھیں گے ان کے اسماء گرامی سے آپ کو مطلع کروں گا۔ فی الحال دکتر اسلم فرخی نے محمد حسین آزاد پر مضمون لکھا ہے اور دکتر محمد حسن (نہرو یونیورسٹی) آبرو اور ایہام پر مضامین لکھنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ آغا حشر پر بھی شاید وہی لکھیں۔

فارسی مضامین کے لیے آپ دکتر نذیر احمد صاحب اور پروفیسر سیّد محمد اکرم صدر شعبۂ فارسی پنجاب یونیورسٹی سے رابطہ قائم کریں۔ یہی کچھ لوگوں کے نام بھی تجویز کر سکیں گے۔ ابھی میں نے فارسی کے اسکالرز سے رابطہ قائم نہیں کیا ہے۔

برہان قاطع کی قیمت ۴۵۰۰ ریال بتائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں ایک ڈالر کے وہاں کوئی ۱۱۰۰ ریال مل جاتے ہیں، گویا چار پانچ ڈالر میں کتاب مل جائے گی اور کچھ اخراجات محصول ڈاک کے ہوں گے۔ اگر آپ کو دس ڈالر مل جائیں تو مزید

کتابوں کے لیے بھی رقم آپ کے پاس محفوظ رہ سکے گی۔ کیا میں نے صورت حال کی صحیح توضیح کی ہے؟ اور یہ قابل عمل ہے یا نہیں؟

ایک مہینہ ہوا وکالت نامہ ڈکٹر اصلاحی کو بھیج دیا ہے اور یاد آتا ہے کہ مدیر دانش کو بھی۔ اب تک دونوں طرف سے خاموشی ہے۔ مجھے تو یاد آتا ہے آپ نے اسلام آباد میں فرمایا تھا کہ دانش سے معاوضہ ڈکٹر اصلاحی کو دے دیا گیا ہے۔ وہ دو تین ہفتوں کے بعد مجھ سے علی گڑھ میں ملے تھے، انھوں نے اس معاملے کا کوئی ذکر نہیں کیا، میں نے بھی کچھ نہیں پوچھا۔ لیکن آپ کی اطلاع کے مطابق اگر رقم انھیں دے دی گئی ہے تو میرے اب خط لکھنے کے بعد ضرور اطلاع دیتے۔ بہر حال یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے۔

آپ نے اچھا کیا کہ ملفوظات خواجہ احرار کی فلم کے لیے آپ نے ڈکٹر نذیر احمد صاحب سے کہہ دیا ہے۔ میں بھی ان کی یاد دہانی کراؤں گا۔ آج کل وہ علی گڑھ سے باہر ہیں، اگلے ہفتے وہ آجائیں گے۔ یہاں اب زیروکس کاپی نہیں بنائی جاتی، فلم بن جاتی ہے۔ لیکن ترتیب سے درخواستوں کی تاریخ کے، اس میں چھ ماہ، سال بھی کبھی کبھی لگ جاتا ہے، ویسے بھی یہ لوگ کاموں میں چست نہیں۔

آپ کا مضمون معارف کے مارچ کے شمارے میں آرہا ہے۔ آج ضیاء الدین اصلاحی صاحب کا خط آیا ہے۔ ایک مضمون کی کتابت شروع ہوگئی تھی، اسے روک کر آپ کے مضمون کی کتابت کی جارہی ہے۔ یہ مضمون ہفتہ عشرہ پہلے میں نے انھیں بھیجا تھا تاخیر وہاں نہیں ہوئی مجھ سے ہوئی۔ بات یہ ہے کہ آپ کا مضمون پڑھتا تھا اور رکھ دیتا تھا، اصل میں وہ مضمون نہیں تھا آپ کی کتاب کا مقدمہ تھا، مقدمہ کا انداز کچھ اور ہوتا ہے اور مضمون کا آپ جانتے ہیں کچھ اور۔ بہت دنوں تک الجھتا رہا۔ بہر حال کئی نشستوں میں پورا مضمون دیکھ کر اسے مقالے کی شکل دے دی ہے۔ کچھ اضافے بھی معمولی سے کر دیے ہیں۔ معارف میں آخر مضمون میں حواشی نہیں ہوتے، ہر صفحہ کے نیچے حواشی لکھ دیے ہیں، کہیں کچھ مختصر کر دیا ہے، کہیں اضافہ کر دیا ہے۔ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور اس قسم کی ترمیم کی اجازت دیتے ہیں، اس لیے میں نے یہ جرأت کی ہے۔ مضمون آپ کا بہت مفید اور بہت قیمتی تھا اس لیے چاہتا تھا کہ کسی اچھے معیاری رسالے میں چھپے۔ مجھے معارف سے بہتر کوئی رسالہ نظر نہیں آیا اس لیے وہاں بھیج دیا اور دو ہفتے کے اندر اس کی وہاں کتابت شروع ہوگئی۔ دو ہفتے میں رسالہ چھپ جائے گا۔ معارف تہران کسی کے پاس آتا تو ہوگا، میں ویسے کل اڈیٹر کو خط لکھ رہا ہوں کہ یہ شمارہ آپ کو بھیج دیا جائے۔

خط کی طوالت کی معذرت چاہتا ہوں۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب

مختار الدین احمد

[ایک علیحدہ کاغذ پر دوسرا خط جو اسی لفاف میں تھا]

پس نوشت: مندرجہ کتابوں کی مہینوں سے تلاش ہے۔ سعودی عربیہ کے احباب کو خط لکھے۔ ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ آپ ایران کے کتاب فروشوں کے یہاں دیکھیں اور مل جائیں تو خرید کر بھیج دیں، قیمت اسلام آباد میں جہاں چاہیں گے ان شاء اللہ بھیج دی جائے گی۔

ا۔ رسالۃ الخط القلم المنسوبۃ ابی ابن قتیبۃ، تحقیق / دکتور حاتم الضامن تعداد ۱۹۸۸

۲۔ تفسیر لمعانی ابیات الحماسۃ لأبی ھلال العسکری، تحقیق دکتور عبداللہ عبدالرحیم عسلان، دمشق ۱۴۰۳ھ۔
۳۔ اصلاح ماغلط فیہ ابوعبداللہ النمری مما فسرّ من ابیات الحماسۃ لأبی محمد الاعرابی الأسود الغندجانی، تحقیق دکتور محمد علی سلطانی۔ وھو من مطبوعات معہد المخطوطات العربیہ، کویت
۴۔ فرحۃ الادیب للأسود الغندجانی/ تحقیق دکتور محمد علی سلطانی، دمشق؟ ۱۴۰۰ھ۔

ان میں ۱، ۲ میرے لیے بہت اہم ہیں۔ والسلام

مختارالدین احمد
۹۰/۳/۱۴ء

(۲۹)

۱۴ر مارچ ۱۹۹۰ء

عارف نوشاہی صاحب مکرّم السلام علیکم

۳ مارچ کو آپ کو خط لکھ کر کہیں رکھ دیا۔ تلاش پر نہ ملا تو خیال ہوا کہ ڈاک کے سپرد کر دیا ہے۔ دو چار دن ہوئے ایک فائل میں اتفاق سے مل گیا۔ اس عرصے میں آپ کا دوسرا اکرم نامہ مورخہ ۱۶ فروری مجھے ۶ مارچ کو ملا۔ تاخیر پر حیرت ہوئی۔ طبیعت ناساز رہی، اس لیے اب جواب دے رہا ہوں جو پچھلے خط ۳/۲ کے ساتھ بھیجوں گا۔

آپ کا خط حسن عسکری کاظمی صاحب ایک رات آئے اور دے گئے یہ ۶ مارچ کی رات تھی۔ ان کے جانے کے بعد آپ کا خط دیکھا تو حیرت ہوئی کہ ۱۶ کا لکھا ہوا ہے، آ تو گئے ہوں گے وہ کچھ پہلے لیکن میرے پاس آنے کا انھیں موقع نہ مل سکا ہوگا۔

دائرۃ المعارف اسلامی کے سلسلے میں تعاون سے خود مجھے خوشی ہوگی۔ متخصصین کو مدعو کرنے کا پروگرام بہت اچھا ہے اور ان شاء اللہ مفید ثابت ہوگا۔ آپ نے دکتر نذیر احمد صاحب کو بھی شاید لکھا ہوگا اس لیے کہ کاظمی صاحب ان کے نام کا خط بھی ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ ان کی شرکت تو بہت مفید ثابت ہوگی۔

ایران آ کر مجھے بھی بہت خوشی ہوگی۔ اس ملک کو دیکھنے اور وہاں کے لوگوں سے ملنے کی تمنا بہت دیرینہ ہے۔ ایک بار آمد و رفت کا ہوائی ٹکٹ بھی میرے پاس آیا اور مہینوں رہا۔ پھر واپس کر دیا۔ اس وقت وہاں آنے کا موقع مشغولیات کی وجہ سے نہیں مل سکا۔ خیر اب سہی انقلاب کے بعد کا ایران دیکھنے کا موقع ملے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ میں ادارے کے لیے کس حد تک مفید ہو سکوں گا۔ اگر کچھ ہفتے یا مہینے ٹھہرنا ہوا تو میرا کام کیا ہوگا اور کس نوعیت کا، دن میں وقت کتنا دینا ہوگا، مجھے اپنے کام کا بھی کچھ موقع مل سکے گا، ایران کے کتب خانے دیکھ سکوں گا؟

سفر خرچ تو ظاہر ہے لیکن ”تمام اخراجات ادارہ برداشت کرے گا“ کی تشریح کیجیے کہ صورت حال معلوم ہو، اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں۔

مجھے اپریل/ مئی میں ڈھاکا یونیورسٹی بلایا گیا ہے۔ بیگم کے اخراجات بھی ادا کیے جائیں گے۔ مئی/ جون میں سعودی عربیہ جانا ہے۔ کمزوری صحت کی بنا پر بیگم کی معیت دونوں ملکوں میں ہوگی۔ ایران میں تو ان کا سفر خرچ ملنا بہت مشکل ہے اور ان

لوگوں سے کہنا شاید نامناسب بھی۔ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ سعودی عربیہ سے واپسی پر ایران آنے کا پروگرام بناؤں، اس میں بیگم صاحبہ کے سلسلے میں اخراجات کم ہوں گے۔

اس پہلو پر بھی غور کیجیے گا کہ میں اپنے خرچ سے ہوائی ٹکٹ اپنا آمدورفت کا خرید لوں مجھے ایران والے بجائے ٹکٹ بھیجنے کے رقم ہوائی ٹکٹ کا ادا کردیں۔ لیکن ریال یہاں کس مصرف کا ہوگا۔ ڈالر پونڈ یہاں بھی کارآمد ہوسکتا ہے اور تہران سے کہیں اور جانا ہو تو وہاں کے لیے بھی مفید ہوسکتا ہے۔

تین ماہ تک اپنے سارے کام چھوڑ کر وہاں رہنا تو شاید ممکن نہ ہو اور شاید ڈاکٹر [نذیر] صاحب بھی اتنی مدت تک وہاں دلچسپیوں کے باوجود نہ رہ سکیں۔ کل وہ تشریف لائے تھے، لیکن میں پوچھ نہ سکا۔

میرا تعلق کن اصحاب سے ہوگا؟ ان میں اردو جاننے والا تو شاید کوئی نہ ہوگا۔ انگریزی سے بھی مشکل سے کوئی واقف ہوگا۔ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (لاہور) اور انگریزی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (لائیڈن) سے یہ لوگ کام کس طرح لیں گے۔ آپ تنِ تنہا اتنا کام کیسے کرسکتے ہیں ترجموں کا؟ جب کہ آپ کو خود ڈاکٹریٹ کرنی ہے جس کے لیے حکومت وظیفہ دے رہی ہے! بہر حال ان سب باتوں کا مفصل جواب تحریر فرمائیے اور مناسب لفظوں میں ان لوگوں سے استفسار کرنے کے بعد۔

کل پرسوں گھر سے نکلوں گا تو ڈکتر نذیر احمد صاحب سے پوچھوں گا کہ ملفوظات کے عکس کے لیے انھوں نے کیا کیا۔ یہاں تاخیر تو بہت ہوگی۔ اگر آپ اور مقامات سے زیروکس کسی نسخے کا کھوالیں تو یہاں اجرت دے کر مقابلے کا انتظام ممکن ہے ہوجائے۔

مرحوم ڈاکٹر عبدالعلیم، احراری تھے اور جامعۂ ملیہ کے دوران قیام میں نام کے ساتھ لکھتے بھی تھے۔ ان کا تعلق کہتے تھے خواجہ عبیداللہ احرار سے ہے لیکن وہ تو اب ہم میں نہیں رہے۔ دریافت کروں گا کہ ان کے خانوادے سے کہیں (کوئی) شخص ہے یا نہیں۔ میں کم از کم ہندستان میں کسی کو نہیں جانتا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

[پس نوشت] اس سال حج و زیارت حرمین طیبین کا ارادہ ہے۔ درخواست دے دی ہے۔ لیکن معلوم نہیں ہوسکا کہ قرعے میں نام ہمارے نکلے یا نہیں؟ اس ماہ کے آخر تک معلوم ہو جانے کی توقع ہے۔

آپ کا مختصر پتا کیا ہوگا۔ بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی تہران کافی ہوگا؟

مختارالدین احمد

(۳۰)

یکم اپریل ۱۹۹۰ء

حضرت محترم ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب زید عزہ سلام مسنون

ایک لفافے میں آپ کے تین گرامی نامے ملے۔ بہت راحت بلکہ تقویت ملی۔ آپ کرم فرماتے ہیں۔

حرف ''ب'' سے متعلق عنوانات بھیجنے کا شکریہ۔ کیا ہی اچھا ہوتا آپ نشان دہی فرما دیتے کہ آپ خود کن موضوعات/عنوانات پر مقالات عنایت فرمائیں گے۔ یہ بہت ضروری ہے تاکہ وہ عنوانات کسی اور کو نہ دیے جائیں۔

ثلاثہ غسالہ کے بارے میں میرے مضمون کے لیے آپ نے جو زحمت فرمائی ہے اس کے لیے ممنون ہوں۔ آپ کی طرف سے تہذیب سے وہ مقالہ پڑھنے کے قابل ہوگیا ہے۔ معارف مجھے اسلام آباد میں ملتا ہے یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ دائرۃ المعارف کے ترجمان رسالہ تحقیقاتِ اسلامی کے ساتھ تبادلہ کے لیے بھی معارف کو لکھا ہے۔ اگر معارف والوں نے قبول کرلیا تو اپنا مضمون ایران میں دیکھ لوں گا۔ دانشگاہ تہران میں بھی معارف آتا ہے۔

دکتر مہدی محقق بھی اسی دائرۃ المعارف سے وابستہ ہیں۔ آج کل کانادا گئے ہوئے ہیں، واپس آئیں گے تو آپ کا سلام پہنچاؤں گا۔

برہان قاطع اور دیگر کتب کے لیے کسی دن کتابوں کے بازار کا رُخ کرکے آپ کو صحیح صورتِ حال سے مطلع کروں گا۔ ایک عربی استاد کو آپ کی مہیا کردہ لسٹ دکھائی تو اس نے ناامیدی کا اظہار کیا کہ یہاں یہ کتب مشکل ہی سے ملیں گی۔ تاہم اس نے ایک خاص دکان کی نشان دہی کی ہے۔

ہند و پاک سے متخصصین کو مدعو کرنے کی تجویز پر جونہی کوئی فیصلہ صادر ہوا آپ کو مطلع کروں گا۔ فی الحال ایک بین الاقوامی کانفرنس متعلق بہ ''دائرۃ المعارف نویسی در کشور ہای مختلف'' کا انعقاد بھی زیرِ غور ہے، شاید اس میں بلا لیا جائے۔ بہرحال ابھی دونوں معاملات زیرِ غور ہیں۔ آپ بانگلا دیش اور سعودی عرب سے رابطہ رکھیں۔ میرا مختصر پتا برائے ڈاک یہ ہے:

عارف نوشاہی، پی او بکس نمبر ۱۱۳۶۵/۳۸۸۵، تہران

مجھے یہاں مختصر وقت میں بہت سارے کام کرنے پڑتے ہیں۔ یونیورسٹی/ دفتر/ رسالہ/ خانہ داری۔ سب سے زیادہ وقت یہاں اشیائے صَرف کی خریداری کے لیے قطار میں کھڑے ہونے میں برباد ہو جاتا ہے۔ دائرۃ المعارف میں کام کرنے سے جہاں میری تربیت ہو رہی ہے وہاں اقتصادی مشکلات کا ازالہ بھی ہوگیا ہے ورنہ تہران ایسے گراں ترین شہر میں معمولی وظیفہ پر گذر بسر کرنا بے حد دشوار ہے۔

دکتر نذیر احمد صاحب کی طرف سے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ یاددہانی کے خطوط بھی لکھ چکا ہوں۔ یہاں جو نسخے دستیاب تھے ان سے مقابلہ و مقایسہ کرچکا ہوں۔

گرمیوں کی تعطیلات میں پاکستان جانے کا ارادہ ہو رہا ہے تاکہ ثلاثہ غسالہ مطبع میں جا سکے۔ دعا فرمائیں تمام معاملات خیر و خوبی سے انجام پا جائیں۔

عارف نوشاہی

(۳۱)

۱۴/اپریل ۱۹۹۰ء

حضرت محترم سلام مسنون

معارف میں مطبوعہ مضمون متعلق بہ ثلاثہ غسالہ کی عکسی نقل جو آپ کے دستخط سے مزیّن تھی، موصول ہوئی۔ مضمون میں مفید اضافے فرمانے، شائع کروانے اور بھیجنے کا شکریہ۔ اس نقل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے حکیم صاحب کے بارے میں ایک فارسی مضمونچہ بھی تیار کردیا ہے۔

آپ کی مطلوبہ عربی کتب کے لیے طہران کی کتب عربی کی سب سے بڑی اور خاص دکان پر گیا تھا[1] مایوسی ہوئی۔ یہاں عربی ادبیات سے دلچسپی رکھنے والے یونیورسٹی اساتذہ کو بھی آپ کی مہیا کردہ لسٹ دکھائی ہے، بھی نے کہا کہ ایران میں عمومی طور پر ممالک عربیہ کی مطبوعات دستیاب نہیں ہیں۔ خصوصی طور پر ادارے ہی باہر سے کتابیں منگواتے ہیں۔

عارف نوشاہی

(۳۲)

یکم مئی ۱۹۹۰ء

حضرت محترم جناب مختار الدین صاحب زید عزّہ   سلام مسنون

دکتور احسان عباس نے موسوعۃ الحضارۃ الاسلامیہ کا فیصلہ تجربیۃ [؟] ارسال کیا ہے۔ آپ کی اطلاع کے لیے لکھ رہا ہوں۔

حضرت دکتور نذیر احمد صاحب نے میری درخواست پر ابھی تک عمل درآمد نہیں کروایا۔ اِدھر میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا ہوں، میرا کام رُکا ہوا ہے۔

عارف نوشاہی

(۳۳)

۲۷ رمئی ۱۹۹۰ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱/۵/۱۹۹۰ء تاخیر سے ملا۔ دکتر احسان عباس کا خط آ گیا تھا کہ وہ آپ کو موسوعۃ کا فیصلہ تجربیۃ [؟] بھیج رہے ہیں۔ آپ کے خط آنے کے بعد میں نے شکریے کا خط لکھ دیا ہے۔

بھئی یہاں سے عکس جانے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ کے لکھنے پر میں نے متعدد بار ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے آپ کی ضرورت کا ذکر کیا، وہ گئے بھی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ ایک بار میں گیا تو منتظم غوری صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ یکم مئی کے خط کے ملنے کے بعد [کچھ الفاظ مٹے ہوئے] .... پھر دکتر نذیر احمد صاحب سے مل کر آپ کی ضرورت کی شدت کا ذکر کیا۔ انھوں نے فرمایا میں بھی گیا تھا۔ زیروکس کاپی کی اب ممانعت ہوگئی ہے، فلم بن سکتی ہے لیکن پہلے سے جو آرڈر آئے ہوئے ہیں ان کی فہرست طویل ہے لیکن اس میں تقدیم و تاخیر تو ممکن ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ غوری صاحب نے بتایا کہ مشین خراب ہوگئی ہے اور دوسری اہم بات یہ کہ شرما فوٹوگرافر جن کے ذمہ یہ کام ہے گرما کی تعطیلات پر ہیں۔ لائبریرین صاحب بے دست وپا ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے لفظوں میں اب صبر کے سوا چارہ نہیں۔

میں کل ان سے ملا تھا، صورت حال اب بھی وہی ہے، میرے پوچھنے پر انھوں نے سنایا کہ انھوں نے آپ کو اس امر کی اطلاع نہیں دی ہے۔ لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کو صورت حال بتا دوں۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ جو نسخے ممکن الحصول ہیں یا آپ کے پاس ہیں، انھیں بنیاد بنا کر متن تیار کر دیجیے، جب مقالہ کے چھپنے کی نوبت آئے اس وقت آپ کے تیار کردہ نسخے سے فارسی کا کوئی اسکالر/ طالب علم مقابلہ کر کے آپ کو بھیج سکتا ہے۔

اگر یہاں کے نسخے کی نقل ضروری ہو تو دو سمجھ میں آتی ہیں کوشش کر کے دیکھیے :

ا۔ انصار اللہ صاحب آپ کے کرم فرما ہیں، انھیں لکھیے کہ شعبۂ اُردو یا کسی اور شعبے کے مستعد طالب علم سے ان نسخوں کی نقل کرا دیں صرف یہ زحمت اور کریں کہ مقابلہ نقل کا اصل سے خود کر دیں۔

میں چار پانچ دنوں میں ان شاء اللہ عازم بیت اللہ ہو کر سعودی عربیہ جا رہا ہوں ۲ جون کو میری فلائٹ ہے، ۴۵ دن قیام کی اجازت ہے۔ میں یہاں رہتا تو کسی کو مأمور کرنے کی کوشش کرتا۔ اب تک آپ نے عکس/فلم کے لیے لکھا ہے۔ نقل اگر کسی کم سواد نے کی تو معلوم نہیں آپ اس سے مطمئن بھی ہوں گے یا نہیں۔ بہر حال نقل کے بارے میں آپ نے چونکہ کچھ نہیں لکھا ہے اس لیے جب تک آپ کا منشا نہ معلوم ہو جائے کچھ نہیں کر سکتا۔

اب انصار اللہ صاحب کو لکھ دیں کہ وہ صرف نقل کا اہتمام کر دیں، اجرت کاتب آپ کی طرف سے میں ادا کرنے کو تیار ہوں۔

۲۔ اگر خیال ہو کہ وہ دلچسپی نہیں لیں گے (میرا خیال آپ نے فلم/عکس کے بارے میں انھیں پہلے بھی لکھا ہوگا) تو آپ ایک خط غوری صاحب (ناظم شعبۂ مخطوطات مولانا آزاد لائبریری) کو لکھیے کہ آپ کو ان دونوں نسخوں کی فلم/عکس کی ضرورت تھی اس میں کچھ مدد آپ کریں اور ذاتی دلچسپی لیں تو سبحان اللہ، یہ ممکن نہ ہو تو پھر کسی شخص سے نقل کرا دیں اجرت علی گڑھ سے ادا ہو جائے گی۔ کاتب خوش خط ہونا ضرور نہیں، نقل نویس ہو جو صحیح لکھ دے۔ خط براہ راست لکھ کر دیکھیے۔

یہ نہ ہو سکے تو پھر میرے پہلے مشورے پر عمل کیجیے۔ امتحان کے لیے اسے مرتب کر دیجیے۔ تعطیلات میں جب آپ پاکستان آئیں تو یہاں طباعت کے وقت مقابلہ کر لیں۔ نہ آئیں جب بھی یہ کام یہاں ہو سکتا ہے۔ آپ ڈاکٹر صاحب کو لکھیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ کتب خانہ جا کر مقابلے میں مدد کر دوں گا۔

لائبریری کا سارے اداروں کا یہی حال ہے۔

آقای احمد طاہری عراقی صاحب کو میرا اسلام کہیے۔ ثقافۃ الھند کے پچھلے شماروں کے [لیے] کسی معمولی دفتر کے آدمی کو نہیں ڈائرکٹر جنرل کو باضابطہ ٹائپ کرا کے خط لکھا ہے، آج تک جواب نہیں آیا ہے۔ اب بھی انتظار ہے۔ معلوم نہیں پچھلے مجلدات موجود ہیں یا نہیں۔ بہر حال دہلی جا کر یہ خریدے جا سکتے ہیں۔ اصل مسئلہ بھیجنے کا ہے، ہوائی ڈاک سے بہت رقم خرچ ہوگی، معمولی ڈاک سے مہینوں میں یہ پیکٹ پہنچیں گے اور یہ بھی یقینی نہیں کہ پہنچ بھی جائیں۔ ڈاکٹر نور الحسن نقوی کہتے تھے میں نے ایران اپنی بیٹی کو کئی پیکٹ بھیجے، آدھے ملے، آدھے غائب ہو گئے، اب بتایئے کیا کیا جائے؟

جواب دیجیے گا، امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۴)

۷؍جون ۱۹۹۰ء

حضرت محترم۔ سلام مسنون

مکرمت نامہ مورخہ ۹۰/۵/۲۷ ملا۔ میرا یہ عریضہ آپ کو فریضۂ حج کی ادائیگی سے واپسی پر ہی ملے گا۔ میری طرف سے بہت مبارک اور التماسِ دعا۔

اس دفعہ دکتر[معین الدین] عقیل اور دکتر ظفر اقبال بھی حج پر گئے ہیں، ملاقات ہوئی ہوگی۔

میرے مطلوبہ زیراکس کے سلسلے میں آپ نے جس دلچسپی اور دلسوزی کا اظہار فرمایا ہے اس کے لیے ممنون ہوں۔ مگر میرے خیال میں دستی نقل میرے مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ کتابت کے بعض ایسے دقیق نکات اس قدر اہم ہیں کہ صرف اصل/ قدیم نسخہ ہی کفایت کرسکتا ہے۔ لہٰذا میں اب نسخۂ علی گڑھ سے استفادہ کرنے سے منصرف ہوگیا ہوں۔ اور میں نے بقیہ تین نسخوں سے مقابلہ کا کام مکمل کرلیا ہے اور اب مبیّضہ تیار کر رہا ہوں۔

۲۳ جون کو پاکستان روانگی ہے اور ۲۵ اگست کو واپسی ہوگی۔ آپ اسلام آباد کے پتے

[69, Model Town, Humak (ہمک), Islamabad]

پر جواب لکھ سکتے ہیں۔

اسلام آباد سے کاتب نے اطلاع دی ہے کہ ثلاثہ غسالہ کا متن کتابت ہو چکا ہے اور پروف ریڈنگ کے لیے تیار ہے۔

عارف

(۳۵)

۱۷/ فروری ۱۹۹۱ء

حضرت محترم جناب دکتور مختار الدین احمد صاحب زید عزہ سلام مسنون

میں دو ہفتے کی تعطیلات پر پاکستان آیا ہوں۔ یہاں آکر معلوم ہوا رضا لائبریری نے اپنا جرنل شائع کردیا ہے۔ اس کی اشاعت کی نوید آپ نے اسلام آباد میں سنا دی تھی، مجھے جب سے اس کا انتظار تھا۔ آپ ازراہِ کرم جناب فاروقی صاحب سے کہہ کر اس کی ترسیل میرے لیے ممکن بنائیں۔ پتا نیچے چھپا ہوا ہے۔

تہران میں سب امور حسب منشاء چل رہے ہیں۔

عارف

(۳۶)

۹/ اکتوبر ۱۹۹۲ء

حضرت محترم ومکرم جناب ڈاکٹر صاحب زید عزہ سلام مسنون

ادھر دو اڑھائی سال سے مکاتبت منقطع تھی۔ اب علی گڑھ سے جناب حکیم ظل الرحمان صاحب تشریف لائے تو آپ سب احباب کی خیر و عافیت کی خبر خوش اثر سنی۔ خداوند تعالیٰ سب کو اپنی عافیت میں رکھے۔

آپ نے ۱۴ مارچ ۱۹۹۰ کو جو مرقومہ تہران بھیجا تھا اس میں حسب ذیل کتب فراہم کرنے کے لیے فرمایا تھا۔

۱۔ رسالۃ الخط القلم المنسوبۃ ابی ابن قتیبۃ،

۲۔ تفسیر لمعانی ابیات الحماسہ لأبی ہلال عسکری،

۳۔ اصلاح ما غلط فیہ ابو عبداللہ النمری مما فسّر من ابیات الحماسۃ،

۴۔ فرحۃ الادیب للا اسود الغندجانی

اور فرمایا تھا کہ کتاب ا و۲ا اہم ہیں۔ مذکورہ چار کتابوں سے صرف نمبر۳ ہماری لائبریری میں آئی ہے اگر آپ اب تک اسے حاصل نہ کر سکے ہوں تو میں اس کا زیراکس تیار کروا کر ارسالِ خدمت کر سکتا ہوں۔

ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے ثلاثہ غسالہ ابھی تک شائع نہیں کی۔ پاکستان میں ہوتا تو برابر اُن پر دباؤ ڈالتا رہتا، لیکن یہاں دور بیٹھ کر کیا کر سکتا ہوں؟

میں ابھی مزید کچھ عرصہ تہران میں رہوں گا۔

اہم سوال: مسلم یونیورسٹی کے ایک سابق V.C، جن کی نسبت ''احراری'' تھی، ان کا نام اور نسبت کی تائید مطلوب ہے۔ کیا واقعی وہ عبید اللہ احرار کی اولاد میں سے تھے؟

عارف نوشاہی

تہران

(۳۷)

۲۵/اکتوبر ۱۹۹۲ء

حضرت استادِ مکرّم زید عزّہ   سلام با احترام

خبر ملی تھی کہ آپ کے شاگردانِ رشید اور ہمکارانِ عزیز ہند میں ایک مجموعۂ مقالات مرتّب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ احقر بھی آپ کا خوشہ چین ہے، ایک غیر مطبوعہ مقالہ، جو بطور خاص مذکورہ مجموعے کے لیے ہی لکھا گیا ہے، پیشِ خدمت ہے، فاضل مرتّبین - جو غالباً دہلی میں ہیں - تک اپنی سفارش کے ساتھ پہنچا دیجیے[۱]

شنید ہے آنجناب آیندہ کسی وقت تہران تشریف لائیں گے۔ احقر ابھی تک تہران میں ہے اور چشم براہ ہے۔

عارف نوشاہی

(۳۸)

۳۰/نومبر ۱۹۹۲ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

مدت کے بعد سخت انتظار کی حالت میں آپ کا خط ملا۔ متردّد تھا کہ آپ ایران میں ہیں یا پاکستان واپس آ گئے؟

آپ نے خط لکھنے کے لیے طویل و عریض کاغذ استعمال کیا ہے لیکن لکھی ہیں صرف آٹھ دس سطریں۔ نہ اپنی ریسرچ کے بارے میں کچھ لکھا کہ کام کہاں تک پہنچا، نہ موضوع بتایا، نہ نگرانِ کار کا نام لکھا۔ آپ نے یہ بھی نہیں لکھا کہ اسلامی دائرۃ المعارف میں آپ کے ذمّے کیا کام ہے اور یہ کہ آپ کے مضامین اس میں یا وہاں کے ادبی رسائل میں کن کن موضوعات پر شائع ہوئے؟

میری مطلوبہ چار کتابوں میں اصلاح ما غلط فیہ النمر ی کے عکس بھیجنے کے متعلق آپ نے لکھا ہے، اس کے لیے ممنون ہوں، لیکن ابھی نہ بھیجیے، میں شرق اوسط سے مطبوعہ نسخہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ بازار میں مصر کی چھپی ہوئی الحماسۃ البصریۃ لصدر الدین علی بن ابی الفرج البصری تلاش کیجے۔ ایک طالب علم نے اس پر قاہرہ سے ڈاکٹریٹ لی ہے اور وہیں حکومت کے ایک ادارے سے چھپی ہے۔ دو جلدیں چھپی ہوئی میں نے دیکھی ہیں، ممکن ہے بعد کو اور جلدیں بھی چھپی ہوں۔

میرا مرتّب کردہ اڈیشن دائرۃ المعارف حیدر آباد نے ۶۴ء میں شائع کیا تھا؛ اس کا عکسی اڈیشن بیروت سے چھپ گیا ہے یہ میرے پاس ہے۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں۔ طبع قاہرہ مطلوب ہے۔

پروفیسر عبدالعلیم بی اے (جامعہ)، پی ایچ ڈی (برلن) مولانا ابوعبداللہ سورتی کے شاگرد تھے اور جس زمانے میں جامعہ ملیہ میں استاد تھے اپنے نام کے ساتھ ''احراری'' لکھتے تھے۔ جب وہ لکھنؤ یونیورسٹی گئے تو ''احراری'' لکھنا انھوں نے ترک کر دیا۔ وہ ۱۹۵۰ء میں میمن صاحب کے متقاعد ہونے کے بعد علی گڑھ کے شعبۂ عربی میں ریڈر ہو کر آئے۔ ۵۴ء میں عربی و اسلامیات کے پروفیسر ہوئے، جنوری ۶۸ء میں یہاں کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ میرے ان کے تعلقات کی مدت کوئی تیس سال ہے۔ ان کے وائس چانسلر ہونے کے بعد میں مئی ۶۸ء میں پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوا۔ برلن میں انھوں نے ''عقیدۂ اعجازِ قرآن'' پر ریسرچ کر کے وہاں سے ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ ان کا جرمن مقالہ پکھتال مرحوم نے انگریزی میں ترجمہ کر کے یا علیم صاحب سے ترجمہ کرا کے اسلامک کلچر میں شائع کیا۔ اُردو ترجمہ مدت ہوئی مکتبۂ جامعہ سے چھپا تھا۔ اب اس کا نیا اڈیشن لکھنؤ سے شائع ہو گیا ہے۔ اعجازِ قرآن پر رُمّانی، خطّابی کے رسالے مرتّب کر کے انھوں نے شائع کیے ہیں۔ کچھ اور تحریریں بھی ان کی شائع ہوئی ہیں۔ ہندستانی سیاست سے ایک زمانے میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ ترقی پسند مصنفین اور کمیونسٹ پارٹی کے سرگرم رکن رہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ جماعت احرار سے ان کا تعلق تھا، لیکن میرے خیال میں صحیح یہ ہے کہ وہ حضرت عبیداللہ احرارؒ سے نسبی تعلق رکھتے تھے۔ میں ان کے ایک عزیز سے لکھنؤ خط لکھ کر پوچھوں گا۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے خلاف کوئی بات محقّق ہوئی تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ دوسری بات صحیح ہے یعنی وہ حضرت عبیداللہ احرار کے خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔

آپ کے یہاں سنا ہے چار اداروں سے دائرۃ المعارف کی اشاعت ہو رہی ہے۔ براہ کرم تفصیل سے لکھیے کہ ہر دائرے کی کتنی کتنی جلدیں شائع ہوئی ہیں اور کن کن حروف کے مقالات پر مشتمل ہیں۔ ہر ایک کی قیمت کیا ہے؟ ڈالر میں کتنی اور ایرانی سکّے میں کتنی؟

ابھی صدر شعبۂ اسلامیات آئے تھے۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کے ادارے سے دائرۃ المعارف اسلامی کی چار جلدیں ان کے لکھنے پر تحفۃً بھیجی ہیں۔ یہ لکھا ہے کہ اپنے یہاں کی کچھ مطبوعات بھیج دیجیے گا۔ کیا مہدی محقق نے بھی کوئی دائرۃ المعارف شائع کی ہے؟ ان کے ادارے کے سربراہ وہ خود ہیں یا کوئی اور؟ عربی فارسی کی کچھ اہم تازہ مطبوعات سے مطلع کیجے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

[حاشیے پر] افسوس ہے کہ آپ کی مرتّب کردہ ثلاثہ غسالہ (حکیم حبیب الرحمٰن) اب تک شائع نہیں ہوئی۔ دو سال پہلے اس کی کتابت مکمل ہو چکی تھی۔

مختار الدین احمد

(۳۹)

۲۱/نومبر ۱۹۹۳ء

حضرت محترم ڈاکٹر صاحب   سلام مسنون

آنجناب کا مکتوب گرامی مورخہ ۳۰/۱۱/۹۲ء کوئی ایک سال بعد مجھے ملا۔ احقر چونکہ ایران میں تھا اور مکتوب میرے اسلام آباد

کے پتے پہ موصول ہوا تھا اس لیے یہیں پڑا رہا۔ میں ۲۹ ستمبر کو فارسی زبان و ادبیات میں دانشگاہ تہران سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر واپس پاکستان آ گیا تھا، میرا موضوع ''تصحیح ملفوظات خواجہ عبید اللہ احرار'' مرتبہ میر عبد الاوّل نیشاپوری تھا۔ میرے نگران کار اساتذہ محترم مہدی محقق، مظاہر مصفا اور اسماعیل حاکمی تھے۔ ۴ مئی ۱۹۹۳ کو یونیورسٹی میں میرا جلسۂ دفاع تھا، اساتذہ نے سوالات کیے، جوابات پانے پر نہایت عمدہ رائے اور تبصرے کے ساتھ میرا مقالہ قبول کر لیا گیا۔ بیرونی [یعنی غیر ملکی] طلبہ و طالبات کے شعبے کے صدر دکتر احمد تفضلی نے خصوصی خطاب فرمایا اور احقر کے حق میں بھرے پنڈال اور اساتذۂ جامعہ طہران کی موجودگی میں ایسے توصیفی کلمات فرمائے اور فارسی زبان کے لیے اب تک جو کچھ کر پایا ہوں اس کا بطور ایرانی ایسے پیرائے میں ذکر کیا کہ اگر مجھے تہران یونیورسٹی ڈگری عطا نہ بھی کرتی تو اس فاضل استاد کے منہ سے نکلے ہوئے کلمات ہی میرے لیے سند اور حجت تھے، میرا سرمایہ یہی تھا۔ بہر حال رسمی کارروائی بھی ہوئی اور خدا نے سرخرو کیا۔ اب میں نے اپنا مقالہ اشاعت کے لیے یہاں اسلام آباد میں مرکز تحقیقات فارسی کو دیا ہے۔[۱]

میں تہران میں دو دائرۃ المعارف سے منسلک رہا۔ ایک کا نام دانشنامۂ جہان اسلام ہے۔ اس نے حرف ''ب'' سے اپنے گُرّاسے شائع کرنا شروع کیے ہیں اور اب تک صرف دو گُرّاسے شائع ہوئے ہیں۔ دوسرے گُرّاسے کا آخری مضمون ''باریچہ'' ہے۔ اِسی گُرّاسے میں میرا مضمون ''باذل مشہدی'' شائع ہوا ہے اور حسب ذیل مقالات آئندہ گُرّاسوں میں شائع ہوں گے: باقر بن عثمان اوچی/ بایزید دَوری ہروی/ بخاری، محمد بن محمد/ بختاور خان، محمد/ بدری کشمیری، بدر الدین/ بدخشی، محمد بن رستم/ بہرام سقای بخاری/ بھگوان داس ہندی/ بے خبر بلگرامی، عظمت اللہ/ حبیب الرحمان، حکیم/ ختمی لاہوری/ خطای شوشتری۔

مہدی محقق اِسی دائرۃ المعارف سے وابستہ ہیں۔ وہ سربراہ نہیں ہیں، علمی معاون ہیں۔

دوسرا دائرۃ المعارف، دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کی اب تک پانچ ضخیم جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ پانچویں جلد کا آخری مقالہ ''ابو الغز قلانسی'' ہے۔ اس دائرۃ المعارف کی وہ جلدیں جو ''اِبن'' اور ''اَبو'' پر مشتمل ہیں، ان میں عربی ادب اور عرب رجالِ اسلامی پر ضرورت سے زیادہ مواد آ گیا ہے (ایرانیوں کا خیال ہے کہ اِس افراط کی ضرورت نہیں تھی) اس دائرۃ المعارف نے ایک جدّت یہ کی ہے کہ اپنی فارسی جلدوں کا ساتھ ساتھ عربی ترجمہ بھی شائع کر رہے ہیں جیسا کہ پہلی جلد کا ترجمہ چھپ کر آ چکا ہے۔ میں نے ان کے لیے حسب ذیل مقالات لکھے ہیں: ابوبکر اسحاق ملتانی/ ابوطاہر ملتانی/ ابوعلی قلندر پانی پتی/ ابوالقاسم سلطان بیگر/ ابوالمعالی لاہوری/ ابونصر پارسا/ احرار، عبید اللہ/ احمد علی سندیلوی/ احمد یادگار/ ادراکی بیگلاری/ اشرف علی خان فغان/ اُمید ہمدانی

ابوبکر اسحاق ملتانی اور ابوطاہر ملتانی پر مقالات پانچویں جلد میں چھپ گئے ہیں، بقیہ بتدریج چھپتے رہیں گے۔

دائرۃ المعارف تشیّع کی اب تک تین جلدیں چھپ چکی ہیں، یہ دس جلدوں میں مکمل ہو جائے گا۔ اس کے لیے میں نے کوئی مقالہ تحریر نہیں کیا۔

یہ تینوں دائرۃ المعارف بآسانی تہران میں دستیاب ہیں اور مجموعی طور پر ان کی قیمت چالیس ڈالر سے زیادہ نہیں ہے (ڈاک خرچ سمیت)۔

یہ تو تھا دائرۃ المعارف کا احوال۔ اس کے علاوہ قیام تہران کے دوران میں نے حسب ذیل مقالات علمی رسائل کے لیے لکھے، جو شائع ہو چکے ہیں۔

تحقیق سمت قبلہ در بلاد ماوراء النہر/ملّا خطای شوشتری، یہ ایرانی روضہ خوان لکھنؤ میں رہا ہے/منابع فارسی دربارۂ ہجویری و کشف المحجوب اودرشبہ قارہ پاکستان و ہند/تحقیقات شیرانی دربارۂ فردوسی/احوال وآثار بدری کشمیری۔

علاوہ ازیں وہاں قیام کے دوران چار بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کا موقع بھی ملا۔فردوسی کانفرنس، نظامی کانفرنس، مرکزی ایشیا کانفرنس، طب در ایران واسلام کانفرنس۔یہاں بھی مقالے پڑھے۔

احرار پر پی.ایچ.ڈی پر مقالہ لکھنے کے علاوہ وہاں کی لائبریریوں میں یا اِدھر اُدھر احرار پر جتنے فارسی مخطوطات دستیاب ہوئے ان سب کی عکسی نقلیں حاصل کر لی تھیں اور سب کو ایڈٹ کر دیا ہے۔اِس مجموعے کا نام احرارنامہ رکھا ہے۔ہنوز طبع نہیں ہوا۔[۲]

تہران میں آخری دو ماہ میں فرہنگستان زبان وادبیات فارسی سے وابستہ رہا۔یہ عرب ممالک میں ''مجمع اللغۃ العربیہ'' نوعیت کا ادارہ ہے۔یہ ایک دائرۃ المعارف متعلق بہ ادبیات فارسی در ہند و پاکستان مرتّب کر رہے ہیں۔کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔اغلب ہے اس کے جلسوں میں شرکت کے لیے تہران جایا کروں گا۔

ہمارے ساتھ کچھ ہندوستانی اور پاکستانی طلبہ بھی تھے۔سب کے لیے میں نے مقالات کے موضوعات تجویز کیے جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ تصحیح تذکرۂ سراج الصالحین؛
۲۔تصحیح تذکرۂ حدیقۂ ہندی؛
۳۔احوال وآثار میر غلام علی آزاد بلگرامی؛
۴۔تصحیح سفرنامۂ سلطان الواعظین بہ ہند؛
۵۔تصحیح تذکرۂ نسمات القدس من حدایق الانس[۳]

اس فہرست میں پہلے موضوع پر طالب علم کام کر کے فارغ التحصیل ہو گیا ہے۔دوسرے اور تیسرے موضوع پر مارچ ۱۹۹۴ء تک کام ختم ہو جائے گا۔باقی دو موضوعات پر ایک دو سال لگیں گے۔مزید بارہ پاکستانی لڑکے لڑکیاں وہاں زیرِ تعلیم ہیں، وہ آئندہ چار سال میں ڈاکٹر بن جائیں گے۔

یہ تھی مختصر روداد میری سرگرمیوں کی۔خود میں نے محسوس کیا ہے کہ میں نے ایران میں بھرپور علمی زندگی گذاری ہے اور وقت سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔وہاں کام کرنے کے بہت مواقع تھے،حوصلہ افزائی بھی ہوتی تھی،علمی ماحول بھی تھا،منابع و مآخذ بھی دستیاب تھے۔مگر پاکستان پہنچتے ہی احساس ہو رہا ہے کہ میں کسی لق و دق صحرا میں آ گیا ہوں۔گذشتہ دو ماہ شدید ذہنی کوفت میں گذر رہے ہیں۔یہاں کی قدریں ہی بدل گئی ہیں۔ادارے مفلوج ہیں۔آپ نے سُن لیا ہو گا قومی ہجرہ کونسل کو کسی اور ادارے میں ضم کر دیا گیا ہے۔اس ادارے کا موجودہ سربراہ محض سٹیج اداکاروں سے واقف ہے۔سیاسی بے ثباتی اور بے یقینی علم و تحقیق کو پنپنے ہی نہیں دیتی۔میں یہاں خود کو اجنبی محسوس کر رہا ہوں۔

میں اپنے ساتھ بہت ساری مطبوعہ کتابیں، مخطوطات کے عکس وغیرہ لایا تھا مگر یہاں فارسی کتابیں چھپنے کا رواج ختم ہو گیا ہے۔ایران جاتے وقت دکتر وحید قریشی کو تین مسودے اشاعت کے لیے دیے تھے (ثلاثہ غسالہ/فہرست مخطوطات کتب خانہ وحید قریشی/ایران اور افغانستان میں مخطوطات کی فہرستیں) واپسی پر معلوم ہوا کہ جوں کے توں رکھے ہوئے ہیں۔یاددہانی

کرائی تو ڈاکٹر صاحب نے جواب تک نہیں دیا۔ کسی اور ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ انہیں یاددہانی ناگوار گذری ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے تو ایسی توقع نہ تھی۔

تہران سے دائرۃ المعارف منگوانے کے لیے آپ ہمارے ہندی دوست دکتر حسن عباس، خیابان انقلاب، خیابان ۱۶ آذر، کوچۂ پارسی، خوابگاہ دانشجویان متاہل شمارہ ۱، تہران کو ایک خط لکھ دیں۔ وہ آپ کے قدردان ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے دکتر نذیر احمد صاحب کے فارسی مقالات مرتب کر کے تہران سے شائع کیے ہیں۔[۳۲]

دکتر جمیل جالبی ۱۸ دسمبر کو مقتدرہ کی صدارت سے سبکدوش ہو رہے ہیں، لہٰذا آئندہ اپنا گرامی نامہ میرے نام براہِ راست ارسال فرمائیں۔

احقر کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔

استفسارات بسلسلۂ اشرف علی فغاں

۱۔ تذکرۂ مسرت افزا، سہ ماہی معاصر کے کن شماروں میں اور کس سال شائع ہوا؟ بالخصوص ص ۱۵۰ کس شمارے، (مع سال اشاعت) میں چھپا تھا۔

۲۔ دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد کہاں سے اور کب چھپا تھا۔ عارف

اسلام آباد

(۴۰)

۱۱رمئی ۱۹۹۴ء

مخدومی ڈاکٹر صاحب زید عزہٗ سلام مسنون

اسلام آباد سے ایک خط روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد حالات میں یہ تبدیلی آئی کہ احقر دوبارہ ایران آ گیا ہے۔ یہاں حکومت ایران کی سرپرستی میں "برصغیر میں فارسی زبان و ادب" کا تخصیصی دائرۃ المعارف تدوین ہو رہا ہے۔ میں بھی اس پراجیکٹ میں شامل ہوں۔ فی الحال مارچ ۱۹۹۵ء تک معاہدہ ہے مگر تجدید ہوتا رہے گا۔ (۱)

لاہور سے دکتر وحید قریشی بھی تہران آئے ہوئے تھے۔ ایک ہفتہ قیام کے بعد واپس چلے گئے ہیں۔ اب اُن کی صحت ایسی نہیں کہ سفر کر سکیں۔ انھوں نے ثلاثۂ غسالہ کو آئندہ چند "ہفتوں"[۳۳] میں چھاپنے کا وعدہ کیا ہے۔

حسن عباس صاحب آپ کی کتابوں کی ترسیل کا انتظام کریں گے۔ وہ نہایت لائق اور محنتی نوجوان ہیں۔ اُردو اور فارسی ادب میں ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں۔ ابھی ابھی جامعہ طہران سے فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔ واپس ہندوستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر وہاں کسی یونیورسٹی یا علمی ادارے میں ان کے لیے معقول ملازمت کا بندوبست ہو سکے تو یہ مستقبل میں ہندوستان کے لیے بہت اعلیٰ خدمات انجام دے سکیں گے۔ ان کا تعلق بہار سے ہے۔ اگر دہلی یا علی گڑھ یا پٹنہ میں ان کے لیے کوئی جگہ نکل سکے تو مناسب ہوگا۔ اگرچہ انھوں نے دکتر نذیر احمد اور پروفیسر رضاء اللہ انصاری صاحب سے بھی کہہ رکھا ہے، مگر میں اپنے طور پر آپ سے بھی درخواست کر رہا ہوں۔ میں نے حالیہ چند برسوں میں ایسا علم کا شائق اور احباب کا خدمت گذار شخص کم ہی دیکھا ہے۔ نجابت اور شرافت اپنی جگہ ہے۔

تہران میں میرا پتا حسب ذیل ہے:

ایران، تہران، خیابان بخارست، نبش کوچہ سوم، فرہنگستان زبان وادب فارسی،

عارف نوشاہی

تلفن ۶۵۶۵۷۸، ۶۲۲۲۸۱، فاکس ۶۵۷۲۴۰

مخلص

عارف نوشاہی

(۴۱)

۷؍جون ۱۹۹۴ء

مکرمی جناب ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۱مئی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب سے ملا۔ خوشی ہوئی۔ عرصے سے آپ کے کوائف معلوم نہیں ہوئے تھے اس لیے حالات جان کر مسرت ہوئی۔ میں سمجھ رہا تھا آپ وہیں اسلام آباد میں ہیں۔ یہ اچھا ہوا آپ تہران چلے گئے۔ علمی لحاظ سے بھی وہ جگہ اہم ہے اور جہاں نوشت وخواند میں آپ کو ہر طرح کی آسانیاں میسر ہوں گی وہاں تالیفات وتصنیفات کی اشاعت میں بھی سہولت ہوگی۔ اگر چہ اس کا افسوس رہے گا کہ آپ کے اہل وطن آپ کی خدمت سے محروم رہے۔

ایران میں ''برصغیر میں فارسی زبان وادب'' کے تخصیصی دائرۃ المعارف کے قیام کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ اس منصوبے کی تکمیل میں آپ ان شاء اللہ بہت معاون ہوں گے۔ اس کی تشکیل اور اس کے کاموں کے متعلق تفصیل سے کچھ جاننے کا شوق ہے براہ کرم ایک مفصل خط لکھیے۔ فی الحال آپ کے ذمے کیا کام ہے، لکھیے گا۔

قریشی صاحب وہاں خوب پہنچے۔ بڑے فعال آدمی ہیں اور بڑی ہمت کے کہ اس عمر میں علالت کے باوجود سفر کر لیتے ہیں۔ ثلاثہ غسالہ چند ہفتوں میں چھپ جائے گی اس خبر سے خوشی ہوئی، اب کئی ہفتے تو گزر ہی چکے، جلد ہی کتاب اشاعت پذیر ہونی چاہیے۔ یہ معلوم نہیں ''چند'' سے ان کی مراد کیا ہے۔ قدماتین سے نو تک مراد لیتے تھے۔ اب ایران میں کیا سمجھا جاتا ہے اور بڑی بات یہ کہ خود قریشی صاحب کا معہود ذہنی کیا ہے۔ ایک دوست نے لکھا ہے کہ وہ اقبال والے دونوں اداروں کو چھوڑ کر اقبال اکیڈمی چلے گئے ہیں یا جا رہے ہیں جہاں مرزا محمد منور اور دکتر معزّ الدین کسی زمانے میں ہوا کرتے تھے۔ اُن اداروں کے مقابلے میں اِس ادارے کے مالی وسائل بہت زیادہ ہیں اس لیے انھیں کتب ورسائل کی اشاعت میں آسانی ہوگی۔ دیکھیے آپ کی کتاب کہاں سے چھپتی ہے۔ ان دواداروں میں دکتر غلام حسین ذوالفقار اور پروفیسر محمد اسلم کے آنے کی خبر ہے۔

یہ بہت بڑی خوش خبری ہے میرے لیے کہ جناب دکتر حسن عباس صاحب کتابوں کی ترسیل کا انتظام کر رہے ہیں۔ خدا انھیں جزائے خیر دے۔ تہران میں میرے ایک شاگرد دکتر سیّد احمد حسینی ہیں جو اسلام آباد اور دہلی بھی رہ چکے ہیں۔ حکومت میں ملازم ہیں۔ آج کل معلوم نہیں کس ادارے سے متعلق ہیں، خریداری وحصول کتب یا ترسیل میں ضرورت ہو تو ان سے مدد لے سکتے ہیں۔

حسن عباس صاحب سے غائبانہ تعارف ہے۔ دکتر نذیر احمد صاحب بھی ان کا ذکر کرتے تھے۔ وہ تو بڑے عالم آدمی ہیں اور بڑے ہی علم دوست۔ ایران کے دوران قیام انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے اس علم ودانش سے اگر ہندستان کے علمی ادارے

مستفید ہوسکیں تو یہ ہندستان کی خوش نصیبی ہوگی۔ ایسے مستعد، لائق و فائق نوجوان کی ہر طرح ہمت افزائی کرنی چاہیے۔ یہاں مختلف جامعات اور ادارے ہیں لیکن علی گڑھ، دہلی میں کوئی مناسب موقع انھیں مل جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں پروفیسر [امیر حسن] عابدی صاحب سے بھی ذکر کروں گا۔ وہ ہندوستان میں فارسی کے صدر الصدور اور شیخ المشائخ ہیں۔ بہت ہمدرد آدمی ہیں اور ان کے تلامذہ جو یہاں وہاں مختلف جامعات میں اساتذہ یا صدر شعبہ ہیں ان کی بات مانتے ہیں۔

آپ کا موجودہ تعلق کب تک کے لیے ہے؟ وہاں آپ بچوں کے ساتھ ہیں تو طویل قیام میں بھی ان شاء اللہ آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔

معلوم ہوا ہے کہ ڈکٹر جمیل جالبی صاحب کو پھر حکومت نے مقتدرہ میں واپس بلالیا ہے۔ میں نے انھیں خط لکھا ہے ابھی جواب نہیں آیا۔ آئے تو صورت حال واضح ہو۔ ویسے یہ بہت اچھی خبر ہے۔ مقتدرہ کے کاموں کی توسیع و تکمیل کے لیے ان سے بہتر آدمی ملنا ممکن نہیں۔

مشہد یونیورسٹی کے شعبۂ الٰہیات میں آقای ڈکٹر سیّد محمود اسد اللّٰھی عربی کے پروفیسر ہیں، میرے شاگرد ہیں، علی گڑھ سے انھوں نے میری نگرانی میں کام کرکے پی اچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ انھوں نے المقریزی کی کتاب المقفیٰ اڈٹ کی ہے۔ بہت عرصے سے ان کا خط نہیں آیا ہے۔ براہ کرم فرصت نکال کر انھیں چند سطروں کا ایک خط لکھ دیجیے۔ میں ان کی خیر و عافیت اور ان کے علمی کوائف جاننے کے لیے مضطرب ہوں۔ ان سے پوچھیے کہ کتاب المقفیٰ وہ شائع کرنے والے تھے، شائع ہوئی یا نہیں۔ جو جواب دیں اس سے مطلع کیجیے۔

''برصغیر میں فارسی زبان و ادب'' کے منصوبے پر یہاں ہندستان میں جو کام ہوگا اس کی نوعیت کیا ہوگی۔ وسائل کہاں سے اور کس طرح حاصل ہوں گے اور کتنے؟ ڈاکٹر صاحب سے بہت مختصر گفتگو رہی۔ کچھ اور لوگ بھی تھے اس لیے باتیں نہ ہوسکیں۔ دوسری ملاقات میں بھی یہی صورت حال رہی، پھر وہ بریلی چلے گئے اب تک ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ یہاں دفتر بنا کر باضابطہ کام ہوگا یا کیا شکل ہوگی۔ اگر اچھی تنخواہ پر کچھ لوگ رکھے جائیں گے تو کیا یہ ممکن ہوسکے گا کہ سیّد حسن عباس صاحب کو جب تک کوئی معقول ملازمت نہ ملے، اسی ادارے سے متعلق رہیں؟

آپ کے خطوط پُر [از] معلومات ہوتے ہیں۔ کچھ نئی شائع شدہ کتابوں کی اطلاع دیجیے اور اپنے یہاں اور ایران کے علمی کوائف لکھیے۔

یہاں سخت گرمی پڑ رہی ہے۔ ۴۵ درجۂ حرارت ہے اور بجلی آنکھ مچولی کھیلتی رہتی ہے۔ نہ دن کو چین، نہ رات کو آرام۔ دن کو پنکھا اور کولر بیکار اور رات کو روشنی غائب۔ چند دنوں کے بعد حالات بہتر ہوجائیں۔ یہاں تو اس وقت وہ حال ہے جس کا اظہار جوش کے اس مصرع میں اس طرح ہوا ہے:

وہ حبس ہے کہ لُو کی دعا مانگتے ہیں لوگ

گرمی اور حبس کی اسی کیفیت میں یادداشتہای قزوینی کی پانچ ضخیم جلدیں پڑھ ڈالیں۔ بڑے پُر [از] معلومات اندراجات ہیں۔ قابوس بن وشمگیر (م: ۴۰۳ھ) پر ایک مضمون لکھ رہا تھا۔ صلاح الدین الصفدی کی الوافی بالوفیات (مطبوعہ: جرمنی) کی بیس بائیس جلدیں آگئی ہیں سات جلدیں اب تک دیکھ چکا ہوں۔ قابوس کے بارے میں کوئی خاص اطلاع نہیں ملی۔

جس جلد میں قابوس کا ترجمہ ہوگا وہ جلد ابھی نہیں آئی ہے۔ مجھے اس کی بعض تحریرات ایسی ملی ہیں جن کا معاصرین ومتاخرین کی کتابوں میں اندراج نہیں۔ مضمون کی کتابت ہوگئی ہے۔ آپ بھی خیال رکھیے شاید اس کے بارے میں کوئی نئی اطلاع مل جائے۔ ثعالبی کا اس پر ایک علیحدہ کتاب لکھنے کا خیال تھا۔ اگر اس نے کتاب لکھی تو ظاہراً ضائع ہوگئی۔ ضائع نہیں ہوئی تو ممکن ہے اب بھی کہیں گوشۂ گمنامی میں پڑی ہو۔ میں نے ثعالبی پر ڈاکٹر ابوبکر صدیق، صدر شعبۂ عربی ڈھاکا یونیورسٹی سے انگریزی میں مقالۂ علمیہ لکھوایا ہے جس پر انھیں علی گڑھ سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔ ثعالبی کی خاص الخاص میرے ایک اور شاگرد مولانا سیّد کلب صادق نقوی (لکھنو) نے میری نگرانی میں مرتّب کی ہے جس پر انھیں علی گڑھ سے ڈاکٹریٹ ملی۔ یہ ضخیم کتاب ۶۰۰/ ۷۰۰ [صفحات] کی میں نے دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد سے شائع کرادی ہے۔ مقدمے میں انھوں نے ثعالبی کی ساری تصانیف کا ذکر کیا ہے، قابوس والی کتاب کا ہمیں کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔ قدما و متاخرین بھی اس کا کہیں ذکر نہیں کرتے۔ اب میرا خیال ہے کہ ثعالبی کا ارادہ فعل کی شکل اختیار نہیں کر سکا ہوگا، ورنہ دوسری شکل میں کہیں ذکر ضرور ملتا۔

اپنی خیر و عافیت کے مطلع کیجیے۔ والسلام

آپ کے مضامین چھپیں تو آف پرنٹس یا مضمون کی عکسی نقل ضرور بھیجیے۔

مختارالدین احمد

(۴۲)

۲۰/جون ۱۹۹۴ء

حضرتِ مکرّم جناب دکتر مختارالدین احمد صاحب زیدعزّہ سلام مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۷/۶/۹۴ بہ وساطت دکتر حسن عباس صاحب ملا۔ احقر کے حق میں نیک تمناؤں اور دعاؤں کے تئیں ممنون ہوں۔

میں یہاں جس ادارے میں مشغول کار ہوں اس کا نام ''فرہنگستان زبان و ادب فارسی'' ہے۔ اِسے آپ عرب ممالک میں معہد اللغۃ العربیہ یا پاکستان میں مقتدرہ قومی زبان کی نوعیت کا ادارہ سمجھیے۔ جس کا کام وضع اصطلاحات، تطہیر زبان اور زبان کی معیار بندی وغیرہ ہے۔ یہ ادارہ انقلاب ایران (۱۹۷۹ء) سے قبل خوب فعال تھا۔ پھر دس سال تک اس کی فعالیت موقوف رہی۔ ۱۹۸۹ء میں دوبارہ احیا ہوا تو اب مختلف منصوبوں پر کام شروع ہوا ہے جن میں سے ایک برّصغیر میں فارسی زبان و ادب پر تخصیصی دائرۃ المعارف ہے۔ اس دائرۃ المعارف میں برّصغیر کے رجال ادب و فارسی، کتب فارسی، کتبات، مطالع، اصطلاحات وغیرہ پر مقالات شامل کیے جائیں گے۔ اِس وقت مداخل تجویز کیے جارہے ہیں۔ یہ کام ایک پانچ رکنی کمیٹی انجام دے رہی ہے جس میں تین ایرانی اور دو پاکستانی (دکتر محمد سلیم اختر اور راقم السطور) شامل ہیں۔ تادمِ تحریر از حرف ''الف ممدودہ'' تا ''شین'' مداخل تجویز ہوچکے ہیں۔ جب حرف ''یاء'' تک مداخل تجویز ہوجائیں تو ہند و پاکستان کے اساتذہ سے مقالات لکھوائے جائیں گے۔ تجویز یہ ہے کہ اس دائرۃ المعارف کے دو ذیلی دفتر، ایک دہلی میں اور دوسرا لاہور میں، کھولے جائیں۔ دہلی میں دکتر شریف حسین قاسمی اس کے نگران ہوں گے۔ لاہور میں دکتر محمد اکرم۔ یہی لوگ مقالات لکھوائیں گے اور منابع فراہم کریں گے۔ اِس وقت ایران میں کئی تخصیصی دوایر المعارف پر کام ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے نظر آتا ہے کہ ان میں سے دو ایک ہی پایۂ تکمیل تک پہنچ سکیں گے کیوں کہ مقالہ نویس حضرات کمیاب ہیں۔

تہران میں طالب علمی کے زمانے میں مَیں دانشنامہ جہان اسلام اور دایرۃ المعارف بزرگ اسلامی کے لیے کام کرتا تھا۔ اس زمانے میں جو مقالات تحریر کیے تھے وہ بتدریج چھپ رہے ہیں۔ حسن عباس صاحب آپ کے لیے یہ دوایرالمعارف بھیج رہے ہیں (کچھ بھیج چکے ہیں)۔ یہ مقالے ان میں آپ کو نظر آئیں گے مثلاً دانشنامۂ جہان اسلام میں باذل مشہدی، دائرۃ المعارف بزرگ میں ابوطاہر ملتانی پر مقالات۔

دکتر وحید قریشی اب اکادمی اقبال پاکستان کے صدر ہیں۔ مگر ثلاثہ غسّالہ وہ مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی کی طرف سے شائع کریں گے۔ ''چند'' ہفتوں سے مراد یقیناً ''چند مہینے'' یا عین ممکن ہے ''چند سال'' بھی ہو۔ ڈاکٹر صاحب کے وعدوں کے بارے میں میرا تجربہ یہی ہے۔ ہم لوگ اُن کی بزرگی کے پیشِ نظر احتجاج بھی نہیں کر سکتے۔

دکتر احمد حسینی سے گذشتہ ہفتے ملاقات ہوئی تھی۔ وہ وزارت فرہنگ میں فنونِ لطیفہ کے کسی ادارے سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ غالباً وہ دوبارہ مأمور ہو کر دہلی جا رہے ہیں اور چند سال وہاں رہیں گے۔

دکتر محمود اسد اللہی کو میں خط لکھ رہا ہوں۔

دکتر مہدی محقق ہفتے میں دو روز ہمارے ادارے میں آتے ہیں۔ ملاقات رہتی ہے۔

ایران میں برصغیر سے متعلق اب دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔ کئی متون شائع ہو رہے ہیں۔ سلک السلوک اور طوطی نامہ نخشبی، اکبر نامہ ابوالفضل حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ ایک اور گراں قیمت کتاب جو شائع ہوئی ہے اور یقیناً آپ کی دلچسپی کی ہوگی، وہ کتاب آرائی در تمدّن اسلامی ہے۔[1] اس میں مرتّب نے کتابت، خطوط، مرکّب سازی، کاغذ سازی اور تحریر و تألیف کتاب سے متعلق دیگر لوازم سے متعلق قدیم متون یکجا کر دیے ہیں۔ ایک متن جلد سازی پر یوسف حسین ہندی کا بھی ہے جس کا مخطوطہ مدراس میں تھا۔

لندن میں الفرقان ٹرسٹ سے یقیناً آپ واقف ہیں جو ورلڈ سروے آف اسلامک مینوسکرپٹس عنوان سے سلسلۂ مطبوعات شروع کیے ہوئے ہیں۔ اس کی دو جلدیں شائع ہو گئی ہیں، جن میں ایران، افغانستان، پاکستان، ہندوستان کے ذخائرِ مخطوطات کا تعارف درج ہوا ہے۔ پاکستان کا سروے سہیل عمر صاحب نے کیا ہے۔ دونوں جلدیں بہت مہنگی ہیں۔ میں نے پہلی کا زیراکس بنوالیا ہے۔ دوسری کے لیے کافی پیسے چاہئیں۔ یہ ضخیم ہے۔ ایران میں فی صفحہ زیراکس دو روپیہ کے برابر ہے۔

یہاں تہران کا موسم بہت خوشگوار ہے۔ ۳۰ درجۂ حرارت ہے۔ یہاں کے لوگ اس موسم میں بھی خدا کو پکارتے ہیں۔ اگر ہندو پاکستان چلے جائیں تو یقیناً پگھل جائیں۔

آپ نے ایک دفعہ (غالباً اسلام آباد میں) اُردو دائرۃ المعارف کا ذکر کیا تھا وہ کس مرحلے میں ہے۔ کتنے کُرّاسے چھپے ہیں۔ برصغیر سے متعلق مادّے کون لکھ رہا ہے، کچھ مادّے میں نے بھی چُنے تھے مگر بات رفت و گذشت ہو گئی۔

تُرکی میں وزارت امور دینی (اوقاف) نہایت عالیشان رنگین تصاویر کے ساتھ اسلامی دائرۃ المعارف چھاپتی ہے۔ سات جلدیں چھپ چکی ہیں۔ ہمارے ہاں کے لکھنے والے بھی اس میں ہیں۔ خلیق احمد نظامی صاحب کے چند مقالے نظر سے گذرے۔ میں پچھلے سال تہران سے استنبول گیا تو مذکورہ دائرۃ المعارف کے دفتر بھی جانا ہوا۔ جدید سہولتوں سے آراستہ وہ ایک شاندار دفتر تھا۔ میں نے حال ہی میں انہیں دو مقالات بھجوائے ہیں؛ ایک نوشاہیہ (سلسلہ) اور دوسرا شرافت نوشاہی۔[2]

آپ اپنے بزرگوں کے بارے میں مقالات یا مواد ہمیں فراہم کریں تا کہ برصغیر والے دائرۃ المعارف میں انھیں شامل کیا جا سکے۔ آپ ڈکٹر نذیر احمد صاحب کو اس سلسلے میں کتابچہ دینا بھول گئے تھے۔

میں اِن دنوں فارغ اوقات میں ڈکٹر حسن عباس صاحب کی معاونت کے ساتھ ''فہرست مطبوعاتِ فارسی برصغیر'' تیار کر رہا ہوں۔ یہ طویل المدت کام ہے، اگر چہ برصغیر میں چھپی تمام فارسی کتب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، اس کے لیے قدیم کتب خانوں میں جانا پڑے گا۔ بہت کچھ ضائع بھی ہو گیا ہے پھر بھی ہماری کوشش ہے کہ چار پانچ سال تک سب کچھ چھان پھٹک کر نقش اوّل کے طور پر پیش کر دیا جائے۔ اگر آپ فارسی کتابوں کی فہارس اور کتابیات سے ہمیں آگاہ فرمائیں تو ہم ان کے حصول کی کوشش کریں گے اور اُن سے بھی مدد لیں گے۔[۳]

عارف

نزیل تہران

(۴۳)

۴؍جولائی ۱۹۹۴ء

محبی ڈکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

۲ جولائی کو دو پہر کے وقت آپ کے نام خط روانہ کیا، سہ پہر کو مظاہر صاحب ڈکتر سیّد حسن عباس کی مرسلہ دائرۃ المعارف تشیع اور آپ کی عطا کردہ کتاب مخطوطات کی فہرستیں اور آپ دونوں کے خطوط لے کر آئے، مورخہ ۲۰ جون پڑھ کر اس لیے بھی خوشی ہوئی کہ آپ نے بہت تفصیل سے مختلف مسائل کے بارے میں لکھا۔

نئے ادارے فرہنگستان زبان و ادب فارسی کے متعلق پہلی مرتبہ تفصیلی معلومات حاصل ہوئے۔ پہلا کام تو مداخل کی تجویز کا ہے، جس قدر جلد یہ کام ہو گا اسی قدر جلد مقالات تحریر کرنے کا کام شروع ہو گا۔ آپ کا پانچ رکنی کمیٹی میں ہونا ان شاء اللہ بہت مفید ثابت ہو گا۔ تین ایرانی اور دو پاکستانی کے ساتھ دو ہندستانی کا ہونا بھی میرے خیال میں ضروری تھا۔ اس میں ڈکتر نذیر احمد صاحب کو ہونا چاہیے تھا اور مرکز دہلی کے بجائے علی گڑھ رکھا جا سکتا ہے۔

آپ کے مضامین باذل مشہدی اور ابو طاہر ملتانی دونوں بہت اچھے اور پُر [از] معلومات ہیں آئندہ بھی پڑھتا رہوں گا، اور ان سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

ڈکتر احمد حسینی سے کہیے کہ وہ ہمیشہ یاد آتے ہیں اور ان کی شرافت، نیک نفسی اور اخلاق و محبت بھول نہیں سکتا۔ ڈکتر محمود اسد اللّٰہی کا جواب آئے تو بھیجیے گا۔ میرے ایک اور ایرانی شاگرد تھے جو احمد حسینی صاحب کے ساتھ ساتھ آئے تھے، اصفہان میں تھے ان کا نام پتا اور ان کے کوائف ان سے معلوم کر کے لکھیے گا۔

کتاب آرایی در تمدن اسلامی اور یوسف حسین ہندی کی کتاب جو جلد سازی پر ہے میرے لیے بڑے کام کی کتابیں ہیں۔ دل تو چاہتا ہے کہ آپ کو لکھوں کہ خرید کر بھیج دیں لیکن قیمت اور محصول ڈاک کس طرح ادا کیا جائے یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ویسے یہ ہو سکتا ہے کہ قیمت وغیرہ وہیں سے آپ کے اعزہ کو بھیج دی جائے۔ مشفق خواجہ صاحب کو لکھ سکتا ہوں۔

الفرقان ٹرسٹ کی اس کتاب کا تو یہاں کسی کو علم بھی نہیں۔ ویسے تفصیلات بھیجیں تو لائبریری کو متوجہ کروں۔ لندن سے

کتابیں یہاں آتی رہتی ہیں اور اس کا بھی امکان ہے کہ دہلی میں کسی کتاب فروش کے پاس سے مل جائے۔ بہرحال آپ قیمت اور ناشر وغیرہ کا نام لکھیے۔ اس میں صرف فارسی کتابوں کا ذکر ہے یا عربی اور اُردو کے مخطوطات کا بھی۔ سہیل عمر سنا ہے ملائیشیا سے واپس آ گئے، یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ اپنے ادارے اقبال اکیڈمی میں ہیں یا کسی اور ادارے سے منسلک ہیں۔

جو دائرۃ المعارف عمان/ اردن میں مرتب ہو رہی ہے اس کے نگران دکتر احسان عباس ہیں۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش کے لیے مداخل میری رائے سے مکمل ہونے تھے اور ان علاقوں سے مضمون نگاروں کا تعین اور ان سے مضامین لکھوانے کی ذمہ داری میرے ہی سپرد تھی۔ اسی سلسلے میں آپ سے بھی بات کی تھی۔ کچھ مضامین انھیں بھیج بھی دیے گئے۔ ولی گجراتی پر پروفیسر نورالحسن ہاشمی (لکھنو) سے لکھوایا تھا اور یاقوت الحموی پر میں نے خود لکھنے کا ارادہ کیا تھا کس واسطے کہ پروفیسر احسان الٰہی رانا مرحوم وفات پا چکے تھے ورنہ انھی سے لکھواتا۔ پھر عمان میں ایک جلسے میں طے ہوا کہ ''الف'' سے ''ی'' تک کے موضوعات پر مضامین لکھوانے اور شائع کرنے میں تو بہت دیر لگے گی فی الحال صرف حرف ''الف'' پر توجہ کی جائے، چنانچہ یہی کیا گیا۔ خیال تھا کہ ایک دو کرا سے جلد چھپ جائیں گے۔ پچھلے سال بعض اسباب کی بنا پر میں عمان نہ جاسکا کہ صورت حال معلوم ہوتی لیکن ایک دوست کہتے تھے کہ دکتر احسان عباس نے بتایا کہ رفتار بہت سست ہے۔ میرا خیال ہے وہاں کے حالات کی وجہ سے وسائل محدود ہو گئے ہیں۔ دکتر مہدی محقق اگر پچھلے سال گئے ہوں تو ان سے تفصیلات معلوم کر کے مجھے بھی لکھیے۔

ترکی کے اسلامی دائرۃ المعارف کی متعدد جلدیں میں نے دیکھی ہیں۔ اس کے لیے دو مضامین المجمع العلمی الھندی اور یوسف البنوری پر لکھنے کی فرمائش بھی آئی ہیں۔

''فہرست مطبوعات فارسی در برصغیر'' کا کام بہت مفید ہے۔ خدا کرے آپ اور سیّد حسن عباس صاحب جلد اسے مکمل کر لیں، یعنی کم از کم فرسٹ ڈرافٹ تیار کر لیں، پھر بعد کو جہاں تک موقع ملے مختلف مقامات کے کتب خانے جا کر ترمیم و اصلاح و اضافہ کر لیں، میں نے ہندوستان کی عربی مطبوعات پر کام شروع کیا تھا لیکن ایسے کاموں کے لیے جیسے رفقاء و معاونین ملنے چاہییں وہ نہ ملے۔ اس لیے یہ منصوبہ ملتوی کر دینا پڑا[1]

فارسی ادب کے سلسلے کے جو مضامین میں نے لکھے ہیں وہ ظاہر ہے بہت اہم نہیں لیکن شاید مفید ہوں۔ میں چاہتا تھا کہ یہ مضامین آپ اور سیّد حسن عباس صاحب مل کر فارسی میں ترجمہ کر کے شائع کرا دیتے تو بہتوں کا تو نہیں، کچھ کا بھلا شاید ہو جاتا، بعد کو شاید کتابی شکل میں اشاعت کی بھی کوئی صورت نکل آتی۔ حسن عباس صاحب نے دکتر نذیر احمد کے جو مضامین ترجمہ و مرتب کر کے ایران سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے وہ بہت پسند آیا اور اس کی افادیت اب بہت عام ہو گئی۔

ابھی اس کا اظہار موزوں نہیں لیکن آپ کو لکھ دیتا ہوں کہ اس کا خاصا امکان ہے کہ ہمدرد یونیورسٹی میں کچھ دنوں کے بعد پروفیسر عبدالودود اظہر وائس چانسلر ہو کر آ جائیں، وہ آئے تو فارسی کا باضابطہ شعبہ قائم ہوگا، سیّد صاحب کے لیے وہاں بہت اچھے مواقع نکل سکتے ہیں۔

آپ کی کتاب[2] سرسری طور اسی وقت پڑھ لی۔ بہت محنت کی ہے آپ نے اور بڑے مفید معلومات آپ نے جمع کر دیے ہیں۔ آپ وہاں موجود ہوتے تو پروف خود توجہ سے پڑھتے، صفحہ ۱۷۹ پر الوافی بالوفیات کے مصنف کا نام مقریزی چھپ گیا

ہے یہ صلاح الدین الصفدی کی مشہور کتاب ہے جس کی بیس بائیس جلدیں جرمنی سے چھپ چکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

دکتر مہدی محقق کی بیست گفتار دیکھنا چاہتا ہوں۔ ان سے میری طرف سے کہیے اگر ان کے پاس کوئی فاضل نسخہ ہو تو یقین ہے کہ وہ ضرور مرحمت فرمائیں گے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۴۴)

۱۹ اگست ۱۹۹۴ء

بہ خدمت حضرت دکتر مختار الدین احمد صاحب زید عزہ

۴ جولائی ۹۴ کا مرقومۂ شریفہ ملا۔ دکتر حسن عباس صاحب کے نام خط انھیں دے دیا ہے۔

۱۔ فرہنگستان زبان و ادب فارسی میں دو ہندوستانی فضلاء کا ہونا ضروری ہے مگر یہاں یعنی ایران میں مستقل کسی غیر ملکی کو لانا اور رکھنا قانونی لحاظ سے مشکل اور پیچیدہ ہے۔ میں بھی ماہ بہ ماہ تمدید اقامت کے ساتھ رہ رہا ہوں اور اگر کسی وقت حکومت ایران میرا پروانۂ اقامت صادر کرنے سے انکار کر دے تو مجھے واپس جانا پڑے گا۔ چونکہ فرہنگستان نے دکتر شریف حسین قاسمی کو اپنا نمائندہ چُنا ہے اور وہ دہلی میں رہتے ہیں اس لیے ناچار ذیلی دفتر دہلی میں قائم کرنا ہوگا، حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ علی گڑھ کی فضا زیادہ علمی ہے اور وہاں اجتماع فضلا بھی دہلی سے زیادہ ہے۔

۲۔ میں نے دکتر محمود اسد اللٰہی کو مشہد خط لکھا تھا مگر وہ خط واپس ہو گیا اور اس پر محکمہ ڈاک کی طرف سے یہ لکھا تھا کہ اس نام کا کوئی آدمی دانشکدہ الٰہیات میں نہیں ہے۔

۳۔ کتاب آرائی در تمدن اسلامی کی قیمت کی کوئی بات نہیں، مسئلہ یہ ہے کہ کتاب اس قدر ضخیم اور وزنی ہے کہ ڈاک میں بھیجنے سے ہندوستان پہنچتے پہنچتے اس کی جلد ٹوٹ جائے گی۔ اگر کوئی صاحب علی گڑھ یا دہلی جا رہے ہوں اور اس کتاب کو اٹھانا قبول کر لیں تو کتاب پیش کر دی جائے گی۔

۴۔ سہیل عمر واپس پاکستان آ گئے ہیں۔ وہ غالباً اب ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور میں ہیں۔ اقبال اکادمی تو اب دکتر وحید قریشی کے پاس ہے۔

۵۔ آپ کے مقالات راجع بہ ادب فارسی کے بارے میں دکتر حسن عباس صاحب سے بات کی ہے۔ آپ ایسے تمام مقالات مجھے یا انھیں بھیج دیں، ترجمہ کروا لیے جائیں گے۔ کتابی صورت میں نہ سہی یہاں کے علمی مجلات میں ایک ایک کر کے چھپتے رہیں گے اور ان کا فائدہ عام ہوگا۔

۶۔ دکتر مہدی محقق آج کل ملائیشیا تشریف لے گئے ہیں۔ بیست گفتار کے بعد ان کے مقالات کا دوسرا مجموعہ دومین بیست گفتار بھی چھپ چکا ہے۔ دوسرا تو بازار میں ملتا ہے۔ دکتر مہدی محقق ملائیشیا سے واپس آ جائیں تو پہلی جلد کے ساتھ وہ بھی ارسال کر دوں گا۔

۷۔ جیسا کہ پچھلے خط میں لکھا تھا، میں ہند و پاکستان میں مطبوعہ فارسی کتب کی فہرست سازی میں مصروف ہوں۔ اس

سلسلے میں ہندوستان میں جو فہرستیں چھپی ہیں (کتب خانوں کی یا مطابع کی یا موضوعی) اگر اُن کی نشان دہی فرما سکیں تو ممنون ہوں گا تا کہ ابتدائی مرحلے میں اُن سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

۸۔ گذشتہ عریضے میں جس انگریزی کتاب کا ذکر کیا تھا اُس کے مکمل کوائف حسب ذیل ہیں:

WORLD SURVEY OF ISLAMIC MANUSCRIPTS, General Editor: Geoffrey Roper, Al-Furqan Islamic Heritage Foundation, Eagle House, High Street, Wimbldon, London SW195EF

اس کی دو جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک تعارفی جلد علیحدہ بھی ہے۔ گویا تین جلدیں ہیں۔ ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کتاب کا علی گڑھ میں ہونا ضروری ہے۔

۹۔ ہندوستان میں متون میں کیا چھپ رہا ہے۔ ایران میں رہ کر بالکل بے خبر ہوں۔ پاکستان میں تھے تو رسائل کے ذریعے کچھ نہ کچھ پتا چلتا رہتا تھا۔ تاریخ یا تذکرے کی کوئی کتاب حال ہی میں شائع ہوئی تو مطلع فرمائیں۔ فہارس مخطوطات سے بھی دلچسپی ہے۔

عارف نوشاہی

(۴۵)

۲۶/اگست ۱۹۹۴ء

محبی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۹ اگست ہوائی خط ہونے کے باوجود ۲۴ کو موصول ہوا۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ کے اور ڈاکٹر حسن عباس کے نام کا لفاف راہ میں ضائع ہوا۔

۱۔ ڈاکٹر سیّد احمد حسینی، سفارت خانۂ ایران (دہلی) میں متعین ہو کر آنے والے ہیں، ان سے ضرور ملیے۔ قاسمی صاحب کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کی رائے بہت اچھی ہے وہ بہت موزوں رہیں گے۔ تعجب نہیں انھی نے ان کا نام پیش کیا ہو۔ میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب کا بھی شمول ضروری تھا۔ بہر حال ان کا تعاون تو حاصل رہے گا ہی۔ دفتر دہلی ہی میں رہے گا۔ آپ نے ایران میں مستقل کسی غیر ملکی کو لانے اور رکھے جانے کی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کا تعلق فرہنگستان کے نمائندہ مقیم دہلی سے کیا ہے؟ کیا نمائندہ کا ایران جانا اور قیام پذیر ہونا ضروری ہے؟

۲۔ ڈاکٹر محمود اسداللہی کے نام خط کے واپس آنے پر تعجب ہوا، اگر وہ کسی یونیورسٹی میں چلے گئے ہیں یا حکومت کے کسی دفتر میں آ گئے ہیں ترقی کر کے، جب بھی وہ مشہد میں اپنا پتا ضرور چھوڑ گئے ہوں گے۔ بہر حال ایک آدمی ان کا صحیح پتا بتا سکتے ہیں اور وہ آقای سیّد احمد حسینی ہیں۔ انھیں ٹیلیفون کیجے اور کبھی کبھی ملتے رہیے۔ بہت بھلے آدمی ہیں۔

۳۔ کتاب آرایی در تمدن اسلامی خرید کر رکھ تو لیجے، کیا معلوم کب ناپید ہو جائے۔ کوئی لانے والا اللہ کا نیک بندہ بھی مل جائے گا۔ ٹیلیفون پر تو نہیں لیکن جب [ڈاکٹر حسینی] آپ کے دفتر ملنے جائیں تو اس مسئلے کا ذکر کیجے، ممکن ہے وہ سفارت خانۂ دہلی کو کسی ذریعے سے بھیج دیں اور وہ لوگ مجھے اطلاع کر دیں یا ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کے دفتر ایوان غالب بھجوا دیں۔ آپ کو سن کر

مسرت ہوگی کہ سفارت خانہ نے دو ماہ پہلے لغت نامۂ دہخدا کا مکمل سیٹ ایوان غالب کو تحفۂ پیش کیا ہے۔اس تقریب میں شرکت کے لیے میں بھی دہلی گیا تھا۔

۴۔آپ کی کتابیں قریشی صاحب کے ہاں سے اب تک شائع نہیں ہوئی ہوں گی ورنہ آپ ضرور ذکر کرتے۔

۵۔کچھ مقالے، یاد آتا ہے آپ کو یا حسن عباس صاحب کو بھیجے تھے۔کچھ مقالے رجسٹری کرا کے انھیں آج بھیج رہا ہوں۔انھیں آپ لوگ ایرانی رسالوں میں آہستہ آہستہ شائع کراتے رہیں۔تذکرۂ خرابات والا مضمون یاد آتا ہے پہلے بھی بھیج چکا ہوں۔احتیاطاً مزید ایک نسخہ بھیج رہا ہوں۔

۶۔دو مین بیست گفتار فی الحال بھیج دیجے اور اگر پہلا مجموعہ بازار میں مل جائے تو وہ بھی۔مہدی محقق صاحب معلوم نہیں کب وہ ملائیشیا سے واپس آئیں۔جلد بھی آئے تو کیا پتا ان کے پاس بیست گفتار کے نسخے موجود ہوں۔

۷۔مطابع پر تو یہاں کام ہی نہیں ہوا، فہرست کیا چھپتی۔مطبوعات فارسی کی کوئی قابل ذکر فہرست اس زمانے میں نہیں چھپی ہے، ورنہ مجھے کچھ نہ کچھ معلوم ہوتا۔اگر مجھے اطلاع ملی تو آپ کو لکھوں گا۔مخطوطات کی فہرست کی اہمیت سے کم از کم کچھ لوگ واقف ہیں، لیکن مطبوعات کی فہرست مرتب کر کے اور شائع کرنے کی اہمیت سے لوگ واقف نہیں۔کامل حسین کی فہرست جو عرصہ ہوا علی گڑھ میں چھپی تھی، اس سے تو آپ واقف ہوں گے۔وہ فہرست بھی صرف سبحان اللہ کلکشن تک محدود تھی۔عرشی صاحب کی مرتب کردہ ایک فہرست ان کی زندگی میں چھپی تھی وہ اردو مخطوطات کی تھی مطبوعات کی نہیں۔

۸۔گوفرے روپر کی انگریزی کتاب کی قیمت تینوں جلدوں کی کیا ہے؟ پونڈ میں لکھیے گا۔ایک دوست ڈکتر خالد حسن قادری وہاں ہیں، کل ان کا ٹیلیفون بھی لندن سے آیا تھا۔اگر بہت گراں نہیں ہے تو اپنے لیے منگوانے کی کوشش کروں گا۔قیمت ان کے اعزّہ کو مل جائے گی۔یہاں کسی ادارے کو شاید ہی اس [سے] کوئی دلچسپی ہو!

۹۔متون پر توجہ کم ہے۔رسالہ منادی (دہلی) میں تصوّف کے کچھ متون اور زیادہ تر ان کے اردو ترجمے چھپ رہے ہیں۔لکھنو سے ایک خاتون نے کئی سال پہلے تذکرۂ شعرا (مبتلا) چھاپا تھا۔یہ برلن کے نسخے کا عکسی ایڈیشن تھا۔ڈکتر شریف حسین قاسمی بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔انھوں نے کئی سال سے ایرانی سفارت خانے کی طرف سے ایک علمی مجلّہ قند پارسی نکالنا شروع کیا ہے۔اس میں بعض متون چھپے ہوں گے۔میرے پاس آخری شمارہ آیا ہے اس میں ڈکتر نثار احمد فاروقی کا مرتب کردہ متن قوام العقاید (جمال قوام) شائع ہوا ہے۔یہ تو ایران بھی جاتا ہوگا۔دانش (اسلام آباد) میں بھی کبھی کبھی کچھ چھپتا ہے۔خدا بخش لائبریری نے ہندستان کی مطبوعہ فہرستوں سے کچھ اہم مخطوطات کی فہرست چھاپی ہے۔

خط لکھتے رہیے اور علمی کوائف سے مطلع کرتے رہیے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۴۶)

۱۴/اگست ۱۹۹۴ء

حضرت محترم سلام مسنون

۱۔چند روز قبل ایک خط بھیج چکا ہوں۔کل کتب فروشوں کے ہاں جانا ہوا تو ایک دکان پر ڈکتر مہدی محقق کے مجموعۂ

مقالات کی تینوں جلدیں ایک ساتھ مل گئیں۔ وہ میں نے آپ کے لیے خرید لی ہیں اور اگست کے آخری ہفتے میں زمینی ڈاک کے ذریعے بھیج دوں گا۔ یہ تینوں جلدیں آپ کی نذر ہیں۔ جب سے ایران میں مقیم ہوں آپ کے لیے تحائف کتاب میں سے کچھ پیش نہیں کر سکا اور شرمندگی محسوس کرتا ہوں۔ اِسے قبول فرمائیں۔

۲۔ آج دکتر مہدی محقق بھی ملائیشیا سے واپس آ گئے ہیں۔ آپ کا سلام و پیام پہنچایا۔ انھوں نے آپ کا پتا مجھ سے لیا ہے وہ خود بھی خط لکھیں گے۔

۳۔ یہاں ایران میں سال بھر کوئی نہ کوئی کانفرنس منعقد ہوتی رہتی ہے۔ جس میں ہند و پاکستان سے بھی لوگ بلائے جاتے ہیں، عموماً ناموزوں لوگ آتے ہیں یا بلائے جاتے ہیں۔ فروری ۹۵ء میں اسلامی تمدّن پر ایک کانفرنس ہوگی۔ میں نے آپ کا نام پیش کیا ہے۔ اگر آپ اپنے کوائف مع فہرست تالیفات و مقالات و پاسپورٹ نمبر وغیرہ بزبان اُردو یا فارسی یا عربی یا انگریزی (جیسے بھی سہولت ہو) مجھے ارسال فرما دیں تو میں متعلقہ حکام تک پہنچا دوں گا۔

۴۔ یہاں کے ایک دائرۃ المعارف اسلامی نے مجھے اشرف علی خان فغان اور آغا حسن امانت لکھنوی پر مقالات لکھنے کے لیے کہا ہے۔ یہاں اُردو ادب کے رجال پر مواد قطعاً نایاب ہے۔ میں نے تگ و دو سے اشرف علی فغان کے سلسلے میں تذکرۂ آزردہ، ہمیشہ بہار، گلشن بے خار، مخزن نکات، خوش معرکہ زیبا، نکات الشعرا، صبح گلشن اور طبقات الشعرا حاصل کر لیے ہیں مگر حسب ذیل تذکرے یہاں دستیاب نہیں ہیں: تذکرۂ ہندی از مصحفی/ تذکرۂ شعرای اُردو از میر حسن/ گلشن ہند از میرزا علی لطف/ سودا، شورش اور مبتلا کے تذکرے۔ اگر آنجناب کے لیے ممکن ہو تو مذکورہ تذکروں سے اشرف علی کے حالات کا زیراکس بنوا کر مجھے ارسال کر دیں، صفحہ اوّل کا زیراکس بھی مطلوب ہوگا جس پر سال طباعت اور مصحح وغیرہ کا ذکر ہو۔

آغا حسن امانت کے سلسلے میں مجھے صرف خوش معرکہ زیبا ملا ہے جب کہ سراپا سخن/ خمخانۂ جاوید/ گارسان دتاسی کی تحقیقات مطلوب ہیں اور اس (امانت) کے بارے میں دیگر مستند مواد جو آپ مہیا کر سکیں۔

۵۔ مستقبل قریب میں میر امن دہلوی، اودھ اخبار (مطبع) پر بھی مقالات لکھوں گا مگر اس کے لیے جب فرصت دوں گا۔

آج ۱۴ اگست ہے اور کل ۱۵ اگست، ان ایام سعید کے موقع پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

عارف نوشاہی

طہران

(۴۷)

۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء

مکرمی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۴ اگست ہوائی ہونے کے باوجود ۳۰ کو ملا، کتابوں کے پارسل کا انتظار تھا وہ سمندری راہ سے اس ہفتے پہنچا۔ بخیر و عافیت پہنچا اور نسبتہً جلد پہنچا۔ جزاک اللہ، آپ کا بہت ممنون ہوں۔

مہدی محقق صاحب کے مضامین کی تینوں جلدیں سرسری طور پر اسی وقت دیکھ گیا، اچھے مضامین ہیں۔ اس سے خوشی ہوئی کہ ان کے مضامین کتابی شکل میں شائع ہو گئے اس طرف مضامین محفوظ بھی ہو گئے اور ان سے استفادہ عام ہو گیا۔ انھیں

میری طرف سے ان ۶۰ مضامین کی ایک جگہ اشاعت پر ہدیۂ مبارک باد پیش کیجیے۔ ان سے کہیے کہ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔

کیا یہ کوئی اور دائرۃ المعارف ہے جس کے لیے فغاں، امانت، میر امن وغیرہ پر مقالات لکھ رہے ہیں؟ تفصیل لکھیے گا۔

آپ کی فرمائش کے مطابق تذکرۂ ہندی (مصحفی)، تذکرۂ شعراء (میر حسن) گلشن سخن مبتلا سے فغاں کے ترجمے کا عکس بنوالیا تھا، شورش کا تذکرہ میرے پاس ہے اور گلشن ہند (لطف) بھی، لیکن تلاش کے باوجود اس وقت یعنی خط لکھتے وقت بھی کتابوں میں نہیں ملا، کسی دن آزاد لائبریری جا کر دیکھوں گا۔

سودا نے کوئی تذکرہ نہیں لکھا، اگر لکھا تو ناپید ہے۔

گلستان بیخزاں آپ کی فہرست میں نہیں تھی میں نے اس سے بھی عکس بنوالیا ہے۔ قاسم کے تذکرے میں فغاں کا ترجمہ ہے اسے نقل کر کے بھیج رہا ہوں۔ مصحفی نے عقد ثریا میں بھی فارسی گو شاعر کی حیثیت سے اس کا ذکر کیا ہے اس کا ترجمہ اور اس کے فارسی شعر بھی نقل کر دوں گا۔ تذکرۂ عشقی بھی آپ کی فہرست میں نہیں اس کا مطالعہ بھی آپ کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح تذکرۂ مسرت افزا بھی، جس کا مصنف اگرچہ الہ آبادی تھا لیکن تذکرے کی تسوید کا کام اس نے عظیم آباد میں کیا ہے۔ ان تذکروں کے اقتباسات آئندہ بھیجوں گا۔ گلزار ابراہیم (علی ابراہیم خاں خلیل عظیم آبادی) کا اندراج بھی آپ کے لیے مفید ہوگا۔

تذکرۂ ہندی کا پہلا اڈیشن مولوی عبدالحق نے ۱۹۳۲ء میں جامع برقی پریس دہلی سے شائع کیا تھا۔ میں نے آپ کے لیے عکس حیدری کشمیری کے اڈیشن سے بنوایا ہے۔ نسخۂ ندوہ میں قطع و برید ہے، حواشی میں اضافے ہیں اس لیے خیال ہوتا ہے کہ یہ مصحفی کے پاس رہ چکا ہے اس لیے اس کا مطالعہ آپ کے لیے زیادہ مفید ہوگا اسی لیے اس دوسرے اڈیشن کا عکس آپ کے لیے بنوایا ہے۔

امانت پر سیّد وقار عظیم کا مقالہ دائرۂ معارف اسلامیہ لاہور ۳/۲۳۱ میں ہے۔ یہ کتاب ایران میں موجود ہوگی اور اس کا عکس لاہور سے منگوا لیجیے۔ یہ کتاب اس قدر ضخیم ہے کہ یہاں اس کا عکس نہیں بنوا سکا۔ دوکان بھی معمولی سی ہے۔ درمیان میں شنبہ، یکشنبہ مل گیا اس لیے فغاں کا ذکر جن جن تذکروں میں ملا سبھوں کے عکس بنوا لیے۔ نمونۂ اشعار سے صرف نظر کیا ہے اس لیے کہ دائرۃ المعارف میں جس قسم کے مضامین چھپتے ہیں ان میں اُردو اشعار کے نقل کا موقع ہے۔ لیکن اتنے اشعار پھر بھی بھیج رہا ہوں کہ آپ اس کی شاعری کے بارے میں ایک رائے قائم کر لیں گے۔ دیوان فغاں، صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم نے انجمن ترقی اُردو، کراچی سے تقسیم ہند کے بعد شائع کیا تھا وہ کہیں سے منگوا لیجیے۔ میرا نسخہ قاضی عبدالودود صاحب کے پاس تھا وہ ظاہراً ان سے ضائع ہوا۔ نسخۂ اکسفرڈ میں بہت سا کلام ہے جو مطبوعہ نسخے میں موجود نہیں۔ اختلاف نسخ بھی ہے۔ میں نے سارے اضافات اپنے مطبوعہ نسخے پر اوکسفرڈ کے دورانِ قیام نقل کر لیے تھے۔ آپ اس کا دیوان اڈٹ نہیں کر رہے ہیں صرف ایک مضمون لکھ رہے ہیں، اس لیے ضروری نہیں کہ آپ نسخہ اوکسفرڈ کی نقل منگوائیں۔ وہ جہاں تک یاد آتا ہے برکت علی عظیم آبادی کے قلم کا لکھا ہوا ہے اور ایک مجموعۂ دواوین میں محفوظ ہے سال کتابت غالباً ۱۲۸۵ھ۔

آپ مطبوعہ اڈیشن (جو اچھی طرح مرتّب نہیں ہوا) کے ذکر کے ساتھ اس کے موجودہ قلمی نسخوں کا ذکر کر دیجیے گا۔ مثلاً نسخۂ دیسنہ جو اب کتب خانۂ خدا بخش میں ہے، نسخۂ شفیع لاہور وغیرہ۔ پٹنہ میں ایک نسخہ میرے پاس بھی تھا۔ اچھا نسخہ تھا اور قدیم، اس کے آخر میں آبرو کی مثنوی ''موعظت معشوق'' بھی تھی۔ میں نے اشاعت کے لیے دیوان کی نقل بھی تیار کی تھی لیکن اس

اطلاع کے بعد کہ دارالمصنفین کے ایک رفیق اس پر کام کر رہے ہیں، مزید ترتیب اور اشاعت کا خیال ترک کر دیا۔ ۱۹۵۳ء میں جب یورپ گیا تو باڈلیان لائبریری کا نسخہ دیکھ کر پھر خیال ہوا، بہت محنت سے اس کا مطبوعہ نسخے سے مقابلہ [کیا اور] سیکڑوں فاضل اشعار نقل کیے اور مشورے کے لیے قاضی صاحب کو پٹنہ بھیج دیا۔ اس کا انجام آپ کو لکھ چکا۔

ایک زمانے تک تذکرۂ شورش کے صرف ایک نسخے کا پتا تھا جو اوکسفرڈ میں محفوظ تھا۔ بعد کو قاضی صاحب، مشفق خواجہ اور مجھے شبہہ ہوا کہ کسی نے اس میں تصرفات کیے ہیں۔ شورش کے ترجمے میں اس کا جو حال درج ہے وہ شورش کبھی نہیں لکھ سکتے تھے۔ اور بھی اختلافات ہیں بعد کو گورکھپور میں دکتر محمود الٰہی زخمی کو اس کا ایک نسخہ ملا جس کا نام رموز الشعراء معلوم ہوا، یہ اصل تذکرۂ شورش ہے۔ میں نے اسی لیے اس متن کا جو کلیم الدین احمد نے اوکسفرڈ کے نسخے کا پیش کیا ہے اور دو تذکرے میں چھپا ہے اور جسے محمود الٰہی نے پیش کیا ہے دونوں کا عکس آپ کے لیے بنوالیا ہے۔ یقین ہے کہ اب آپ کے پاس اتنا وافر مواد ہوگا کہ آپ اس پر بہت اچھا مقالہ دائرۃ المعارف کے لیے لکھ سکیں گے۔ دائرۃ المعارف [اردو دائرۂ معارف اسلامیہ] لاہور میں تو دوستوں نے سرے سے فغاں کا ذکر ہی نہیں کیا ہے اس لیے آپ کے مقالے کی اہمیت ظاہر ہے۔[1]

دتاسی کا تذکرہ، جو فرانسیسی میں ہے، یہاں نہیں۔ اس کے اُردو ترجمے پر ایک فرانسیسی خاتون کو کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ ملی ہے لیکن وہ اپنی ضخامت کی وجہ سے شائع نہیں ہوا۔

اس وقت تو مصروف ہوں، ایران کی کانفرنس کے سلسلے میں بعد کو کچھ لکھوں گا۔ اس وقت تک آپ کچھ تفصیلات بھی بھیج سکیں گے۔ ایک ہفتہ کے بعد کتب خانہ خدا بخش میں ایک سیمینار ہو رہا ہے مہر، کولوفون، عرض دیدہ پر،[2] اس میں شرکت کا ارادہ ہے، لیکن ابھی تک کچھ لکھا نہیں ہے۔ Colophon کے لیے ایرانی کیا لفظ استعمال کرتے ہیں؟ یہاں ''ترقیمہ'' مروّج ہے، لیکن یہ اصطلاح قدیم نہیں۔ قدما کیا لکھتے تھے۔ ''خاتمہ'' تو ایک عام سا لفظ ہے جو کتاب کے اختتام کو کہتے ہیں۔ کولوفون کے لیے قدیم اصطلاح کی تلاش ہے۔ یہ متعدد عربی و فارسی مخطوطات کے مطالعے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، آپ بھی خیال رکھیں۔

اس خط کو احتیاطاً رجسٹرڈ بھیج رہا ہوں رسید اور اپنی اور دکتر سیّد حسن عباس کی خیر و عافیت فوراً لکھیے گا۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۴۸)

۲۸ ستمبر ۱۹۹۴ء

محترم جناب دکتر مختارالدین احمد صاحب زیدعزہٗ سلام مسنون

آپ کا ایک مکتوب کوئی تین ہفتے ہوا ملا اور دوسرا گرامی نامہ (مورخہ ۱۸ ستمبر) کل ہی وصول ہوا جس کے ساتھ اشرف علی خان فغان سے متعلق عکسی مواد بھی ملفوف تھا۔ آپ نے میرے لیے بے حد زحمت فرمائی ہے اور میں اس پر سخت نادم اور البتہ شکرگزار بھی ہوں۔ آپ کے بھیجے ہوئے مواد اور تہران میں دستیاب تذکروں کی مدد سے میں نے کل رات مقالہ لکھنا شروع کیا تھا جو اب کوئی بارہ گھنٹے بعد مکمل ہو گیا ہے۔ اگر دائرۃ المعارف کے مقالوں میں رسم یہ ہوتی کہ موادِ علمی بہم پہنچانے والوں کا شکریہ ادا کیا جائے تو میرے لیے آپ کا نامِ نامی اس مقالے میں لکھنا باعثِ فخر ہوتا۔ بہر حال یہ مقالہ چھپے گا تو مجھے آپ کی کمک رسانی

کی یاددلاتا رہے گا۔آپ نے اپنے مکتوبِ دوّم میں استفسار فرمایا ہے کہ اشرف علی خان فغان پر مقالہ کس دائرۃ المعارف کے لیے لکھ رہا ہوں؟ یہ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کے لیے ہے جس کی لال رنگ کی کچھ جلدیں ڈاکٹر حسن عباس صاحب آپ کو بھیج چکے ہیں۔ یہ [مرکز] دائرۃ المعارف اس وقت تہران میں سب سے زیادہ فعال ہے اور باقاعدگی سے جلدیں شائع کر رہا ہے۔ میں وہاں بھی شعبۂ برّصغیر کے امورِ علمیہ میں معاونت کرتا ہوں۔ یہ لوگ برّصغیر کے ہر موضوع پر مجھے مقالات لکھنے کے لیے کہتے ہیں جو ظاہر میری استعداد سے باہر ہے کیونکہ مجھے صرف فارسی ادب کی حد تک چند معلومات حاصل ہیں۔ تاریخ، سیاست، فن، اُردو ادب وغیرہ پر میرا تخصص نہیں ہے۔ میں نے تجویز پیش کی ہے کہ برّصغیر کے علما و فضلا کو اس کام میں شریک کیا جائے اور پہل ہم آپ سے کر رہے ہیں اور آپ کے لیے دو مقالات

۱۔ میر امن دہلوی

۲۔ انشاء اللہ خان انشا

تجویز کیے گئے ہیں۔ امید ہے آپ وقت نکال کر یہ مقالات کسی بھی زبان (اُردو، انگریزی، عربی، فارسی) میں تحریر فرمادیں، یہاں اسے فارسی میں منتقل کرلیا جائے گا۔ آپ کا نامِ گرامی تجویز کرتے وقت میرے پیشِ نظر چند باتیں تھیں۔ اوّلاً یہ آپ کا تخصص ہے اور تمام منابع آپ کی دسترس میں ہیں، ثانیاً اِس معتبر دائرۃ المعارفِ اسلامی میں آپ کا وجود علمی محسوس ہوتا رہے گا، ثالثاً اس کا حق التحریر (فی صفحہ تقریباً ایک ہزار تومان) آپ کے نام پر یہاں محفوظ رہے گا اور آپ کی ایران سے مطلوبہ کتب کی خریداری اور ترسیل بلاتکلّف ہوتی رہے گی یا آپ چاہیں تو اِس رقم کو رُپوں یا ڈالروں میں بھی تبدیل کرواسکتے ہیں۔

چونکہ آپ ہمیشہ دیگر دائرۃ المعارف کے لیے مقالات لکھتے رہے ہیں اس لیے ان کے معیار اور اُسلوب سے اچھی طرح واقف ہیں۔ تہران کے زیرِ بحث دائرۃ المعارف کی جلدیں آپ کے پاس موجود ہیں۔ نمونہ مقالات آپ وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میں یہاں صرف دو فنی باتوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں:

۱۔ جو واقعہ یا رائے آپ نقل فرمارہے ہیں اس کا حوالہ وہیں بین السطور مؤلف کے نام کے مخفف کے ساتھ اور کتب کے صفحہ کے حوالہ کے ساتھ مرقوم فرمادیں۔ مثلاً محمد مصطفیٰ خان شیفتہ کے تذکرہ گلشن بے خار سے آپ نے استفادہ کیا ہے تو اس کا مخفف ''شیفتہ'' مقرر ہو گیا اور آگے صفحہ نمبر لکھ دیا۔

۲۔ مقالے کے آخر میں مکمل فہرست مآخذ اس ترتیب سے آئے گی:

مخفف، مصنف کا مکمل نام، کتاب کا نام، مصحح یا مرتب کا نام، مقامِ اشاعت، سالِ اشاعت، رسائل کی صورت میں: مقالہ نویس کا نام، مقالے کا عنوان، رسالے کا نام، شمارہ، محلِ اشاعت، سالِ اشاعت۔

۳۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ جن مآخذ سے استفادہ کریں گے اُن کے متعلقہ صفحات مع ٹائٹل کی زیراکس مقالے کے ساتھ ضمیمہ کرنا ہوگی۔ اس پر جو اضافی خرچ اُٹھے گا اُس کا معاوضہ الگ سے دیا جائے گا۔ رسید ساتھ بھجوادیں۔

اس سلسلے میں مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو آئندہ لکھوں گا۔ مقالات لکھنے کے لیے مخصوص سفید کاغذ بھیجے جا رہے ہیں۔

اب کچھ اور باتیں:

۱۔ ڈاکٹر اطہر عباس رضوی بسلسلۂ زیارت مشہد آئے تھے اور وہیں انتقال کر گئے۔ یہ خبر ہم لوگ علی گڑھ اُن کے گھر والوں

کو پہنچانا چاہتے تھے۔ میرے پاس صرف آپ کا فون نمبر تھا۔ مسلسل تین دن تک میں آپ کا نمبر ملاتا رہا مگر ہر دفعہ ناکامی ہوئی۔ از راہِ کرم اپنا گھر اور دفتر کا فون اور علی گڑھ کا کوڈ نمبر پھر سے لکھیں تاکہ آئندہ بوقتِ ضرورت آپ سے رابطہ قائم ہو سکے۔

۲۔ دکتر احمد حسینی کو فون کر کے آپ کا سلام پہنچایا، بہت خوش ہوئے۔ فی الحال اُن کے لیے سفارت ہند در دہلی میں جگہ نہیں بن سکی اور وہ ہند نہیں جا رہے۔

۳۔ کلوفون کو یہاں عام طور پر ''ترقیمہ'' ہی کہا جاتا ہے، البتہ اب ایک جدید اصطلاح ''پایانہ'' بھی استعمال ہونے لگی ہے۔

۴۔ انیس الاحبا مؤلفہ انیس لال (تذکرۂ تلامذۂ مرزا فاخر مکین) کا ایک نہایت عمدہ نسخہ ایران کی مجلسِ شوریٰ [کے کتب خانہ] میں موجود ہے جس کا عکس میں نے خطیر رقم خرچ کر کے بنئے دیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ علی گڑھ میں اور دوسرا خدا بخش میں ہے۔ علی گڑھ کے نسخے کی فلم یا عکس کے لیے میں آپ کے سوا اور کسے زحمت دوں؟ اگر آپ کے لیے ممکن ہو تو یہ تذکرہ مہیا فرمائیں، میں اسے چھاپنا چاہتا ہوں۔ خدا بخش کے لیے براہِ راست بیدار صاحب کو لکھوں گا۔

۵۔ امانت لکھنوی پر جو مواد دستیاب ہو وہ بھی بصورت زیراکس مطلوب ہے (میرے پاس یہاں خوش معرکہ زیبا، اُردو دائرۃ المعارف، سکینہ کی تاریخ موجود ہے)۔

عارف نوشاہی

(۴۹)

۴ر نومبر ۱۹۹۴ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۳۰ اگست کا جواب ۱۸ ستمبر کو بہت تفصیل سے لکھ چکا ہوں اور اسی کے ساتھ اشرف علی خاں فغاں کے حالات و اشعار کی عکسی نقلیں بھیجی تھیں جو متعدد تذکروں سے تیار کرائی گئی تھیں۔ مہدی محقق کے مقالات کی تین جلدوں کی رسید بھی بھیجی تھیں اور آپ کا شکریہ ادا کیا تھا۔ یہ خط رجسٹری سے بھیجا تھا (رسید 1775) ملا ہوگا۔ رسید نہ آنے سے تردّد ہے۔ ایک خط دکتر حسن عباس کا بھی اسی لفافے میں رکھ دیا تھا، ان کا جواب بھی ابھی تک نہیں آیا ہے۔

دانش نامہ اور دائرۃ المعارف میں احمد معمار تاج اور اس کے خاندان کے ارکان پر کوئی مضمون نہیں ملا۔ پچھلے خط میں آپ کو لکھ چکا ہوں کہ حبیب اللہ بنا گل کار کا ایک قلمی رسالہ ملا ہے۔ آخر میں یہ بحث ہے کہ مکان کا رخ سمت قبلہ کا لحاظ کرتے ہوئے رکھا جائے اس سلسلے میں احمد کے خاندان کے خیر اللہ کے رسالۂ سمت قبلہ کے اقتباسات بھی دیے ہیں۔ خیر اللہ کے رسالے کا ذکر پروفیسر محمد شفیع نے ایک مضمون میں کیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا تھا کہ کیا ایران میں یہ رسالہ کسی کتب خانے میں محفوظ ہے؟ منزوی کی فہرست میرے پاس مکمل نہیں آپ کے یہاں ضرور ہوگی اس پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے اور حبیب اللہ [بنا] گل کار کا پتا ملے تو لکھیے۔

ڈاکٹر احمد حسینی سے مل کر دریافت کیجیے کہ وہ ہندوستان کب تک آ رہے ہیں، اگر اس خبر میں صداقت ہے تو مجھے اس لیے بھی خوشی ہوگی کہ ان کے ساتھ جتنی کتابیں آپ چاہیں بھیج سکتے ہیں۔ ان کا تعلق یہاں کے سفارت خانے سے ہوگا اس لیے انھیں بہت سی مراعات حاصل ہوں گی۔ ملیں تو انھیں اور ان کی خانم کو میرا اور بیگم کا سلام و دعا پہنچایے۔

دکتر محمود اسداللہی صاحب کا پتا بھیجا ہے، میرا لفافہ اگر اب بھی محفوظ ہو تو انھیں بھیج دیجیے۔ ان کا تعلق شعبۂ عربی سے ہے۔

کتاب آرائی در تمدن اسلامی میرے لیے لے لیجیے اور یوسف حسین ہندی کی کتاب جلد سازی بھی۔ ڈاک سے بھیجنا مناسب نہیں، کوئی اور لائے نہ لائے یقین ہے ڈاکٹر حسینی میرے لیے ضرور زحمت گوارا کریں گے۔

ثلاثہ غسالہ غالباً اب تک شائع نہیں ہوئی۔

ایک پیکٹ میں اپنے کچھ مقالات بھیجے تھے۔ آپ لوگوں کو فرصت ملی ہوگی تو کچھ کے ترجمے اب تک ہو چکے ہوں گے۔

Roper کی کتاب نہ یہاں آئی ہے نہ مستقبل قریب میں اس کے آنے کی توقع ہے۔ دیکھنے کے [لیے] بیتاب ہوں۔ یہ تینوں جلدیں بڑے کام کی ہوں گی۔

رسالۂ دانش (اسلام آباد) تو آپ کے پاس جاتا ہی ہوگا، دہلی کا قند شیریں [کذا: قند پارسی] از شریف حسین قاسمی بھی ضرور بھیجا جاتا ہوگا۔ میں نے اب تک اس کا صرف ساتواں شمارہ دیکھا ہے۔

دکتر نذیر احمد کے مقالات کی صرف ایک جلد ان کے پاس ہے۔ ڈاکٹر حسن عباس صاحب نے ناشر سے اگر کچھ مزید نسخے بھجوائے ہیں تو ابھی تک نہیں پہنچے۔

کچھ معلوم نہیں ہوا کہ دکتر وحید قریشی نے اب تک اکادمی پاکستان سے کیا کیا کتابیں شائع کیں، ان کا رسالہ بھی شائع ہوتا ہوگا، اگر آپ کے یہاں جاتا ہو تو اہم مندرجات سے آگاہ فرمایئے گا۔

خط کا جواب جلد دیجیے اور براہ مہربانی مفصل۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

[پس نوشت] ۷ ستمبر کو ڈاکٹر مہدی محقق کا خط مرسلہ ۲۰ اگست ملا تھا۔ مجمع العلمی الہندی کی رکنیت کا خط مورخہ ۔۔۔ کاغذات میں تلاش سے مل گیا، اس کا عکس بنوا کر بھیج رہا ہوں براہ کرم انھیں دے دیجیے اور کہیے اس کی رسید بھیج دیں اور اپنی تالیفات و مقالات کی اگر ممکن ہو تو فہرست بھی۔ مقالات بیست [گفتار] کی تینوں جلدیں آ گئی ہیں آپ کی مہربانی سے، ان مجلدات میں جو مقالے آ گئے ہیں ان کی فہرست بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ان سے یہ بھی پوچھیے کہ عمان سے جو دائرۃ المعارف باہتمام دکتر احسان عباس شائع ہونے والی تھی کیا اس کی کوئی جلد شائع ہوئی۔ براہ کرم ان سے دکتر صلاح الدین المنجد کا احوال اور ان کا پتا معلوم کر کے اطلاع دیجیے۔ وہ پہلے بیروت میں تھے ان کا ادارہ دار الکتاب الجدید فسادات میں تباہ ہو گیا، پھر سعودی حکومت نے اپنا دینی لٹریچر تیار کرنے کے لیے انھیں جدہ بلا لیا۔ وہاں ان کا جشن میلاد منایا گیا تھا۔ اس کا کتابچہ انھوں نے اپنے دستخط کے ساتھ پانچ سات سال ہوئے بھیجا تھا پھر ان کی کوئی اطلاع نہیں ملی، خدا کرے بخیر ہوں۔

۸/۱۱ تذکروں کے اقتباسات کی رسید کل بھی نہ آئی۔ ۱۸ ستمبر کو رجسٹری سے وہ پیکٹ گیا ہے۔ رسید نہ آنے سے تردّد ہے۔ دکتر احمد حسینی سے ضرور مل کر ان کی ہندستان آنے کی خبر کی تصدیق کیجیے۔ میرا خط آقای اسداللہی کو مشہد آپ نے بھیج دیا ہوگا۔ وہ شعبۂ عربی میں ہیں ان کا پتا آپ کو بھیج چکا ہوں۔ دکتر مہدی محقق صاحب کا خط ایک سادہ لفافہ میں رکھ کر بند کر کے انھیں دے دیجیے۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسّلام، مختار الدین احمد

۴؍دسمبر۱۹۹۴ء

مکرّمی جناب دکترمختارالدین احمد صاحب زیدعزّہ   سلام مسنون

آپ کا ۴/۱۱/۹۴ کا مرقومہ وصول ہوئے کوئی ایک ہفتہ عشرہ گذر چکا ہے، میں دراصل اِس بات کا منتظر تھا کہ دکترمحقق سے ملاقات ہوتو صلاح الدین المنجد کا پتا پوچھوں، آپ کا اُن کے نام خط تو اُن کی میز پر پہلے دن ہی رکھ دیا تھا جو انھوں نے اسی دن اٹھا بھی لیا تھا، مگر بالمشافہہ ملاقات نہیں ہو پا رہی ہے۔ اب آپ کے خط کا جواب زیادہ دیر تک مؤخر نہیں کر سکتا تھا۔ جب کہ میرا سابقہ خط بھی آپ کو نہیں ملا اور آپ نے تشویش کا اظہار کیا ہے۔ مجھے حیرت اور افسوس ہے کہ وہ خط کیوں راستے میں گم ہو گیا۔ البتہ ایک وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ یہ کہ اُن دنوں ہندوستان میں شیوع طاعون کی خبر تھی اور ایرانی محکمۂ ڈاک ہندوستان کے لیے پیکٹ/ پارسل وصول نہیں کر رہا تھا کیونکہ ایسی ساری ڈاک براستہ پاکستان، ہندوستان جاتی ہے اور پاکستان نے ہر طرح کا رابطہ ہندوستان سے منقطع کیا ہوا تھا۔ ممکن ہے ہمارا وہ خط بھی طاعون کی نذر ہو گیا ہو۔ گو میرے پاس اُس خط کی کوئی نقل تو محفوظ نہیں لیکن بعض مندرجات حافظے میں رہ گئے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ اشرف علی فغان کے سلسلے میں آپ کے بھیجے ہوئے تمام زیراکس مل گئے تھے اور آپ کے اِس کرم پر شکر گزار ہوں۔ البتہ امراللہ الہ آبادی کے تذکرہ مرتبہ قاضی عبدالودود مطبوعہ ''معاصر'' پٹنہ کا جلد/ شمارہ/ سالِ طباعت درکار ہے۔ ایک دن آپ کو خاص اِس مقصد کے لیے فون بھی کیا مگر نہ ملا۔ پھر محترم دکتر نذیر احمد صاحب کو فون کر کے آپ کے نام پیغام لکھوا دیا تھا۔

۲۔ تذکرہ انیس الاحبا مؤلفہ موہن لعل انیس کا ایک خطی نسخہ علی گڑھ میں ہے اور اطہر عباس مرحوم کی فہرست میں بھی اس کا ذکر ہوا ہے۔ مجھے اس کی فلم درکار ہے۔ یہ بھی پچھلے خط میں طلب کی تھی۔

۳۔ آپ نے ''کلفون'' [کلوفون] کا مترادف پوچھا تھا۔ ایران میں اب ایک فہرست نویس اس کے لیے اصطلاح ''پایانہ'' استعمال کر رہے ہیں۔

اپنے ایک سابقہ خط میں مَیں نے آغا حسن امانت پر منابع و مصادر کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ نے اس کا جواب بھی دیا تھا۔ میں نے حسبِ ذیل مصادر کی مدد سے مقالہ لکھ تو لیا ہے لیکن مطمئن نہیں ہوں اور اچھے اور دستِ اوّل مصادر کی تلاش میں ہوں، اگر حسبِ ذیل مصادر کے علاوہ آپ کی دسترس میں دیگر منابع ہوں تو زیروکس عطا فرمایے۔

۱۔ خوش معرکہ زیبا، ۲۔ اُردو دائرۃ معارف اسلامیہ، ۳۔ اُردو ڈراما کا اِرتقا، ۴۔ داستان تاریخ اُردو

حبیب اللہ وزیرآبادی کے رسالے کا ذکر آپ نے دکتر حسن عباس صاحب کے نام خط میں کیا تھا اور اس کے مشخصات انھوں نے مجھے بھی لکھوا دیے تھے۔ اور جبھی ہم نے دستیاب فہرستوں پر ایک نظر ڈالی تھی مگر کچھ اَتا پتا نہ ملا۔ یہ رسالہ میرے لیے اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ مصنف کا مکان [وزیرآباد] ہمارے وطن [گجرات/ پنجاب] سے محض آٹھ دس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ جلد از جلد اسے شائع فرما دیں تاکہ ہم سب لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

دکتر احمد حسینی کا سفرِ ہند منسوخ ہو گیا ہے۔

جن دنوں یہ خط آپ کو ملے گا علی گڑھ میں انجمن استادان فارسی کے زیرِ اہتمام سیمینار ہو رہا ہو گا یا ہو چکا ہو گا۔ حسنِ اتفاق سے

ہمارے دفتر ہی سے ایک محقق [آقاے سرکاراتی] اس میں شریک ہو رہے ہیں۔ گھر پر کتاب آرایی در تمدن اسلامی کا جو ذاتی نسخہ رکھا تھا وہ اٹھا کر دفتر لے گیا تا کہ ان کے ہاتھ آپ کے لیے بھجوا دوں۔ مگر ایسا نہ ہو سکا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ موصوف تبریز سے تہران آتے ہیں (ہفتے میں تین دن کے لیے، تبریز سے تہران کوئی ہزار میل کے فاصلے پر ہوگا) اور وہ پچھلے ایک ہفتے سے رخصت پر ہیں اور وہیں سے علی گڑھ روانہ ہو جائیں گے۔ تہران سے کچھ اور لوگ بھی علی گڑھ جا رہے ہیں لیکن اُن سے یہ بھاری کتاب اٹھوانے کی ہمت نہیں ہو رہی۔

ہاں ایک اور اہم بات جو سابقہ خط میں لکھی تھی، یہ تھی کہ یہاں کے دائرۃ المعارف کے لیے اگر آپ وقت نکال کر ہندوستانی رجال یا ادب پر مقالات عنایت فرمائیں تو اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو آپ کے افادات وتحقیقات سے ایرانی مستفید ہوں گے، دوسرا اس کا جو حق التألیف آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا اس سے آپ اپنی مطلوبہ اور پسندیدہ ایرانی مطبوعات خرید سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کو ادارے کی طرف سے ایک رسمی خط بھی بھجوایا گیا اور میر ببر علی انیس اور انشاء اللہ خان انشا پر مقالہ لکھنے کی دعوت دی گئی تھی۔ غالباً وہ خط بھی طاعون کی لپیٹ میں آ گیا۔ اگر آپ یہ دونوں مقالات ہمیں بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گے۔

اسلام آباد کا فکر ونظر آپ کے ہاں پہنچتا ہوگا۔ اس کے تازہ شمارے میں میرا ایک مضمون شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تازہ دریافت ہونے والی کتاب فتوحات المکیہ وفیوضات المدنیہ پر ہے۔ یہ بہت اہم کتاب ہے۔ اس میں عرب اور ہند کے مشائخ وعلما کی تصانیف کے اقتباسات ہیں یا بعض رسائل کے مکمل متن نقل کر دیے گئے ہیں۔

دکتر وحید قریشی کے ادارے سے شائع ہونے والے مجلے اقبالیات اور اقبال یہاں نہیں آتے۔ نہ ہی اُن کے ادارے اقبال اکادمی کی تازہ مطبوعات سے باخبر ہوں۔ ثلاثہ غسالہ کے بارے میں کچھ خبر نہیں کہ کب شائع ہو؟ اس کتاب کے نہ چھپنے سے میری پریشانی سے آپ آگاہ ہیں۔

فواد سزگین فرانکفرت سے جو مخطوطات شائع کر رہے ہیں کیا وہ تمام سلسلہ ہندوستانی کتب خانوں میں محفوظ ہو گیا ہے؟ تاریخ علوم کے سلسلے میں وہ بہت اہم متون ہیں۔ افسوس کہ ہمارے ملکوں میں ایسا کوئی سلسلہ شروع نہیں ہوا۔ ہم نے گذشتہ سال حکیم محمد سعید صاحب کو اس جانب متوجہ کیا تھا۔ کراچی میں ایک نشست دکتر نبی بخش بلوچ، پروفیسر محمد اقبال مجددی اور راقم سطور نے اُن سے رکھی اور تحریری طور پر پچاس مخطوطات کی عکسی اشاعت کا منصوبہ پیش کیا، حکیم صاحب نے وعدہ کیا مگر ایک سال گذر چکا ہے، اس تجویز کا جواب نہیں دیا۔ کیا ہندوستان میں ہمدرد یا کوئی اور ادارہ [خدا بخش کتب خانہ] اس کام کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ تجویز بیدار صاحب کو بھی دی تھی کہ اپنے جرنل میں ہی مخطوطات کے عکس شائع کرتے رہیں۔ وہ بھی متوجہ نہیں ہوئے۔ والسّلام

عارف نوشاہی

تہران

(۵۱)

۲۵ر دسمبر ۱۹۹۴ء

مکرمی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۴ دسمبر یہاں ۲۱/ کو پہنچا۔ ۲۸ ستمبر کا گم شدہ خط جس کے ساتھ آقای عالم زادہ کا رقعہ بھی تھا پھرتا پھراتا دسمبر میں کسی تاریخ کو ملا۔ پہلے اسی خط کو لیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ میرا پچھلا خط بھی آپ کو مل گیا اور ۱۸ ستمبر کا تحریر کردہ

خدا بھی، جس کے ساتھ فغاں کے حالات و اشعار کی عکسی نقلیں تھیں۔ خوشی ہوئی کہ یہ تحریر آپ کو وقت پر مل گئیں، خدا کرے مفید ثابت ہوئی ہوں۔ مقالے کی طباعت میں تو ابھی دیر ہوگی، اگر کمپوزنگ کے لیے چلا نہیں گیا ہے۔ تو اس کی عکسی نقل بھیج دیجیے، ممکن ہے کوئی کام کی بات یاد آ جائے جو آپ کے لیے مفید ہو۔

میر امن اور انشا پر مقالے لکھوں گا لیکن تین ماہ کے بعد، لیکن کسی وجہ سے بہت عجلت ہو تو بلا تکلف لکھیے۔ حرف ''الف'' کے جن اعلام پر مقالے لکھے جائیں گے کسی طرح ان کی فہرست بھیج دیجیے۔ جن اصحاب کے ذمّے عنوانات کر دیے ہیں ان کے بھیجنے کی ضرورت نہیں، جن پر اب تک کسی کے لکھنے کا وعدہ نہیں کیا ہے ان کے عنوانات مطلوب ہیں، فارسی موضوعات کے بھی، عربی کے خاص طور پر۔ اسامۃ بن منقذ الشیزری (م ۴۸۰ھ) پر مقالہ فوراً بھیج سکتا ہوں۔

ماٰخذ کے سرورق کے عکس کی طلبی تو تکلف محض ہے۔

دکتر اطہر عباس رضوی مرحوم کی وفات کی خبر آپ کے خط سے معلوم ہوئی بہت افسوس ہوا۔ میرے دوستوں میں تھے۔ خدا مغفرت کرے۔ اگر ان پر وہاں کچھ چھپے تو اس کی نقل بھیجیے گا۔

انیس الاحباء کا نسخہ آپ کو خوب ملا، اسے ضرور مرتب کیجیے۔ کچھ یاد آتا ہے کہ کسی صاحب نے ڈگری کے لیے اسے یہاں ہندوستان میں مرتّب کیا ہے، لیکن یہاں اساتذۂ فارسی کی کانفرنس کے بعض مندوبین سے پوچھا تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ بہرحال اگر میرا حافظہ صحیح کام کر بھی رہا ہے جب بھی تردّد کی ضرورت نہیں۔ آپ اس کام کو بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔
اس کی فلم/عکس کے لیے آپ دکتر نذیر احمد صاحب یا دکتر انصار اللہ صاحب کو لکھیے وہ لوگ عکس جلد بنوا سکیں گے۔ اجرت آپ کی طرف سے میں ادا کر دوں گا۔ مہتمم کتب خانہ سے بوجوہ میرے روابط نہیں رہے۔ اور خیال ہے کہ وہ بہت تاخیر سے کام کریں گے اور مجھے ان سے مزید شکایت ہوگی۔ کچھ خیال آتا ہے کہ اس کا ایک نسخہ بنارس میں بھی ہے، وہاں ایک دوست ہیں انھیں لکھوں گا۔

اساتذۂ فارسی کے جلسے میں دکتر کلیم سہسرامی آئے ہوئے تھے۔ ۲۱ [دسمبر] کو میں نے انھیں کھانے پر بلایا تھا اور انصار اللہ صاحب بھی مدعو تھے۔ اس وقت آپ کا مکتوب ۴/۱۲ ملا، بعض حصے پڑھ کر انھیں سنائے کہ آپ کیسے کیسے مفید کام کر رہے ہیں۔ انیس الاحباء کے بارے میں انصار اللہ صاحب کو بھی کچھ علم نہیں، وہ مجھ سے آپ کا پتا لے گئے ہیں۔ وہ آپ کے پرانے دوستوں میں ہیں یقین ہے وہ عکس کا کام آسانی سے کرا لیں گے۔ انھیں فوراً لکھیے اور مجھے بھی مطلع کیجیے۔ کلیم سہسرامی انھی کے یہاں مقیم تھے اب دو تین دن ہوئے وہ غالب انسٹیٹیوٹ کے جلسے میں شرکت کے لیے دہلی گئے۔

امانت لکھنوی، بعد کے لوگوں میں ہیں ان کے سلسلے میں میرے پاس ایسے مصادر نہیں جو آپ کے لیے مفید ہوں ان پر ایک صاحب نے ڈاکٹریٹ لی ہے اور کتاب معلوم ہوا ہے کہ چھپ بھی گئی ہے۔ لیکن لکھنؤ میں بھی نہیں ملتی۔ پرسوں ترسوں ایک اور صاحب کو لکھا ہے کہ اگر آپ کے کتب خانے میں ہو تو کم از کم اس سے سوانح حیات کے صفحات کی عکسی نقل بھیج دیں۔

دکتر احمد حسینی سے رابطہ قائم رکھیے اور پروفیسر محمود اسد اللّٰھی سے رابطہ قائم کیجیے۔ ان کا پتا میں نے آپ کو لکھا تھا وہ مشہد یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں ہیں، شعبے کا نام [کذا فی الاصل] اسی پتے پر میرا خط اپنے نوٹ کے ساتھ بھیج دیجیے کہ یہ خط ایک بار مشہد جا کر واپس آ گیا ہے احمد حسینی بھی ان سے واقف ہوں گے۔

اب آپ کا دوسرا خط مورخہ ۴/۱۲ لیتا ہوں۔

ا۔ ڈکٹر محقق سے ڈکٹر المنجد کا حال پوچھیے اور ان کا پتا لکھیے۔ عربی کے کسی اور فاضل سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔ وہ کئی سال ہوئے بیروت چھوڑ کر جدّہ آ گئے ہیں جہاں حکومت کے کسی ایسے ادارے سے متعلق ہو گئے ہیں جو سلفی عقائد کی دینی کتابیں چھاپتا ہے۔ وہ خود تو شاید اس عقیدے کے نہیں لیکن نوکری چاکری میں سب کچھ کرنا ہوتا ہے۔ وہ بہت اعلیٰ درجے کے محقق ہیں، بیسیوں عربی کے متون انھوں نے مرتّب کیے ہیں اور اپنے دار الاشاعت مکتبہ الجدید بیروت سے بہت اہتمام سے شائع کیے ہیں۔ تاریخ ابن عساکر کی پہلی دونوں جلدیں انھی کی مرتّب کردہ ہیں جنھیں المجمع العلمی العربی دمشق نے شائع کیا ہیں اور اب مفقود ہیں بازار میں۔ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں اور میرے استاد علامہ عبد العزیز میمن مرحوم سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ ہمارے شعبۂ عربی کے ایک طالب علم نے ان پر ایک مقالہ لکھا ہے۔

۲۔ مسرت افزا، ''معاصر'' میں قسط وار چھپا ہے اس رسالے کے اکثر شماروں پر تاریخ طباعت درج نہیں، نمبر لکھا ہوتا ہے۔ یہ برسوں چھپتا رہا۔ آپ اس کا حوالہ دیں تو بہر کیف ''بدون تاریخ'' لکھ دیں۔ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ فغاں کے حالات کے لیے اس کے اُردو ترجمے کا حوالہ دیں، یا فارسی کے ساتھ اس کا بھی حوالہ دے دیں۔

تذکرۂ مسرت افزا اُردو ترجمہ از ڈاکٹر مجیب قریشی ص ۱۷۲ تا ص ۱۷۴ (صدر شعبۂ اُردو فارسی سینٹ اسٹیفن کالج دہلی) شائع کردہ علم مجلسی کتب خانہ ۱۷۲ کلاں محل دہلی ۱۹۶۸ء۔ دو تذکرے (عشق و شورش) پٹنہ میں چھپا ہے۔ تاریخ طباعت میرے نسخہ پر درج نہیں۔

حبیب اللہ وزیر آبادی مصنف رسالۂ گل کاری کے بارے میں ایران میں نہیں پاکستان میں کچھ لوگوں سے پوچھیے، شاید کچھ پتا چل جائے۔

آقای سرکاراتی کے پاس میں نے کلیم سہسرامی صاحب کو بھیجا تھا انھوں نے کہا کہ آقای عارف نوشاہی نے میرے ذریعہ ایک کتاب بھیجنے کا ذکر ضرور کیا تھا۔ لیکن وہ کتاب دے نہیں گئے۔ اب آپ سے صورت حال معلوم ہوئی۔ خیر کوئی اور ذریعہ سہی۔

فکر و نظر (اسلام آباد) کبھی کبھی آ جاتا ہے۔ جس پابندی سے آپ بھیجتے تھے اس کی توقع اب نہیں کرنی چاہیے۔ زیر طبع شمارہ آیا تو آپ کا مضمون شیخ محدث کی کتاب پر پڑھوں گا۔ یہ کتاب آپ نے خوب تلاش کی، احتیاط آف پرنٹ بھیج دیجیے گا۔

فواد سزگین کے شائع کردہ عکوس یہاں تو نہیں آئے، کسی کو دلچسپی نہیں نہ اب یہاں ایسے لوگ ہیں جو ان کی اہمیت کے واقف ہوں۔ کتب خانۂ خدا بخش میں بھی یہ مصورات آئے یا نہیں؟ معلوم نہیں۔ حکیم محمد سعید صاحب آپ کی تجویز سے اتفاق کر لیں تو خوب ہو۔ بیدار صاحب دوسرے کاموں میں مصروف ہیں پھر بھی انھیں لکھیے اور اگر ممکن ہو تو تیار کردہ فہرست کی نقل مجھے بھیج دیجیے، کوشش کروں گا کہ اہم ترین مخطوطات کے عکس کہیں نہ کہیں [سے] آ جائیں۔

آقای مہدی محقق کو المجمع العلمی الھندی کی عضویت کی سند آپ کے ذریعے بھیجی تھی، ان کی طرف سے کوئی رسید نہیں آئی۔ انھیں اپنی مطبوعات بھیجنے کو لکھنا تھا۔

دکتر سیّد حسن عباس صاحب کو سلام کہیے اور ان کے نام کا خط انھیں اور عالم زادہ (نام پڑھا نہیں گیا) کا خط عالم زادہ کو دے دیجیے۔

ذرا آقای احمد حسینی سے پوچھیے، ان کے ساتھ یہاں پی ایچ ڈی کرنے ان کے ایک دوست تبریز یا اصفہان سے آئے

تھے۔ بڑے لائق اور نیک آدمی، ان کا احوال اور پتا ان سے پوچھ کر لکھیے۔ وہ شاید کسی اہم عہدے پر نہیں رہے، اصفہان میں غالباً معلم تھے، اب تو متقاعد ہو گئے ہوں گے۔

ایران کے علمی کوائف اور اپنے حالات سے مطلع کرتے رہیے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

[پس نوشت] ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بخیر ہیں۔ آپ کے لیے مضمون لکھنے میں مصروف ہیں۔ اصل مسودہ ان کے مقالے کا گم ہے اور جس کتاب سے وہ مدد لے رہے ہیں وہ کوئی صاحب لے گئے ہیں جو واپس نہیں آئی۔ بہت متردّد تھے لیکن بہر حال وہ مضمون مکمل کر کے جلد بھیج دیں گے۔

مختار الدین احمد

(۵۲)

۲/ جنوری ۱۹۹۵ء

حضرت مکرّم سلام مسنون

گذشتہ دو ماہ میں آپ کی طرف سے جو مکتوب اور مراسلے بھیجے گئے اُن سب کی رسید اور تفصیلی جواب تہران سے دے چکا ہوں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے خطوط آپ تک پہنچ نہیں پا رہے۔

یہ خط ایک صاحب کے ہاتھ، جو لکھنؤ جا رہے ہیں، بھجوا رہا ہوں تا کہ آپ کو اطمینان ہو کہ آپ کی بھیجی ہوئی سب چیزیں مجھے مل چکی ہیں۔

عارف نوشاہی تہران

(۵۳)

۲۶/ جنوری ۱۹۹۵ء

محترم و مکرّم جناب دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ کا ۲۵ دسمبر کا مرقومہ حسنِ اتفاق سے ان دنوں ملا جب دکتر شریف حسین قاسمی تہران میں تشریف رکھتے تھے اور یہ چند سطور عجلت میں لکھ کر انھی کے ہاتھ بھجوا رہا ہوں۔ کوشش کرتا ہوں آپ کی تمام باتوں کا اختصار کے ساتھ جواب لکھ دوں۔

۱۔ میر امن اور انشا پر مقالے آپ فرصت میں لکھیں گے۔ عالم زادہ کا خط وہاں پہنچا دیا ہے۔

۲۔ اسامہ بن منقذ کے بارے میں خط بعد میں پوچھ کر لکھوں گا۔

۳۔ انیس الاحبا کے لیے ظل الرحمان صاحب کو لکھا ہے۔

۴۔ امانت لکھنوی پر چونکہ نئے مصادر نہیں ملے لہٰذا دستیاب مصادر کی روشنی میں ہی مقالہ لکھ دوں گا۔ البتہ اگر اُن پر لکھنؤ سے جو کتاب شائع ہوئی ہے اگر وہ کسی طرح مل جائے تو اچھا رہے گا۔ یا کم از کم اس کے کوائف ہی مل جائیں تا کہ مقالے میں ذکر کر دوں۔

۵۔ دکتر احمد حسینی سے اس ہفتے دو بار ملاقات ہوئی۔ وہ سلام پہنچاتے ہیں اور اظہارِ ارادت کرتے ہیں۔

۶۔ دکتر محقق ملے ہیں۔ المنجد کا پتا انھیں معلوم نہیں تھا۔ دکتر محقق اب تین ماہ کے لیے ملائیشیا جا رہے ہیں۔

۷۔اتفاق سے آقای سرکاراتی دہلی جانے سے پہلے تہران آگئے تھے اور میں کتاب آرایی در تمدن اسلامی کا اپنا ذاتی نسخہ ان کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ نسخہ علی گڑھ لے جایئے مگر انھوں نے صاف انکار کر دیا اور بتایا کہ میرے پاس پہلے ہی سے کافی سامان ہے۔ یہی معاملہ دکتر قاسمی صاحب کے ہاتھ کتاب بھجوانے کے وقت درپیش ہوا۔ میں نے بغیر کتاب دکھائے ان سے پوچھا کہ کیا آپ تین کلووزن کی ایک کتاب لے جائیں گے۔ انھوں نے بھی اپنا سامان زیادہ ہونے کے باعث معذرت کر لی ہے۔ اور واقعی صورتِ حال یہی ہے کہ مسافر کتاب کا حجم اور وزن دیکھ کر اس کو ہاتھ نہیں لگاتا۔

۸۔شیخ عبدالحق محدث پر اپنا مقالہ بھیج رہا ہوں۔

۹۔دکتر محقق کو میں نے آپ کی بھیجی ہوئی سب چیزیں پہنچادی تھیں مگر وہ مصروفیات کے باعث آپ کو رسید نہیں دے سکے۔

۱۰۔دکتر حسینی کے ساتھ ایک صاحب آقای متینی ڈاکٹریٹ کرنے آئے تھے، غالباً آپ ان کا پوچھ رہے ہیں، وہ یہاں ایک علمی ادارے میں مصروف ہیں۔

۱۱۔دکتر نذیر احمد صاحب نے مقالہ بھیجنے میں بہت دیر کر دی ہے۔ یہاں ہمیں بہت تشویش ہے کیونکہ دائرۃ المعارف کی متعلقہ جلد کی طباعت اُس مقالے کی وجہ سے رُکی ہوئی ہے۔

انشاءاللہ کوشش کروں گا بعد میں ایران کے علمی کوائف کے بارے میں بھی ایک خط لکھوں۔

حسن عباس صاحب مارچ کے آخری ہفتے میں ہندوستان واپس چلے جائیں گے۔ ان کے لیے کوئی جگہ نکالیں، بہت کام کے آدمی ہیں۔

عارف نوشاہی

(۵۴)

۱۹/جنوری ۱۹۹۵ء

مکرمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کا خط نہیں آیا، مصروفیات کی وجہ سے موقع نہیں ملا ہوگا خط لکھنے کا۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صاحب تہران تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ ہندستان کے بہت مشہور اسکالر ہیں اور بہت اچھے انسان۔ یقین ہے آپ ان سے مل کر بہت خوش ہوں گے۔

انھوں نے از راہ کرم وعدہ فرمایا ہے کہ میرے لیے وہ کتاب لے آئیں گے جو آپ نے محفوظ رکھی ہے اور جسے آپ تبریز کے پروفیسر کے ہاتھ نہیں بھیج سکے تھے۔ باوجود اس بات کے کہ قاسمی صاحب چونکہ استاد ہیں اور محقق، اس لیے اپنے لیے بہت سی کتابیں ساتھ لائیں گے لیکن وہ پھر بھی میرے لیے ایک ضخیم کتاب لانے کو تیار ہیں۔ کتاب ان کی روانگی سے کئی دن پہلے ان کے ہوٹل پہنچا دیجیے گا تا کہ وہ حفاظت سے رکھ لیں۔

دکتر سیّد حسن عباس صاحب کو سلام کہیے، ان کے بھیجے ہوئے کتابچے ملتے رہتے ہیں۔ شکریہ ادا کر دیجیے میری طرف سے۔ آقای محیط طباطبائی والی کتاب کہیے کہ ڈاک سے بھیج دیں اور اس کے ساتھ ان کی دوسری تحریرات نظم ونثر بھی۔ ڈاکٹر قاسمی صاحب کو زحمت دینا مناسب نہیں۔

قاسمی صاحب تو حکومت کے مہمان ہوں گے لیکن موقع نکال کر آپ لوگ انھیں اپنے یہاں مدعو ضرور کریں۔ ان سے گفتگو کر کے آپ لوگ مسرور ہوں گے۔

سیّد حسن عباس صاحب اپنے کوائف سے انھیں مطلع کریں، یہ مناسب مشورے دے سکیں گے۔

قاسمی صاحب اگر پہلی مرتبہ ایران جا رہے ہوں تو انھیں سیر بھی کرائیے اور کتب خانے بھی دکھائیے۔ یہ کچھ کتابیں بھی خریدیں گے، انھیں ایسے کتاب فروش سے ملائیے جو نسبتہً ارزاں کتابیں دیتا ہو۔

آپ دونوں اصحاب خط لکھ کر انھیں دے سکتے ہیں۔

امید ہے آپ احباب بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۵)

۱۲ر فروری ۱۹۹۵ء

مکرّمی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۲۶ جنوری مجھے ۹ فروری کو ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے مختصر طور پر سہی، ساری باتوں کا جواب دے دیا۔ آپ کے اور ڈاکٹر سیّد حسن عباس کے نام کے خطوط جن صاحب کو دہلی جا کر ڈاکٹر شریف حسین قاسمی صاحب کو دینا تھا وہ مجھ سے ملے بغیر دہلی چلے گئے، جو خط آپ لوگوں کو لکھے تھے وہ اب بھیج رہا ہوں، اگر یہ مختصر طور پر ضروری امور پر مشتمل ہوائی خط میں نے بھیج دیا تھا۔ جو قاسمی صاحب کی موجودگی میں آپ لوگوں کو مل گیا۔

ان کا عذر معقول ہے اس لیے کہ ان کی مشکلات کو میں سمجھ سکتا ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا یہ ضخیم، لیکن میرے لیے، بہت اہم اور قیمتی معلومات پر مشتمل کتاب، آپ اب کس طرح بھیج سکیں گے۔ ۵ جولائی کو عمان کے جلسے میں شرکت کا ارادہ ہے، آقای مہدی محقق بھی ضرور شریک ہوں گے اگر وہ اپنے ساتھ عمان لے آئیں تو کتاب میرے ساتھ علی گڑھ آ سکتی ہے۔ چونکہ وہ کتابوں سے لدے پھندے نہیں ہوں گے اس لیے وہ لا سکتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں وہ ملیشیا سے براہ راست عمان پہنچیں گے یا ایران واپس آ کر وہاں جائیں گے۔ سیّد حسن عباس صاحب مارچ میں ہندوستان آ رہے ہیں لیکن وہ تو اپنا جمع کردہ سارا ذخیرۂ کتب ساتھ لائیں گے اس لیے انھیں زحمت دینا مناسب نہیں سمجھتا، ہاں اگر وہ اپنی کتابیں کسی ذریعے سے پہلے بھیج رہے ہوں تو اور بات ہے۔

آپ کے خطوط انصار اللہ صاحب اور ظل الرحمٰن صاحب کو بھجوا دیے تھے۔

امانت والی کتاب کے لیے پان سات خطوط مختلف اصحاب کو لکھ چکا ہوں، یہ کتاب چھپ کر ایسی چھپ گئی ہے کہ اس کا حصول مشکل ہو رہا ہے۔ میں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ لکھنو کی کسی لائبریری میں بھی ہو تو نکلوا کر کم از کم پہلے باب کا، جو حالات زندگی پر ہوگا، عکس بنوا کر بھیج دیں، لیکن آج تک اس کے وجود کی بشارت کسی نے نہیں سنائی۔ بدرجۂ مجبوری یہی کیجیے کہ جو کچھ مواد مل جائے اس پر قناعت کیجیے۔

پروفیسر احمد حسینی سے ڈاکٹر متینی کا مکمل پتا معلوم کر کے لکھیے اور یہ اطلاع بھی دیجیے کہ وہ کس محکمے میں ہیں اور کیا کام

کرر ہے ہیں۔ ان کے خطوط تبریز سے آتے تھے اگر وہ تہران میں ہیں تو کسی دن موقع نکال کر ان سے ملیے۔ آپ خوش ہوں گے۔ بہت بھلے اور نیک آدمی ہیں۔ خدا کرے جہاں رہیں خوش رہیں۔ حسینی صاحب سے آقائی محمود اسد اللہی (مشہد) کا بھی پتا معلوم ہو جائے تو میرا خط، اگر محفوظ ہو، بھیج دیجیے اپنے نوٹ کے ساتھ۔ مجھے یہ اطلاع خاص طور پر مطلوب ہے کہ انھوں نے کتاب المقفی للمقریزی شائع کرائی یا نہیں۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد کو میں نے مسودہ بلکہ مبیضہ دکھایا تھا ان لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ شائع کرنا چاہتے ہیں لیکن اب ان کے مالی وسائل بہت محدود ہو گئے ہیں۔

شیخ عبدالحق دہلوی پر آپ کے مضمون کا آف پرنٹ دیکھا،[1] بہت مفید مضمون ہے۔ آپ نے مشمولات کا بہت اچھا جائزہ پیش کیا ہے، فکر و نظر میں مضمون لکھتے رہیے، اچھا رسالہ ہے اور خوبصورت چھپتا ہے، میرے پاس اس ادارے کا عربی رسالہ آتا ہے دکتر ظفر اسحاق انصاری صاحب کو لکھوں گا کہ فکر و نظر بھیجیں۔

خط لکھتے رہیے، ایران کے علمی کوائف سے باخبر رکھیے۔

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۶)

۲۵ر فروری ۱۹۹۵ء

مکرّمی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

گرامی نامہ مورخہ ۲۶ جنوری کا جواب ۱۳ فروری کو دے چکا ہوں، ملا ہوگا۔ آج دائرۃ المعارف کے بخش ادبیات عرب کے ناظم جن کا دستخط پڑھا نہیں گیا، خط موصول ہوا اور اس کے ساتھ مآخذ کے عکوس کا ضخیم پیکٹ۔ خط میں آپ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اسامۃ بن منقذ پر آپ نے تحقیق کی ہے۔ دائرۃ المعارف کے لیے مضمون لکھیے اور یہ جلدے میں شریک اشاعت ہوگا جو مارچ/اپریل میں چھپ جائے گا۔

بھئی یہ وقت تو بہت کم ہیں [ہے]، عید کے بعد، سارے کاموں کو چھوڑ کر مضمون کی تکمیل میں لگ بھی جاؤں تو ایک مہینہ سے کم میں کام کس طرح ختم ہو سکے گا۔ مارچ کے آخر یا اپریل کے پہلے ہفتے ہی میں بھیج سکوں گا۔ کوشش کروں گا کہ اس سے پہلے بھیج سکوں۔ ان صاحبان کو تو لکھنا مناسب نہیں، لیکن آپ کو اطلاع دینی ضروری سمجھا۔ اگر بہت عجلت ہو تو لکھیے تا کہ کوشش اور تیز کر دوں۔

آپ کے دفتر نے مآخذ کی جو فہرست بنائی ہے وہ بڑی دیدہ ریزی کا کام ہے اور جس توجہ سے ان اصحاب نے مآخذ کے عکس بنوا کر سیکڑوں روپے محصول ادا کر کے یہ پیکٹ بھیجا ہے اس سے بہت متاثر ہوا۔ یہ دوسری بات ہے کہ دو چار کتابوں کے علاوہ (جن میں اسامہ کے بارے میں کوئی اہم اطلاع نہیں ملتی) ساری کتابیں میرے پیش نظر ہیں، لیکن یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ بار بار مجھے لائبریری جانا نہیں ہوگا۔ پھر یہ کہ جن کتابوں میں معمولی سا بھی ذکر اسامہ کا ہے ان کا بھی عکس آ گیا ہے اس لیے مضمون میں اضافہ آسان ہو جائے گا۔ بہرحال یہ باتیں آپ کو لکھ رہا ہوں اُن لوگوں کے علم میں لانے کی ضرورت نہیں، ورنہ جس محنت و توجہ سے انھوں نے معلومات جمع کیے ہیں ان کی بے قدری متصوّر ہوگی۔

میری خواہش ہے کہ مضمون کا فارسی ترجمہ آپ ہی کریں، اُردو میں لکھوں گا تو ان کے پاس آپ کے سوا کوئی معقول آدمی بھی شاید نہ ہوگا، ہاں عربی میں بھیجوں گا تو وہ کسی اور سے بھی ممکن ہے ترجمہ کرائیں۔ آپ عربی سے تو واقف ہیں، آپ کو عربی سے ترجمہ کرنے میں بھی غالباً دقت نہیں ہوگی۔

انھوں نے صفحات یا الفاظ کی تحدید نہیں کی ہے، یہ اچھا کیا ہے اس لیے کہ مضمون طویل ہوگا پھر بھی واپسی ڈاک سے جواب دیجیے کہ زیادہ سے زیادہ کتنے صفحات کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

اسامہ پر میری مختصر تحریر تو آپ نے اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ ۲/۵۳۳ میں دیکھی ہوگی۔ پروفیسر محمد شفیع مرحوم نے کراتشقوفسکی کا مضمون جو E.Isl (انگریزی) میں چھپا تھا میرے پاس ترمیم و اضافے کے لیے بھیجا تھا۔ اتنے بڑے اسکالر کے میں اضافہ آسان نہیں تھا لیکن میں نے اہم معلومات کا اضافہ کیا۔ یہ کھڑے بریکٹ میں ہیں۔ اس کے بعد مجھے المقریزی کی ایک کتاب کا پتا چلا جس میں اسامہ کا تفصیلی ترجمہ ہے، مخطوطہ تو ترکی میں ہے اس کا عکس سعودی عربیہ میں ہے۔ وہاں سے ایک عزیز نے اسامہ کے ترجمے کا عکس بھیجا ہے اس کا علم آپ کے ادارے کے ذمہ داروں کو نہ ہوسکا ورنہ وہ اس کا عکس بھی ضرور بھیجتے۔ اس میں اسامہ کی بعض ایسی تصانیف کا ذکر ہے جو دوسرے مصادر میں نہیں۔ یہ کتابیں اب فنا ہیں اس لیے ان کی اہمیت اور زیادہ ہے۔

آپ کا خط میں نے حکیم ظل الرحمٰن صاحب کو بھیج دیا تھا ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی تو میں نے دکتر نذیر احمد صاحب سے بات کی وہ لائبریرین سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ میں نے از راہ احتیاط ظل الرحمٰن کو ٹیلی فون کی تو انھوں نے بتایا کہ انھوں نے لائبریرین سے تو بوجوہ بات نہیں کی لیکن ایک بہت ذمّہ دار آدمی کے سپرد یہ کام کیا ہے اور یہ کام ہوجائے گا۔

ٹیلیفون کے بعد پھر ان سے ملاقات ہوئی۔ حکیم صاحب ۷ اپریل کو تہران پہنچ رہے ہیں وہ مائکروفلم اپنے ساتھ لیتے جائیں گے۔ ویسے میں نے اشارۃً انھیں کہا کہ آپ کو اس کتاب کے فلم کی جلد ضرورت ہے اس لیے جلد بنوا دیجے کوئی مناسب آدمی نہیں ملا تو پارسل کے ذریعے بھیج دی جائے گی۔

حزیں کے رقعات کا ایک چھوٹا سا مجموعہ یہاں ہے، حکیم صاحب کے ذریعے میں اس کی فلم بدرجۂ مجبوری بنوا رہا ہوں اس لیے کہ یہاں ان کی تکبیر میں بڑی زحمت ہوتی ہے اور عکس بڑا خراب بنتا ہے۔ میں یہ فلم بھی آپ کو بھجواؤں گا آپ اپنے لیے اپنی فلم انلارج (تکبیر) کرائیں تو اس کا بھی انلارج کرا دیں وہاں، یہاں سے تو یقیناً بہتر بنے گا، یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو زحمت ہوگی۔

امانت والی کتاب اب تک نہیں ملی۔ خمخانۂ جاوید آپ کے پیش نظر ضرور ہوگی۔ میرے پاس ج (۱) نہیں لائبریری میں ہوگی ضرورت ہو تو اس کا عکس بھیج دوں۔

حزیں کے خطوط کا کوئی مجموعہ وہاں ہو تو دیکھیے گا کہ اشرف علی خاں گستاخ رام پوری کے نام کے خطوط اس میں ہیں یا نہیں؟

آج دکتر نذیر احمد صاحب تشریف لائے تھے۔ ریحانہ ۲۰ کو نہیں جاسکیں ۲۴ کو گئی ہوں گی۔ انھوں نے ''جو کچھ'' میں نے سیّد حسن عباس صاحب کے لیے بھیجا تھا اور انھوں نے رکھ لیا تھا اب بوجوہ ڈاکٹر صاحب کے ہاتھ واپس بھیج دیا۔ اب سیّد صاحب سے کہیے زیادہ کتابیں میرے لیے نہیں خریدیں بس ضروری کتابیں لے لیں۔ ان پر زیادہ بار ڈالنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

عید کی تہنیت قبول فرمائیے اور اس خط کا جواب براہ کرم فوراً دیجیے۔ ڈاکٹر سید حسن عباس صاحب کو سلام کہیے۔ مہدی محقق صاحب تو ملیشیا جا چکے ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۵۷)

۱۵/ مارچ ۱۹۹۵ء

مکتوب اوّل

محترمی جناب دکتر مختار الدین احمد صاحب   سلام مسنون

آپ کے اِس وقت تین خطوط مورخہ ۱۹/۱، ۲۰/۱۱ اور ۱۲/۲/۹۵ میرے سامنے ہیں۔ جواب اِس لیے ملتوی رہا کہ مجھے قاسمی صاحب کے دوبارہ تہران آنے کا انتظار تھا۔ ممکن تھا وہ بھی اپنے ساتھ کوئی خط لاتے تو ایک ساتھ سب کا جواب دیتا۔ ویسے میں ۱۲/۲ سے ۲۶/۲ تک تہران سے غیر حاضر تھا اور استنبول وغیرہ گیا تھا، آپ کے خطوط میرے غیاب میں یہاں پہنچے۔

سب سے پہلے تو آپ کو یہ اچھی خبر دے دوں کہ کتاب آرایی در تمدّن اسلامی بالآخر یہاں سے روانہ کر دی گئی ہے۔ قاسمی صاحب نے جب اِس دفعہ بھی کتاب ساتھ لے جانے سے معذرت کر لی تو ناچار بذریعۂ ڈاک بھیج دی۔ خدا کرے اس کی جلد محفوظ اور کتاب کی خوشنمایی برقرار رہے۔ کتاب مل جائے تو رسید دیجیے گا۔ جب تک مجھے بے اطمینانی رہے گی کیونکہ کتاب کافی قیمتی ہے۔

استنبول میں ایک ادارہ اسلام پر عربی/ فارسی/ اُردو/ انگریزی کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کرتا ہے۔(1) آپ اس سے پہلے بھی واقف ہیں۔ ہندوستان یا ہندوستان سے باہر اہلِ مطالعہ لوگوں/ لائبریریوں کے پتے اُن ورقوں پر لکھ کر براہِ راست ٹرکی بھیج دیں جو میں آپ کو اِس خط کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں۔ اس ادارے کا پتا انھی ورقوں پر چھپا ہے۔

حسن عباس صاحب ۲۴ مارچ کو بمبئی روانہ ہو رہے ہیں۔ ۲۸ مارچ کو دہلی سے پٹنہ کی طرف چلے جائیں گے۔ بیوی بچوں کو گھر پہنچا کر غالباً دوبارہ دہلی، علی گڑھ آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ حسن عباس صاحب کو 40 ڈالر آپ کی طرف سے ملے تھے۔ انھوں نے جو کتابیں آپ کو اب تک بھیجی ہیں ان کی رقم منہا کر کے باقی پیسے وہ میرے حوالے کر دیں گے تاکہ آئندہ آپ کی مطلوبہ کتب آپ تک پہنچا سکوں۔

دکتر محقق ملائیشیا میں ہیں۔ گرمیوں میں اُن کا کیا پروگرام ہے؟ مجھے علم نہیں۔

گذشتہ ہفتے یہاں تہران میں دنیا بھر سے ایرانیات کے ماہر جمع تھے۔ بہت سی نئی معلومات حاصل ہوئیں۔

عارف نوشاہی

(۵۸)

۱۵/ مارچ ۱۹۹۵ء

مکتوب دوّم

مکرّمی   سلام مسنون

خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا تازہ مرقومہ مورخہ ۲۵ فروری بھی ملا جس میں زیادہ تر اسامہ کے مقالے کے بارے میں

استفسارات تھے۔ آپ اطمینان سے مقالہ لکھیں اور اگر اپریل کے اوائل تک تیار ہو جائے تو حکیم ظل الرحمان صاحب کے ہاتھ بھجوادیں وہ محفوظ ذریعہ ہے، ورنہ ڈاک پر بہت خرچ اٹھے گا، ہر چند ادارہ ڈاک خرچ ادا کر دے گا۔

جو مآخذ ادارے نے آپ کو روانہ نہیں کیے اور آپ اپنے ہاں سے استعمال کریں گے، از راہِ کرم ان کے متعلقہ صفحات اور صفحۂ عنوان (ٹائٹل) کے زیراکس بنوا کر اُسی فائل میں رکھ دیں۔ یہ ادارہ ہر مقالے کے زیراکس شدہ مآخذ کو مجلّد کرواتا ہے اور اسے لائبریری میں محفوظ کر دیتا ہے۔ اس طرح یہاں ہر شخص پر مآخذ ایک جگہ مل جاتے ہیں۔

صفحات کی قید نہیں۔ ادارے کے قوانین کے مطابق حق التألیف آپ کو روپوں یا تومان میں، جیسا آپ کہیں ادا کر دیا جائے گا۔ البتہ اگر آپ تومانوں میں لینا چاہیں [تو] اس کے لیے آپ کو ایک وکالت نامہ یہاں تہران میں کسی کے نام لکھنا ہو گا تا کہ آپ کی نیابت میں رقم وصول کر سکے۔ دکتر نذیر احمد صاحب نے حال ہی میں جو مقالہ بھیجا تھا اس کی رقم اُن کی صاحبزادی کو دے دی گئی ہے۔

مقالہ آپ عربی میں بھی لکھ سکتے ہیں، بلکہ بہتر ہے عربی ہی میں لکھیں، یہ لوگ ترجمہ کروالیں۔ اگر اُردو میں لکھیں گے تو ظاہر ہے مجھی کو ترجمے کے لیے دیں گے لیکن نجانے کیوں مجھے ترجمے کے کام سے وحشت ہوتی ہے۔ میں نے پہلے بھی کئی مقالات کے سلسلے میں انکار کر دیا تھا از جملہ مقالۂ دکتر نذیر احمد۔ یہ بات اپنی افتادِ طبع بتانے کے لیے لکھی ہے۔ عربی میں لکھیں گے تو یہ لوگ براہِ راست پڑھ کر بھی متاثر ہوں گے اور یہ نیک امر ہے۔

میں متاسفانہ عربی سے نابلد ہوں، البتہ بعض امور میں کام چلا لیتا ہوں۔

آپ کے پاس جو فلمیں ہیں وہ مجھے بھجوادیں، یہاں آسانی سے اُن کے پرنٹ نکلوائے جا سکتے ہیں۔ میرا گذشتہ تجربہ ہندوستانی فلموں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کی کوالٹی نہایت گھٹیا ہے۔ یا تو لائبریری میں پرانی اور از کار رفتہ فلم موجود ہوتی ہے جس سے یہ لوگ استفادہ کرتے ہیں یا کیمرہ مین اپنے کام میں ماہر نہیں۔ لہٰذا جب ہم فلم کو چھپواتے ہیں تو الفاظ و حروف بے حد دُھندلے اور لایقرا ہوتے ہیں۔ خدا کرے آپ کی فلمیں اچھی حالت میں ہوں۔

امانت کا مقالہ میں نے دایرۃ المعارف کو دے دیا ہے، اگر آسانی سے امانت والی کتاب مل جائے تو ٹھیک، ورنہ کیا کیا جائے!

رقعات حزین کے بارے میں گذارش ہے کہ بانکی پور کا نسخہ ظاہر ہے آپ کے علم میں ہو گا۔ میں نے کوئی دس پندرہ سال ہوئے مرحوم احسان دانش کے پاس لاہور میں رقعات حزین کا ایک مخطوطہ دیکھا تھا۔ یہ خط نستعلیق میں تھا اور کاتب کا نام یحییٰ مشتہر بہ آغائی بن محمد علی خان المعروف میرزائی ہاشمی عقیلی ہے۔ تاریخ کتابت جمادی الثانی ۱۲۴۷ھ، ۲۹ صفحات، ابتدائی عبارت: صاحب دل و جان مستمندان... خونین جگری بی تو نہفتیم ولیکن از گریہ نگہداشتن راز نماند...

اس نسخے میں محمد طاہر خان، مولانا عبدالعظیم اور غلام حسن خان کے نام رقعات تو تھے اب یاد نہیں اور لوگوں کے نام بھی رقعات ہوں۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ احسان دانش کی وفات کے بعد ان کے خلف فیضان دانش نے مخطوطات کے دلاّلوں کے ساتھ مل کر کتب خانہ اِدھر اُدھر بیچ دیا اور اب کچھ معلوم نہیں وہ مخطوطات کہاں ہیں۔ بہر حال آپ اپنے مقدمہ میں میری اس اطلاع پر اعتماد کر سکتے ہیں۔

عارف

پس نوشت

۲۳؍مارچ ۱۹۹۵ء

بخدمت دکتر مختار الدین احمد صاحب

آج نورالحسن انصاری مرحوم کی کتاب فارسی ادب بعہد اورنگ زیب کی فہرست مآخذ دیکھ رہا تھا تو ریاض الافکار عبرتی پر نظر پڑی اور لکھا تھا مخطوطہ مملوکہ دکتر مختار الدین احمد۔ مجھے اس کتاب کے نسخۂ بانکی پور کا علم تھا اور میں نے بہت عرصہ قبل بیدار صاحب کو زیراکس/فلم کے لیے لکھا تھا مگر جواب ندارد۔ اگر آپ کا نسخہ، نسخۂ بانکی پور کی نقل ہو یا کوئی نیا نسخہ ہو تو حسن عباس صاحب کو اجازت دیں کہ اس کا زیراکس بنوالیں۔ شکریہ

عارف نوشاہی

(۵۹)

۲۴؍مارچ ۱۹۹۵ء

مکرّمی دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

کتاب آرائی در تمدن اسلامی تہران سے بذریعہ ڈاک روانہ کر چکا ہوں اور خط دکتر قاسمی کو دیا تھا کہ دہلی سے ارسال کر دیں۔ امید ہے دونوں چیزیں مل چکی ہوں گی۔

میں اس وقت دائرۃ المعارف [بزرگ] اسلامی کے لیے مظفر علی اسیر لکھنوی پر مقالہ لکھنا چاہتا ہوں۔ حسب ذیل مآخذ یہاں موجود ہیں:

۱۔ خوش معرکہ زیبا
۲۔ تاریخ ادب اُردو از سکسینہ
۳۔ نگارستان سخن
۴۔ تاریخ اودھ۔ نجم الغنی

اس کے علاوہ جو قابلِ اعتماد اور دستِ اوّل مآخذ آپ مناسب سمجھیں حسب سابق ان کا زیراکس جلد از جلد ارسال فرما دیں۔ اگر حکیم ظل الرحمان صاحب آ رہے ہوں تو اُن کے ہاتھ بھیج دیں، بلکہ اسامہ پر اپنا مقالہ بھی انھیں ہی دے دیں۔

اس زحمت کے لیے پہلے سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عارف نوشاہی

(۶۰)

۳۰؍مارچ ۱۹۹۵ء

مکرّمی سلام مسنون

آج علیحدہ ڈاک سے حسب ذیل کتب پوسٹ کی ہیں:

۱۔ دایرۃ المعارف بزرگ اسلامی، ج ۶

۲۔دایرۃ المعارف تشیع، ج ۴

۳۔دانشنامۂ جہان اسلام، جزوہ ۵

ملنے پر مطلع فرمایے گا۔دو خط پہلے روانہ کر چکا ہوں۔ عارف نوشاہی

تہران

(۶۱)

۷راپریل ۱۹۹۵ء

مکرّمی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

۱۵مارچ کے لکھے ہوئے دوخطوط ملے جو آپ نے میرے دوخطوط کے جواب میں تحریر کیے ہیں۔استانبول کے سفر کی اطلاع سے خوشی ہوئی، زیادہ خوشی ہوتی اگر وہاں کے بعض نوادر کا آپ ذکر کر دیتے جو آپ نے دیکھے یا جن کے عکس لائے۔خیر پھر کبھی سہی۔

کتاب آرائی، آپ نے روانہ کردی اس کی اطلاع ملی، ابھی نہیں پہنچی، ملتے ہی اطلاع کر دوں گا۔استانبول کے ادارے سے پہلے سے واقف ہوں۔والد علیہ الرحمۃ کی ایک کتاب امام ابوحنیفہ پر الخیرات الحسان انھوں نے شایع کی ہے۔مجھے اطلاع نہ تھی، لاہور کے ایک دوست نے بھیج دی تھی۔آپ نے خوب کیا ان کا پتا بھیج دیا۔

حسن عباس صاحب [کذا: خالی جگہ] کو دہلی پہنچے وہیں سے انھوں نے ایک خط لکھا۔اب مکان جا کر وہ کچھ دن ٹھہر کر علی گڑھ، دہلی کا ارادہ رکھتے ہیں۔رقم آپ کو مل گئی مناسب طور پر آپ کام میں لائیں۔میرا ذوق آپ کو معلوم ہے۔

میرا خیال ہے کہ مہدی محقق ملائشیا سے ایران جائیں گے اور وہاں سے پھر وسط اپریل سے پہلے عمان پہنچیں گے۔

مکتوب دوم: ظلّ الرحمٰن صاحب وغیرہ آج ایران روانہ ہونے والے تھے،لیکن صدر جمہوریہ ایران یہاں تشریف لانے والے ہیں اس لیے اب اس ماہ کے ۲۵/۲۶ تاریخ تک روانہ ہوں گے۔ان کے ہاتھ اسامہ پر مقالہ بھیج دوں گا اگر اس سے پہلے نہ بھیج سکا۔یہ جو آپ کے یہاں سے مصادر کے عکس آئے ہیں ان کا کیا کیا جائے، دفتر کے یا آپ کے کسی خط میں ان کی واپسی کا ذکر نہیں ہے، اس لیے پوچھ رہا ہوں۔اگر بھیجنا ضروری ہوا تو ڈاک پر تو بہت خرچ آئے گا اور وزنی پیکٹ ہے اس لیے حکیم صاحب کو کہنے میں بھی تردّد ہے براہ کرم تحریر فرمایئے کہ اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ممکن ہے یہاں کی لائبریری میں دے دوں یا کتب خانہ خدا بخش کو پیش کر دوں۔ایک مأخذ کتاب المقفیٰ ہے مقریزی کی، جس کے چند صفحات کا عکس میں ترکی سے براہ راست نہ منگوا سکا، حرمین شریفین کی لائبریری کے عکس سے نقل منگوائی ہے۔اگر میں اس کے نمبر لکھ دوں تو کیا آپ کا ادارہ ترکی سے یا سعودی عربیہ [سے] عکس منگوا دے گا۔میری عکسی نقل بہت مغشوش ہے کسی طرح کام چلا لیا ہے، اگر آپ کا ادارہ واضح عکس منگوا دے تو ایک اپنے پاس رکھے ایک مجھے بھیج دے کہ میں اس کا متن مدون کر کے شائع کر دوں۔اس کے بارے [میں] جلد لکھیے۔

اچھی خبر یہ ہے کہ مطلوبہ مخطوطے کی فلم بن گئی ہے بہزار دشواری، حکیم صاحب ہی تھے کہ وہ کامیاب ہو گئے۔رقعات حزیں کی فلم بھی وہ ساتھ لے جائیں گے براہ کرم اسے مکبّر کرا کے انہی کے ہاتھ بھجوا دیں۔

پرسوں ہمیں لکھنؤ سے خط آیا ہے۔ کتاب نہیں مل رہی ہے۔ معلوم نہیں مرحوم نے کتنے نسخے چھپوائے تھے، اس قدر جلد نایید ہوگئے میں اب بھی غافل نہیں ہوں۔ اب میں نے لکھنؤ لکھا ہے کہ کسی کتابخانے میں کوئی نسخہ مل جائے تو کم ازکم حالات زندگی والے صفحے کی زیروکس بنوا کر ضرور بھیج دیں

رقعات حزیں (نسخہ احسان دانش) کا ذکر آپ نے خوب کیا اس کا عکس کس طرح حاصل کیا جائے۔ اگر لاہور کے کسی کتابخانے میں محفوظ ہے تو عکس کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

رقعہ مورخہ ۲ جنوری: یہ ڈاکٹر رضاء اللہ انصاری ابھی حال میں تأخیر کی معذرت کرتے ہوئے دے گئے یہ وہ رقعہ ہے جو آپ نے کسی کے ہاتھ لکھنؤ بھیجا تھا اس میں ذکر ہے کہ میرے مراسلات کے جواب آپ نے بھیج دیئے ہیں۔

مکتوب مورخہ ۲۴ مارچ: کتاب آرائی ...... کے بھیجنے کا ذکر ہے اور اپنے دو خطوں کا جواب جو آپ نے قاسمی صاحب کی معرفت روانہ کیے ہیں۔ یہ انھوں نے بھیج دیئے تھے، ان کا ذکر اوپر گذرا۔ مظفر علی اسیر کا ذکر اردو دائرۂ معارف اسلامیہ میں نہیں، چار مصادر کے علاوہ قابل اعتماد کتابوں میں کچھ ملا تو بھیج دوں گا۔ میں دو تین ماہ سے علیل ہوں، کتب خانہ جانا نہیں ہو رہا ہے، کوشش کروں گا کہ کچھ معلومات حکیم صاحب کی معرفت بھیج دوں۔

مکتوب مورخہ ۳۰/۳ مجھے ۴ ماہ رواں کو ملا۔ اس میں دائرۃ المعارف ج ۶، تشیع ج ۴، دانشنامہ ج ۵، بھیجنے کی اطلاع ہے۔ یہ کتابیں تو مہینے ڈیڑھ مہینے کے بعد ہی موصول ہوں گی، پہلے تو کتاب آرائی کے پہنچنے کی توقع ہے۔ ملتے ہی اطلاع دوں گا۔

آپ کی کتاب ثلاثۂ غسالہ غالباً ابھی شایع نہیں ہوئی ورنہ آپ اطلاع ضرور دیتے۔

مجھے حزیں کے ان خطوط سے دلچسپی زیادہ ہے جو اشرف علی خان گستاخ کے نام لکھے گئے ہیں۔

امید ہے آپ بخیریت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۶۲)

۲ رمئی ۱۹۹۵ء

مکرّمی دکتر صاحب سلام مسنون

آپ کا مکتوب ۷ اپریل پیش نظر ہے۔ استنبول میں مَیں نے جو نوادر دیکھے ہیں اور اپنے ساتھ جن کا عکس لایا ہوں اس کا احوال اپنے ایک مقالے میں لکھا ہے جو ایران میں زیرِ طبع ہے اور چھپ جانے پر پیش کروں گا۔[۱]

حکیم ظل الرحمان صاحب اگر ایران آئے ہیں تو میرے ساتھ انھوں نے رابطہ قائم نہیں کیا، بلکہ عجب یہ ہے کہ گذشتہ دو رات سے دبئی سے اُن کے لیے میرے گھر پر فون آرہا ہے کہ انھوں نے اپنے پروگرام کے مطابق ۱۲۸ پریل کو تہران میں ہونا تھا۔ اب مشکل یہ ہے کہ میں ۳ مئی یعنی کل پاکستان جارہا ہوں۔ میرا یہاں معاہدۂ ملازمت تجدید نہیں ہوا۔ اگر وہ میرے غیاب میں آئے تو آپ کے مفوّضہ سب امور وہ کیسے انجام دیں گے؟ خیر میں ایک صاحب کے ذمّے یہ کام تو لگاؤں گا کہ اسامہ پر مقالہ وہ دائرۃ المعارف کے دفتر میں پہنچا دیں۔ اس کا حق التألیف معلوم نہیں آپ تک کیسے پہنچے گا۔ ہاں اگر آپ کو کتابیں مطلوب ہوں تو وہی ادارہ اس کا انتظام کردے گا۔ مصادر کے جو عکس آپ کو بھیجے گئے تھے وہ ادارے کو فوری طور پر مقالے کے ساتھ واپس مطلوب

ہیں۔اس پر جو ڈاک خرچ آئے گا اس کی علیحدہ تفصیل (روپوں یا اس کے معادل ڈالروں میں) میں ادارے کو لکھ دیں، ادارہ وہ ڈاک خرچ ادا کر دے گا۔

رقعاتِ حزین نسخۂ دانش کے بارے میں اب کچھ علم نہیں کہ کہاں ہے؟

اب آپ کے اخراجات کی تفصیل:

آپ کی طرف سے موصولہ رقم 40 ڈالر	16800 تومان
کتاب آرائی مع ڈاک خرچ	3815 تومان
دایرۃ المعارف تشیع جلد ۳	2000 تومان
دایرۃ المعارف بزرگ اسلامی جلد ۶	2500 تومان
دانشنامہ ایران و اسلام ۳ گراسے	900 تومان
مذکورہ تینوں کتب کا ڈاک خرچ	1500 تومان
دایرۃ المعارف تشیع ج ۴	2220 تومان
دانشنامۂ ایران و اسلام ج ۵	300 تومان
ان دونوں کا ڈاک خرچ	1127 تومان
کل رقم جو خرچ ہوئی	14362 تومان
بقایا	2438 تومان

میں یہ رقم یہاں سے پاکستان جاتے ہوئے ایک صاحب کے سپرد کر دوں گا اور اُن کا پتا آپ کو بھیج دوں گا تا کہ آپ اپنی مطلوبہ کتب اُن کے ذریعے منگوا سکیں۔ میں ایران واپس نہیں آؤں گا۔ میرا پاکستان میں پتا حسبِ ذیل ہے۔ اس خط کا جواب وہیں ارسال فرمائیں۔

69، ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد، فون نمبر: 490224[4]

عارف نوشاہی

[تہران]

(۶۳)

۲۶/اپریل ۱۹۹۵ء

مکرمی جناب عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کا کوئی مکرمت نہیں آیا۔ میں نے ایک خط لکھا تھا اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ خدا کرے آپ ہر طرح بخیر و عافیت ہوں اور اپنے علمی کاموں میں مصروف۔

اسامۃ بن منقذ پر مضمون پروفیسر ظل الرحمٰن صاحب کی معرفت بھیج رہا ہوں جو آج صبح روانہ ہو رہے ہیں۔ مآخذ کے جو زیروکس آئے تھے ان کے بارے میں مجھے خط میں لکھا تھا کہ ان کا بھیجنا ضروری تو نہیں۔ ظل الرحمٰن صاحب کی بھی

رائے یہی ہوگی کہ ضروری نہیں کہ یہ پشتارہ دوبارہ وہاں پہنچایا جائے۔ دفتر والوں نے اس کی زیروکس کاپی ضرور رکھی ہوگی۔

جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں میرے پاس بیشتر چیزیں پہلے سے موجود تھیں، لیکن کارپردازوں کی تعریف کرنی چاہیے کہ اسامہ کے بارے میں چند سطریں بھی کہیں درج ہیں تو انھوں نے عکس بنوا کر فائل میں رکھ دی ہیں۔ یہ بہت اہم نہیں ہیں لیکن ساری تحریرات ایک جگہ مل گئیں اس سے مجھے فائدہ ہوا کہ بار بار لائبریری جانے سے بچ گیا۔ کچھ ایسی تحریریں بھی ملیں جو میرے پاس نہیں تھیں۔ لیکن بعد کے اِن متاخرین نے جو کچھ لکھا ہے وہ متقدمین کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔ بہرحال ان لوگوں کی محنت کی داد دیتا ہوں۔ اس طرح مقالہ نگاروں کے لیے انھوں نے بہت آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں [کذا: پیدا کردی ہیں]۔

کیا مجھے اس انسائیکلوپیڈیا کے لیے کچھ اور بھی لکھنا ہے؟ اطلاع دیجیے گا۔

ڈاکٹر نذیر احمد سے رات ملاقات ہوئی تھی اچھے ہیں، رام پور میں فارسی مخطوطات پر ایک سیمینار میں گئے ہوئے تھے، وہاں کی روداد سناتے رہے۔

دکتر حسن عباس صاحب کا ایک خط جو دہلی سے سیوان جاتے ہوئے انھوں نے لکھا تھا ملا تھا، پھر کوئی خط نہیں آیا۔ ابھی تک وہ علی گڑھ یا دہلی نہیں آئے ہیں۔

میرا ٹیلیفون درست ہوگیا ہے اب الیکٹرونک ہوگیا ہے اس لیے اس کی کارکردگی ان شاء اللہ پہلے سے بہتر ہوگی نمبر بدل گیا ہے نیچے درج کررہا ہوں۔ اب پہلے سے بہتر ہوں لیکن ابھی لائبریری جانے میں تکلف ہوتا ہے، جاؤں گا تو آپ کے زیرترتیب مقالات کے بارے میں کچھ معلومات ان شاء اللہ بھیجوں گا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

[حاشیہ پر:] مقالہ کے معاوضے کے لیے ایک کاغذ پر دستخط کر کے بھیج رہا ہوں آپ چند سطریں اس کے اوپر ٹائپ کرائیں کہ معاوضہ اس مضمون کا جناب عارف نوشاہی صاحب کو پیش کر دیا جائے تاکہ وہ میرے لیے ضروری اور مفید مطبوعاتِ ایران بھیج سکیں۔ یا جو عبارت آپ موزوں سمجھیں لکھ دیں۔

پس نوشت: مداخل میں ایک قلمی نسخے کے چند صفحات کے عکس بھی آئے ہیں کیا یہ واقعی ابن العدیم کی بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب کا ایک ٹکڑا ہے؟ اس کی ضخامت کیا ہے اس کا عکس دفتر میں موجود ہے۔ دیکھیے گا کہ ڈاکٹر علی رویم [؟] نے تاریخ سلاجقہ میں اس کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۷۴ء میں انقرہ سے چھپی ہے۔ براہ کرم اس روٹوگراف کے بارے میں مکمل معلومات بہم پہنچایئے، میری اس کتاب میں دلچسپی ہے۔

کتاب آرایی...مل گئی۔ کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں، آپ ہی ایسی کتاب منتخب کرسکتے تھے اور آپ ہی ایسی ضخیم کتاب بھیجنے کا اہتمام کرسکتے تھے۔ خوب کتاب ہے۔

دائرۃ المعارف کی جلدیں ابھی نہیں پہنچی ہیں۔

دو ایک کتاب آپ پروفیسر ظل الرحمٰن صاحب کے ہاتھ بھیج سکتے ہیں انھیں لانے میں تکلف نہ ہوگا۔

مختارالدین احمد

(۶۴)

۷/مئی ۱۹۹۵ء

محترم دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ نے جو مکتوب حکیم ظل الرحمان صاحب کے ہاتھ بھیجا تھا (مورخہ ۲۶ اپریل) وہ مجھے تہران سے نکلتے نکلتے ملا۔ یہ خوش قسمتی تھی کہ حکیم صاحب سے رابطہ اور ملاقات ہوگئی اور مستزاد یہ کہ جہاں حکیم صاحب ٹھہرے ہوئے تھے ساتھ ہی دائرۃ المعارف اسلامی کا دفتر تھا اور میں لپک کر وہاں چلا گیا اور آپ کا مقالہ پہنچا دیا، ورنہ اسے پوسٹ کرنا پڑتا۔ اسامہ پر فائل آپ دفتر کو واپس کر دیں۔

آپ کا حق التألیف تہران میں ادارے کے پاس محفوظ ہے۔ آپ چاہیں تو اُن سے کتابیں منگوا لیں۔ چاہیں تو روپوں میں بدلوا لیں، مگر روپے وہاں سے لائے گا کون؟ کیونکہ بینک کے ذریعے وہاں سے رقم بھیجنا مشکل ہے۔

آپ کی جو رقم میرے پاس بچی تھی وہ میں ایک صاحب کو تہران میں دے کر آیا۔ ان کا پتا یہ ہے:

عبدالقادر ہاشمی

برنامۂ اُردو۔ برنامہ ھای برون مرزی

صدا و سیمای ایران۔ ساختمان جام جم

خیابان ولی عصر۔ تہران

یہ [صاحب] امانت دار ہیں اور آپ کی مطلوبہ کتابیں بھیج دیں گے۔ اب ڈاک خرچ اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ اُس رقم سے بمشکل ایک آدھ کتاب ہی خرید کر بھیجی جا سکے گی۔ البتہ دائرۃ المعارف سے معاوضہ بھی یہی صاحب لا سکتے ہیں بشرطیکہ آپ ایک وکالت نامہ ان کے نام بزبان عربی یا فارسی یا انگریزی تحریر کر کے ان کے نام بھیج دیں۔ آپ نے جو کاغذ دستخط کر کے میرے لیے بھیجا تھا میں نے اسے استعمال نہیں کیا۔

میں اسلام آباد میں ملازمت کی تلاش میں ہوں۔ دعا فرمائیں کہ مزاج کے مطابق کہیں کام مل جائے۔ پریشانی سی ہے۔

۶ تا ۸ جون فرانس میں فارسی مخطوطات متعلقہ طب و نجوم و ریاضی پر ایک کانفرنس میں بھی شریک ہونا ہے۔ اگر سفری دستاویزات بسہولت مکمل ہو گئیں تو جون کا پہلا عشرہ وہیں گذاروں گا۔

ثلاثہ غسالہ ابھی تک نہیں چھپی۔ ۲۳ مئی کو دکتر وحید قریشی اسلام آباد آئیں گے تو ان سے پوچھوں گا۔

تہران سے کراچی آیا۔ کراچی میں ایک شب قیام کیا۔ پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب اور دکتر ریاض الاسلام صاحب سے بالمشافہہ ملاقات ہوئی۔ مشفق خواجہ صاحب سے فون پر خیریت دریافت کر لی۔

عارف

(۶۵)

۵/جون ۱۹۹۵ء

مکرمی ڈاکٹر سیّد عارف عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۷ مئی ۲۳ کو مل گیا تھا اور اس کا جواب ۲۹ کو دے دیا تھا، ملا ہوگا۔ آپ کے خطوط دکتر نذیر احمد صاحب اور دکتر رضا

اللہ انصاری صاحب کو بھجوا دیے تھے اور دکتر نعمانی کا خط ان کے پتے (پوسٹ بکس ۲۴۲ علی گڑھ) پر پوسٹ کر دیا گیا تھا۔ اس سے پہلے بھی ایک تفصیلی خط آپ کے مراجعت وطن کی خبر سن کر لکھا تھا، شاید مصروفیات کے باعث آپ جواب نہ دے سکے۔

لکھ چکا ہوں کہ ثلاثۂ غسالہ کا ایک نسخہ اسلم صاحب نے ادارے کی طرف سے بھیج دیا تھا۔ ممکن ہو تو چند نسخے آپ ان سے لے کر یہاں بھیج دیں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ یہاں کے اخبارات و رسائل میں تبصرے شائع ہوں۔ کتنخانوں کو بھی بھیج سکتے ہیں۔

حزیں کے خطوط کی تکبیر ہو چکی ہو تو اس کا ایک عکس لے کر احتیاط کے طور پر اپنے پاس رکھیے اور اصل مکبّر احتیاط سے مجھے بھیجے دیجیے، آپ کے پاس اس کی نقل رہے گی تو مشتبہ مقامات اگر حل نہیں ہوئے تو آپ [کو] لکھوں گا۔

ابھی ایران سے کوئی خط مضمون کی رسید کا موصول نہیں ہوا ہے جب آئے گا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔

اپنے حالات سے مطلع کر کے ممنون کیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۶۶)

۲۱/ جون ۱۹۹۵ء

مکرمی سیّد عارف عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

مورخہ ۵/۷، ۲۳ جون کو ملا۔ دکتر نذیر احمد اور دکتر رضا اللہ انصاری کے خطوط بھجوا دیے اور نعمانی کا ڈاک کی سپرد کر دیا تھا۔ اس خط کا جواب ۲۹ کو لکھ دیا تھا پھر ۵ جون کو آپ کو ایک خط لکھا۔ کسی کا جواب نہ آیا، تردّد ہے۔

۱۱ جون کو پروفیسر ظل الرحمٰن صاحب آپ کا خط مورخہ ۲ مئی دے گئے، کاغذات میں کہیں گم ہو گیا تھا یہ وہ خط ہے جو ایران سے روانگی سے ایک دن پہلے آپ نے تحریر کیا تھا۔

دائرۃ المعارف اسلامی سے مقالہ اسامۃ بن منقذ کی اب تک رسید نہیں آئی نہ وہاں سے کوئی خط اب تک موصول ہوا۔ مقالہ آپ نے خود دفتر جا کر دیا تھا، عبدالقادر ہاشمی صاحب یا کسی اور کے حوالے کیا تھا۔ ذرا ان سے پوچھیے کہ مقالے کا کیا ہوا؟

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب بخیر ہیں، سیّد حسن عباس صاحب ایران سے واپسی پر پریشان ہیں، لیکن ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔

فرانس کی کانفرنس سے آپ واپس آ گئے ہوں گے۔ میں ۲ یا ۳ جولائی کو ان شاء اللہ عمان کے لیے روانہ ہو رہا ہوں۔ روانگی سے پہلے آپ کی خیر و عافیت معلوم ہو جائے تو سبحان اللہ۔ اپنے حالات لکھیے۔ خدا آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

ڈاکٹر توصیف تبسم (۶۸۷، اسٹریٹ ۶۰ / رمنا ۹/ ۱۳ اسلام آباد) کو زحمت نہ ہو تو ٹیلیفون کر دیجیے 850 4281 پر کر انھیں ۵/۲۹ کو ایک خط لکھا ہے اور اطلاع دیجیے کہ اسلام آباد کے احباب کو اب کتابیں آپ نے پہنچا دی ہوں گی لیکن ان میں سے اب تک کسی کا جواب نہ آیا۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

۱۹/جون ۱۹۹۵ء

مخدومی ڈاکٹر صاحب   سلام مسنون

محترم حکیم ظل الرحمان صاحب کے ہاتھ رُقعات حزین کی جو فلم آپ نے طہران بھیجی تھی اور میں اپنے ساتھ پاکستان لے آیا تھا، وہ میں نے یہاں محکمہ تحفظ دستاویزات پاکستان میں جمع کرا دی تھی اور تبادلے میں ان سے عکس حاصل کر لیا ہے جو پیشِ خدمت ہے۔ عکس کی کیفیت چنداں مطلوب و مرغوب نہیں۔ یہی معاملہ انیس الاحبا کے نسخۂ علی گڑھ کی فلم کے عکس کا بھی تھا اور پچھلے سال ایک اور نسخۂ علی گڑھ سے جو فلم بنوائی تھی اور عکس تیار کروایا تھا وہ بھی لایقرا تھا۔ میرا خیال ہے کتب خانۂ علی گڑھ میں جو فلمیں ہیں وہ یا تو پرانی ہیں یا کیمرہ مین ماہر نہیں، ورنہ کیا بات ہے کہ میں استنبول، پیرس اور تہران سے جو فلمیں لایا تھا اُن کے عکس تو واضح ہیں مگر ہندوستانی نسخوں کے عکس مبہم۔ آپ کی آنکھوں کو زحمت ہوگی۔

ثلاثہ غسالہ بالآخر چھپ گئی ہے اور میں نے دکتر وحید قریشی صاحب کو آپ کا پتا دے دیا تھا کہ براہِ راست لاہور سے آپ کو کتاب بھیج دیں۔ یہ ۲۳ مئی کی بات ہے۔ اگر ابھی تک کتاب نہ ملی ہو تو مجھے اطلاع دیں۔

میں نے جون کے پہلے دو ہفتے فرانس میں گذارے ہیں۔ وہاں ''فارسی کے متونِ علمی'' کے عنوان سے ایک چہار روزہ سمینار تھا۔ تہران سے دکتر محقق آئے ہوئے تھے۔ باقی دنوں میں کتب خانے اور عجائب گھر دیکھے۔ عرب حکومتوں نے پیرس میں ''معہد العالم العربی'' قائم کیا ہے۔ یہ بمنزلہ علمی اور ثقافتی مرکز ہے۔ اس کا تعمیراتی ہنر قابلِ دید ہے، میں نے ایسا شاندار علمی مرکز اِدھر مشرق میں تو نہیں دیکھا تھا۔ البتہ کراچی میں حکیم محمد سعید صاحب کے بیت الحکمۃ کی الگ بات ہے۔

پیرس میں مدرسۂ السنۂ شرقیہ بھی دیکھا، جہاں تحقیق میں مصروف محققوں اور طالب علموں کا اتنا ہجوم تھا کہ مجھے تین گھنٹے اِس انتظار میں رہنا پڑا کہ کوئی کرسی خالی ہو تو میں بیٹھ سکوں۔ دار المطالعہ میں چھ سات کمپیوٹر رکھے تھے جن کی مدد سے آپ خود ہی اپنی تحقیق سے متعلق کتب اور مواد کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ یہ کمپیوٹر پیرس کے دیگر دو کتب خانوں سے بھی مربوط تھا اور وہاں کی کتابیں بھی آپ وہیں بیٹھے بٹھائے معلوم کر سکتے تھے۔ فوٹو سٹیٹ مشین بھی عام دسترس میں تھی، آپ خود ہی پیسے ڈال کر کاپیاں نکال لیں۔ الغرض ایک ایسا ماحول تھا جہاں خود بخود بیٹھ کر کام کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اِدھر میں ایران سے واپسی پر تا حال ملازمت کے حصول میں سرگرداں ہوں اور ایرانی ادارے، جو اسلام آباد میں ہیں، وہ گذشتہ ایک ماہ سے اِس نتیجے تک نہیں پہنچ پائے کہ میں ان کے لیے مفید ہوں یا نہیں؟ خیر خدا مسبب الاسباب ہے۔

گذشتہ دِنوں کراچی گیا تھا۔ کراچی کے حالات کسی طرح بھی قابلِ اطمینان نہیں، خود میں گولیوں کی زَد میں آتے آتے رہ گیا۔ مشفق خواجہ صاحب سے مل کر واپس آ رہا تھا کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ وہ بخیریت ہیں۔

تہران سے فون آیا ہے کہ اُسامہ والی فائل جلد از جلد تہران روانہ کر دیں۔

عارف

(۶۸)

۲۷/اگست ۱۹۹۵ء

بخدمت جناب دکتور مختارالدین احمد صاحب   سلام مسنون

جولائی سے اب تک آپ کی طرف سے کوئی مراسلہ نہیں ملا۔ جون کے آخر میں مکتوبات حزین کا عکس بصیغہ رجسٹری بھجوا دیا تھا، اس کی رسید نہ ملنے سے بھی تشویش ہے۔

اُدھر تہران دایرۃ المعارف اسلامی کے دفتر سے بار بار فون آرہے ہیں کہ اسامہ کے بارے میں جو فائل آپ کو بھیجی گئی تھی وہ جلد از جلد تہران بذریعہ ڈاک بھجوا دیں۔ جب تک وہ فائل وہاں نہیں جائے گی نہ تو مقالے کی تطبیق ممکن ہے اور نہ اس کا حق التحریر طے ہو سکے گا۔ میں نے انھیں آپ کے گھر کا نمبر (فون) بھی دیا تھا مگر وہ لوگ آپ سے رابطہ قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ از راہِ کرم جیسے بھی ہو وہ فائل واپس تہران بھجوا دیں۔ وہاں کا پتا یہ ہے:

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی،

خیابان شہید باہنر، خیابان آقایی،

نیاوران، تہران

عارف نوشاہی

اسلام آباد

(۶۹)

۱۵/دسمبر ۱۹۹۵ء

محترم دکتر مختارالدین احمد صاحب   سلام مسنون

اواخرِ اکتوبر میں تہران میں آپ سے بذریعہ فون بات ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اسلام آباد خط لکھا ہے۔ وہ خط اب تک مجھ تک نہیں پہنچا۔ میں غالب انستی تیوت کی طرف سے دعوت نامے کا بھی منتظر تھا جو موصول نہیں ہوا، لہٰذا سفرِ ہند کے انتظامات نہیں ہو سکے۔ میں نے سیمنار کے مقالہ کے لیے میر غمگین کی رُباعیات کے مخطوطے کا عکس بھی حاصل کر لیا تھا۔

میں یکم نومبر سے مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان میں کام کر رہا ہوں۔ یہ نسبتاً معقول جگہ ہے۔ کم از کم وہاں کتابیں تو ہیں گو علمی ماحول نہیں۔ یعنی علما و فضلا کا اجتماع نہیں ہے جن سے کچھ سیکھنے کا موقع ملے۔

کبھی کبھار خط لکھتے رہا کریں۔

عارف نوشاہی

(۷۰)

۱۰/فروری ۱۹۹۶ء

مکرّمی دکتر عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۵ دسمبر دکتر سیّد حسن عباس نے بھیجا جو مجھے ۳۱ جنوری کو ملا۔ سیّد صاحب فی الحال رضا لائبریری

رام پور میں آگئے ہیں مخطوطات کی فہرست سازی کے لیے، خدا کرے کسی یونیورسٹی کے فارسی کے شعبے میں جلد ان کا تقرر ہو جائے۔ بہت کام کے آدمی ہیں۔ انھوں نے علی گڑھ کے شعبۂ فارسی کی ریڈرشپ کے لیے درخواست دے دی ہے، چار جگہیں خالی ہورہی ہیں۔

تہران سے آپ نے ٹیلی فون کیا تھا اس کے بعد آپ کا کوئی خط نہیں آیا، اگر آپ نے بھیجا تو مجھے نہیں ملا۔ یہ صحیح طور پر معلوم نہ ہوسکا کہ مرکز تحقیقات میں آپ کے ذمّے کیا کام سپرد ہے۔ دانش والوں سے بھی رابطہ رکھیے اور اس میں کچھ لکھتے رہیے۔

اڈیٹر رضوی صاحب ہیں یا کوئی اور؟ اِس طرف اُس کے شمارے نہیں پہنچے، کس کو لکھا جائے؟ یائے تحتانیہ لکھ چکا تھا کہ ابھی شام کے پانچ بجے ڈاک میں سیّد حسن عباس صاحب کا خط مورخہ ۶/۲ ملا جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ آج ہی عارف نوشاہی صاحب کا خط آیا ہے اس سے آپ کی تازہ خیریت معلوم ہوئی۔

غالب انسٹی ٹیوٹ سے دعوت نامہ آپ کو بھی بھیجا گیا، نجم الاسلام صاحب کو بھی۔ ان کا معذرت کا تار اور خط آگیا، ہم لوگوں کو یقین تھا کہ آپ کو دعوت نامہ مل گیا ہے لیکن ویزا نہیں ملا یا کوئی اور مانع ہوا اور آپ تشریف نہیں لاسکے۔

غمگین کی رباعیات کا مخطوطہ میں نے انڈیا آفس میں دیکھا تھا، اچھا ہوا آپ اس کا عکس لے آئے، مضمون لکھ کر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو غالب نامہ میں اشاعت کے لیے بھیج دیجیے۔

میرا مضمون اسامہ پر غالباً چھپ گیا ہے لیکن میں نے ابھی نہیں دیکھا۔ ایکس سو اکاسی [روپے] مل گئے۔

آپ بعض تذکروں پر کام کررہے تھے، کام شروع کردیجیے۔

دکتر احمد خاں غالباً اب متقاعد ہوگئے ہوں گے۔ بڑا اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں ملاقات ہو تو میرا سلام کہیے۔

دکتر شریف حسن قاسمی جو دائرۃ المعارف مرتّب کررہے ہیں اس کی پہلی جلد کے لیے سات مضامین مجھے لکھنے ہیں۔ صحت کمزور ہوگئی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اسے انجام دوں۔ انھیں عجلت ہے دکتر نذیر احمد صاحب نے مضامین لکھ کر دے دیے۔

ڈاکٹر صاحب سے پرسوں ملاقات ہوئی، آپ کا خط انھیں دکھا دیا، وہ آپ کو جلد ہی خط لکھیں گے۔

کبھی کبھی اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۷۱)

۱۳؍فروری ۱۹۹۶ء

حضرت محترم دکتر مختار الدین احمد صاحب زید عزّہ   سلام مسنون

گذشتہ آٹھ دس سال سے ارمغانِ علمی بخدمت دکتر وحید قریشی کی جمع آوری جاری ہے۔ اب جناب مشفق خواجہ صاحب نے مجھے بھی اس کام میں شریک کیا ہے اور اس کی اشاعت پر مأمور فرمایا ہے۔ چونکہ آپ کا اسمِ گرامی بھی شروع دن سے اس کی مجلسِ مشاورت میں شامل ہے اور آپ ہندوستان میں ایسے مجموعے مرتّب فرما چکے ہیں، آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے اور عربی/ فارسی/ یا اُردو ادب کے حوالے سے کسی غیر مطبوعہ مقالے کے لیے بھی درخواست ہے۔ اس مقالے کی شمولیت سے

ہمارے مجموعے کا وقار بڑھے گا۔ ہم مئی تک یہ مجموعہ پریس میں دینا چاہتے ہیں۔ آپ مقالہ بھیجنے کی اطلاع ابھی فرما دیں اور مقالہ بعد میں ارسال فرما دیں۔

عارف نوشاہی

(۷۲)

۲۴ رمارچ ۱۹۹۶ء

حضرت محترم جناب دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

۱۰ فروری کا مرقومہ ملا۔ یہ میرے کم ازکم دو خطوں کے جواب میں تھا۔ میں تہران سے واپسی پر یکم نومبر ۱۹۹۵ء سے مرکز تحقیقات فارسی میں برسرِ کار ہوں۔ مجھے ''افسر تحقیقات'' لگایا گیا ہے یعنی مرکز کی طرف سے شائع ہونے والی کتابوں کی جانچ پڑتال اور اشاعت کے لیے موضوعات اور کتب منتخب کرنا میرا کام ہے۔

دانش بھی اب مرکز میں ہی آگیا ہے۔ اس کے مدیر دکتر سبط حسن رضوی ہیں۔ مگر رسالے کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ اس کے لیے کچھ لکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ اب دانش کا شمارہ ۴۲ آنے والا ہے۔ آپ کو جو شمارے نہیں ملے اس کے لیے مجھے لکھیے۔

مجھے غالب انستی تیوت کی طرف سے کسی قسم کا خط یا دعوت نامہ نہیں ملا تھا، اس لیے سفر کی تیاری نہ ہو سکی۔ حالانکہ میں برابر حسن عباس صاحب کو یاد دلاتا رہا کہ وہ متعلقہ لوگوں سے کہیں مگر اُن کے دہلی میں نہ ہونے سے بروقت اقدام نہ ہو سکا۔

''اسامہ'' والا مضمون میرا خیال ہے اگلے سال چھپے گا۔ جلد ہفتم سامنے آئے تو پتا چلے کہ کس مادّہ پر ختم ہوئی ہے۔

کراچی سے کتاب التاجی چھپ چکی ہے۔ یہ پاکستان ہسٹاریکل سوسایتی نے شائع کی ہے۔ کلکتہ کے دکتر صابر صاحب نے اسے ایڈٹ کیا ہے۔

میں نے انیس الاحبا پر کام شروع کیا تھا۔ یہ مرزا فاخر مکین کے شاگردوں کا تذکرہ ہے۔ مشفق خواجہ صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ اُردو اور فارسی کے مشترکہ شاعروں کے سلسلے میں مفید ہے۔ ابھی بیس صفحے ہی کام کیا تھا کہ حسن عباس صاحب نے اطلاعات دی کہ خدا بخش لائبریری کی طرف سے یہ تذکرہ زیرِ طبع ہے۔ انوار صاحب نے اس پر کام کیا ہے۔ لہٰذا میں نے کام روک دیا ہے۔

دفتر والوں کا اصرار ہے کہ مجمع النفائس پر کام کروں۔ مگر جب تک نسخۂ بانکی پور اور نسخہ متحف بریطانیا سامنے نہ ہو، کام میں سہولت نہ ہوگی۔

شریف حسین قاسمی صاحب، جو دائرۃ المعارف مرتّب کر رہے ہیں، اس کا ایک حصہ پاکستان میں بھی زیرِ ترتیب ہے۔ مگر مجھے ہمیشہ اس دائرۃ المعارف کے بارے میں خدشہ رہا ہے کہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے گا۔ کیونکہ تہران میں اسے چلانے والا کوئی اہل آدمی نہیں ہے اور لکھنے والے حضرات بھی کمیاب ہیں۔

دکتر احمد خان متقاعد ہو گئے ہیں۔ پچھلے دنوں سرِ راہ ملاقات ہو گئی تھی۔ دکتر خورشید رضوی لاہور سے آئے تھے وہ بھی خیریت سے ہیں۔

ارمغانِ وحید کے لیے پچھلے خط میں درخواستِ مقالہ کی تھی، اس کا شدت سے انتظار ہے۔ توجہ فرمایے۔

دکتر حسن عباس صاحب عارضی طور پر رام پور لائبریری میں کام کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی توجہ سے انھیں علی گڑھ یونیورسٹی میں مستقل ملازمت مل جائے تو وہ اطمینان سے کام کریں گے۔

عارف

(۷۳)

۱۹اپریل ۱۹۹۶ء

نوشاہی صاحب مکرّم السلام علیکم

ابھی کچھ دیر پہلے مورخہ ۲۴ مارچ مرسلہ سیّد حسن عباس صاحب موصول ہوا۔ ارمغانِ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے لیے پہلے بھی آپ کا خط آیا تھا اور پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے بھی بہت پہلے لکھا تھا۔ وحید صاحب پرانے دوست ہیں، ان کے لیے نہیں لکھوں گا تو کس کے لیے لکھوں گا۔ کچھ طبیعت علیل رہی، مصروفیت میں اضافہ ہو گیا اس لیے اس طرف توجہ نہ کر سکا۔ ایک مسئلہ یہ بھی رہا کہ اُردو کے کس موضوع پر لکھوں یا فارسی، عربی واسلامیات کے۔ اُردو کے موضوعات پر مضامین شاید بہت ہوں گے۔ بہر حال اپنی رائے لکھیے۔

بہت مسرت ہوئی کہ آپ دانش کے گمشدہ شمارے بھجوانے کے [لیے] آمادہ ہیں، خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ گمشدہ شمارے یہ ہیں: ۲۲، ۲۶ تا ۳۱، ۳۴، ۳۶؛ آخری شمارہ ۳۷ آیا ہے۔ اس کے بعد کا کوئی شمارہ موصول نہیں ہوا۔

خان صاحب جنھوں نے کتاب التاجی ایڈٹ کی ہے وہ میرے پرانے دوستوں میں ہیں، میرے اوکسفورڈ کے قیام کے دوران میں وہ بھی وہاں موجود تھے، میں نے پروفیسر گب کی نگرانی میں کام کیا۔ انھوں نے ڈاکٹر والزر کی رہنمائی میں اپنا کام مکمل کیا۔ والزر ایک جرمن یہودی تھے لیکن بڑے مخلص آدمی اور نہایت غیر متعصب انسان؛ مجھ پر وہ اور ان کی بیگم صوفیہ والزر بہت مہربان تھیں۔ خان صاحب نے کام تو ابن مسکویہ پر کیا ہے لیکن الصابی کی کتاب التاجی سے وہ متاثر اسی زمانے (۱۹۵۴-۱۹۵۶ء) سے تھے، گذشتہ تیس چالیس سال سے وہ اس کتاب پر محنت کر رہے تھے، آپ کی اطلاع سے خوشی ہوئی کہ وہ کتاب اب چھپ گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ ضرور بھجوائیے، منتظر رہوں گا۔ آپ چاہیں تو دانش کے شماروں کے ساتھ روانہ کر دیں۔

تذکرۂ انیس الاحبا کے بارے میں کبھی میں نے آپ کو لکھا تھا کہ بہار کی کسی یونیورسٹی میں اس پر کام ہوا ہے، لیکن میں نے جن لوگوں سے پوچھا انھیں اطلاع نہ تھی۔ مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے ایک بار بنارس کے دوران قیام اس کا ایک قلمی نسخہ دیکھا تھا، آپ کے لیے جب اس نسخے کا عکس حاصل کرنا چاہا تو جواب آیا کہ یہ نسخہ فی الحال گم ہے تلاش پر بھی نہیں ملتا۔ انوار صاحب نے یہ نسخہ ضرور دیکھا ہوگا۔

آپ نے جو کام روک دیا یہ اچھا نہیں کیا۔ بیدار صاحب کی [کذا: اپنی] مدت ملازمت ختم کر کے اس ماہ کے آخر تک رام پور واپس آرہے ہیں، ان کے یہاں کی ساری نئی مطبوعات کے بارے میں مجھے علم ہے، یہ تذکرہ اب تک نہیں چھپا ہے لیکن انھوں نے اس کی طباعت کا انتظام اب کر دیا ہوگا کہ یہ دیر سویر چھپ جائے۔ لیکن یہ کب چھپتا ہے؟ معلوم نہیں۔ دوسرا آدمی جو آئے گا ضروری نہیں تذکروں کی اشاعت اس کے اوّلیات میں ہو۔ پھر آپ کے کام کا طریقہ دوسروں سے مختلف ہوگا۔ اگر وہ تذکرہ جلد چھپ بھی گیا تو آپ محسوس کریں گے کہ اس پر مزید کام کی ضرورت ہے۔ آپ نے اس پر کچھ وقت بھی صرف کیا ہے،

دوسروں کی بہ نسبت آپ اسے بہت اچھی طرح مرتّب کریں گے۔ میری رائے ہے مجمع النفائس سے پہلے آپ اسے مرتّب کر کے شائع کر دیں۔ آپ لکھیں تو میں نسخۂ بنارس کے عکس کے حصول کے لیے ایک باراور کوشش کروں۔

جس ایرانی دائرۃ المعارف کو قاسمی صاحب مرتّب کر رہے ہیں اس کی کئی میٹنگ ہو چکی ہے اور میں اس میں شریک ہوا ہوں، کام کی رفتار بہت سست ہے۔ خود مجھے سات عنوانات لکھنے کو ملے ہیں ایک پر بھی ابھی تک نہیں لکھ سکا ہوں، ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے دو تین مضامین لکھے ہیں۔

ڈاکٹر احمد خاں میرے ملنے والوں میں ہیں اور میمن صاحب سے تعلق کی بنا پر مجھے وہ بہت عزیز ہیں۔ ان کی تصانیف/ مقالات کی فہرست کسی طرح حاصل کیجیے۔ کچھ آف پرنٹس مل جائیں تو وہ بھی بھجوایئے۔ ان پر ایک مضمون لکھنا چاہتا ہوں۔ ایسے اچھے اسکالر کو شمالی ہند کے لوگ کم جانتے ہیں اس لیے کہ ان کی تحقیقات زیادہ تر شرق اوسط اور پاکستان کے رسالوں میں شائع ہوئی ہیں۔

دکتر خورشید رضوی صاحب کو خط لکھیے تو میرا سلام ضرور لکھ دیجیے۔

سیّد حسن عباس صاحب کے لیے میں اور دکتر نذیر احمد دونوں دست بدعا ہیں۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

حاشیے پر: کیا آپ ڈاکٹر منوہر سہائے انور سے واقف ہیں؟ انھوں نے تقسیم ہند سے پہلے پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے غالباً پروفیسر محمد اقبال کی نگرانی میں سراج الدین علی خاں آرزو پر ڈاکٹریٹ کی تھی۔ فارسی زبان وادب پر بہت گہری نظر رکھتے تھے۔ میں نے ان کے پچاسوں خطوط حاصل کیے ہیں، کیا لاہور، اسلام آباد وغیرہ سے کچھ خطوط مل سکیں گے؟ اپنے احباب سے بھی پوچھیے۔ اگر دانش کے اڈیٹر آپ ہوتے تو میں کہتا کہ میں انھیں اڈٹ کر دوں گا آپ ایک نمبر میں شائع کر دیں، بڑے قیمتی خطوط ہیں اور سب فارسی مسائل سے متعلق۔ دوسرے مندرجات بھی دلچسپ ہیں۔ یہ مواد ۶۰-۷۰ صفحات میں آئے گا۔

(۷۴)

۲۴/اپریل ۱۹۹۶ء

حضرت دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

۱۹ اپریل کا مرقومہ ملا۔

ارمغانِ وحید کے لیے آپ برّصغیر میں عربی ادب سے متعلق کوئی مقالہ مرحمت فرمائیں کیونکہ فارسی/ اُردو ادب پر کئی مقالے جمع ہو گئے ہیں، مگر عربی ادب سے متعلق کوئی مقالہ اس مجموعے میں شامل نہیں۔

دانش کے مطلوبہ شمارے ان شاء اللہ آپ کو بھجوائے جائیں گے۔ اب یہ پرچہ مرکز تحقیقات فارسی منتقل ہو گیا ہے مگر پرانی انتظامیہ کے ساتھ۔ آپ منوہر سہائے انور کے مکتوبات ضرور مرتّب کریں۔ یہ دانش میں ہی چھپ سکیں گے۔

کتاب التاجی کے لیے میں نے اس کے ناشر دکتر انصار زاہد خان صاحب کو کئی دفعہ لکھا ہے مگر ان کے دفتر میں کوئی معاون نہ ہونے کے باعث وہ بھجوانے سے قاصر ہیں۔ آپ ایک خط حکیم محمد سعید صاحب کو لکھیں، شاید وہ اپنے اثر ورسوخ سے بھجوادیں۔

میں نے انیس الاحبا پر کام کرنا ترک کر دیا ہے، یہ اطلاع ملنے کے بعد کہ عنقریب خدا بخش لائبریری انوار صاحب کا مرتبہ نسخہ شائع کر رہی ہے، میں نے تہران، علی گڑھ اور پٹنہ کے نسخے حاصل کر لیے تھے، انوار صاحب کا کام دیکھنے کے بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو کام شروع کروں گا۔

خورشید رضوی صاحب کا مجموعۂ مقالات تالیفات کے نام سے شائع ہو گیا ہے۔ اس میں عربی ادب پر کئی مقالے ہیں۔ ایک مقالہ میمن صاحب پر، ایک مقالہ دکتر پیر محمد حسن صاحب پر بھی ہے۔ اگرچہ یہ تاثراتی مضامین ہیں۔

دکتر احمد خان صاحب کو ابھی فون کیا ہے، معلوم ہوا کہ وہ مکان بنوا رہے ہیں اور گھر پر نہیں ہیں۔ رات کو فون کر کے ان سے دوبارہ رابطے کی کوشش کروں گا۔

میں فہرست مطبوعات فارسی میں پورے انہماک سے مصروف ہوں۔ کمپیوٹر بھی گھر پر لے لیا ہے۔

دکتر نذیر احمد صاحب، دکتر انصار اللہ صاحب کو سلام۔

عارف نوشاہی

(۷۵)

۱۱/ جون ۱۹۹۶ء

ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب مکرّم السلام علیکم

مورخہ ۲۴/۴/۲۴ مل گیا تھا، پھر دانش کے شمارے آئے، بہت ممنون ہوا۔ پارسل میں ۲۲ تا ۴۱ کے شمارے تھے باستثنا ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۷۔ یہ غالباً اس وقت نہ مل سکے، تلاش کرائیے، مل گئے تو میری فائل مکمل ہو جائے گی۔

ارمغان وحید کے لیے آپ کی فرمائش کا لحاظ رکھتے ہوئے اب امام صغانی کے دو قصیدے اشاعت کے لیے بھیجوں گا۔ یہ صغانی کے ایک شاگرد کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں اور ان کی نظر سے گزر چکے ہیں، ان اوراق کا عکسی اڈیشن شائع کرنے میں آپ لوگوں کو زحمت تو نہ ہوگی۔ ابتدا میں مختصر سی تمہید اُردو میں لکھ دوں گا اس کی کتابت کروا لیجیے گا یا کمپوز کرا لیجیے گا۔ آپ تحریر فرمائیں کہ یہ تحریر آپ کے لیے موزوں ہوگی یا نہیں اور آپ عکس شائع کر سکیں گے یا نہیں؟

منوہر سہائے کے کوئی ۷۵ خطوط ہوں گے اور میرے خیال میں دانش کے ڈیڑھ سو صفحات سے زائد میں آئیں گے۔ آپ براہ کرم اڈیٹر صاحب اور دوسرے ذمہ دار حضرات سے گفتگو کر لیں، اب دانش کی ضخامت کم ہو گئی ہے یہ خطوط کئی شماروں میں مکمل ہو سکیں گے۔

کتاب التاجی کے لیے میں نے سیّد مسعود احمد برکاتی صاحب کو لکھا ہے۔ انیس الاحباء پر کام جاری رکھیے، آپ کے اڈیشن کی بہر حال ضرورت ہوگی۔ پٹنہ میں ابھی یہ کتاب نہیں چھپی ہے۔ سنا ہے بیدار صاحب ساٹھ ستر کتابوں کے مسوّدات لائبریری میں رکھ کر یا مطبع کے حوالے کر کے آئے ہیں۔ اس کی طباعت کی نوبت کب آتی ہے؟ معلوم نہیں۔ کتابت ہو گئی ہے اس لیے چھپے گی ضرور۔

یہاں پچھلے ہفتے شعبۂ فارسی کا ایک سیمینار ''عہد شاہ جہاں کے فارسی ادب'' پر ہوا تھا، انوار صاحب اور سیّد حسن عباس صاحب بھی آئے تھے۔ سیّد صاحب نے انوار صاحب سے اس کی اشاعت کے بارے استفسار کیا تھا۔ معلوم ہوا ابھی کتاب نہیں چھپی ہے۔ سیمینار میں آپ کے عبد القادر صاحب بھی تشریف لائے تھے، میری ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ قاسمی صاحب نے ۸ فروری کو ۲۱۸۰ روپے بھجوا دیے تھے۔ میری تین رقمیں تھیں۔ وہ رقم جو خرید کتب کے لیے تھیں اور کچھ بچ گئی تھیں جو آپ نے

عبدالقادر صاحب کے حوالے کر دی تھیں۔ ۳۳۳ یا ایسی ہی ایک رقم مضمون کے مصادر کے ارسال میں خرچ ہوئی تھیں اور مضمون کے معاوضے کی رقم۔ جو رقم قاسمی صاحب نے بھجوائی ہے وہ غالباً ان تینوں رقوم کا مجموعہ ہے۔ یہ میں نے صرف آپ کی اطلاع کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس سلسلے میں خط کتابت مناسب نہیں ہے۔

خدا کرے فہرست مطبوعات فارسی کا کام جلد بوجوہ احسن انجام پا جائے، آپ غالب کے ایک معاصر امیر حسن بسمل (متوفی ۱۲۶۲ھ) کی کتاب پنج گلبن کی تلاش جاری رکھیں۔ کتاب اگر چھپی تھی تو اس کا کوئی نسخہ یہاں اب تک معلوم نہیں ہو سکا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس کا کوئی قلمی نسخہ بھی اب تک دریافت نہیں ہوا ہے۔ یہ فارسی انشا کی کتاب ہے اور غالب کی پنج آہنگ کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ مصنف کاکوری کے تھے وہاں کے کتب خانوں میں بھی اس کا کوئی نسخہ نہیں ملا۔

میں رقعات حزیں مرتبہ اشرف علی گستاخ مرتب کر رہا ہوں، معلوم ہوا ہے احسان دانش مرحوم کے پاس رقعات حزیں کا ایک نسخہ تھا، یہ ممکن ہے لاہور کے کسی کتاب خانے میں ہو۔ آپ کی نظر سے کوئی نسخہ گزرا ہو یا اب گزرے تو دیکھیے کہ اس میں صدر الدین بن زبردست خان فایز دہلوی کے نام کے خطوط موجود ہیں یا نہیں؟ یہی خطوط ہیں جنھیں گستاخ نے مرتب کیا ہے اور جس کا ایک نسخہ یہاں علی گڑھ میں محفوظ ہے۔ میری دلچسپی صرف اسی مختصر سے مجموعے سے ہے رقعات حزیں کے مجموعوں سے نہیں۔

دانشنامۂ زبان و ادبیات فارسی در شبہ قارہ کا ایک جلسہ علی گڑھ میں ۲۶ مئی کو ہوا تھا۔ مجھے ان عنوانات پر مضامین اور نوٹس لکھنے ہیں:

۱۔ کتب خانہ محمد حسین آزاد، لاہور، الزبیر بہاول پور کا ''کتب خانہ نمبر'' میں نے دیکھ لیا ہے۔

۲۔ منشی شمس الدین اعجاز رقم

۳۔ ابن پروین رقم (محمد اقبال) یہ عبدالمجید پروین رقم کے بیٹے ہیں اور ممکن ہی [کذا۔ ہے] زندہ ہوں۔ عبدالمجید نے علامہ اقبال کی بیشتر کتابوں کی کتابت کی ہے۔

۴۔ اشجار و اثمار (کتاب در ستارہ شناسی)

ان چار عنوانات پر مجھے لکھنا ہے۔ آپ کچھ مفید معلومات بھیج سکیں تو ضرور بھیجیے۔ اعجاز رقم اور ابن پروین رقم پر پاکستان میں خاصے معلومات مل سکتے ہیں۔ منزوی کی کتاب میں شاید اشجار و اثمار پر کچھ مواد مل جائے۔

دکتر خورشید رضوی اسلام آباد سے لاہور منتقل ہو گئے ہیں ورنہ بوقت ملاقات آپ کہتے کہ میں تالیف کا منتظر ہوں۔ ویسے وہ اکثر اپنی کتابیں اور مضامین کے آف پرنٹس بھیجتے رہتے ہیں۔ دکتر احمد خاں صاحب کو بھی سلام کہیے۔ مکان کی تعمیر مبارک ہو۔

استاد مرحوم میمن صاحب پر ایک تاثراتی مضمون میرے پاس محفوظ ہے۔ اگر ارمغان وحید کے لیے موزوں ہو تو اسے شائع کیجیے ورنہ دانش یا کسی رسالے کو دے دیجیے۔

حامل مکتوب ہذا مولوی مشتاق احمد تجاروی سے مل کر آپ بہت خوش ہوں گے۔ بہت صالح نوجوان ہیں اور بہت اچھا علمی ذوق رکھتے ہیں۔ یہاں کے ایک علمی ادارے سے متعلق ہیں۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

مختارالدین احمد

(۷۶)

۲۸/جون ۱۹۹۶ء

مکرّمی جناب ڈکٹر مختارالدین احمد صاحب سلام مسنون

مختلف ذرائع سے آپ کے دو مکتوبات (محررہ ۵ جون اور ۲۱ جون) مجھے ملے ہیں، لیکن مجھے آپ کا محررہ ۲۹ مئی تا حال نہیں ملا۔ اُدھر میں نے اِسی ہفتے رقعات حزین کی عکسی نقل بذریعہ رجسٹری آپ کو ارسال کی ہے، خدا کرے بحفاظت مل جائے۔

ثلاثہ غسالہ جن کتب خانوں یا مجلات میں تبصروں کے لیے درکار ہو اُن کے نام پتے لکھ بھیجئے، میں ڈکٹر وحید قریشی صاحب سے کہلوا کر نسخے ارسال کرنے کی کوشش کروں گا۔

اسامہ پر آپ کا مقالہ میں خود ادارے میں پہنچا کر آیا تھا اس لیے انھوں نے آپ کو رسید دینا ضروری نہیں سمجھا۔ البتہ اس کا معاوضہ آپ کو جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا بسہولت تہران اور ہندوستان میں مل سکتا ہے۔ اگر ہندوستانی رُپوں میں لینا چاہیں تو بھی ادارے کو لکھیے اور اگر ایرانی کرنسی میں مطلوب ہو تو عبدالقادر ہاشمی صاحب کے نام ایک وکالت نامہ تحریر فرما دیں۔

توصیف تبسّم صاحب سے فون پر بات ہوئی ہے، وہ آپ کی دی ہوئی کتابیں بدایون ہی میں بھول آئے تھے۔ اب اُن کے کوئی عزیز وہاں سے پاکستان آئیں گے تو ساتھ لیتے آئیں گے۔ یہ بات انھوں نے آپ کو علاحدہ خط میں بھی لکھ دی ہے۔

فرانس کا احوال آپ کو سابقہ خط میں لکھ چکا ہوں۔

حسن عباس صاحب کی طرف سے پریشانی ہے۔ انھیں بھی ۷ مئی کو خط لکھا تھا جس کا جواب تا حال نہیں آیا۔ خط انھیں گھر کے پتے پر لکھا تھا جبکہ خود وہ غالباً رام پور میں صولت لائبریری میں عارضی طور پر کام کر رہے ہیں، اس لیے خط ملنے میں دیر ہوئی ہو گی۔ لیجیے ان کا خط مل گیا۔ پریشانی دور ہوئی۔

یہاں فکر و نظر (اسلام آباد) میں ثلاثہ غسالہ پر ایک تبصرہ چھپوانا چاہتا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو چند سطریں مرحمت فرما دیں۔

تا ایں دم میں بھی ملازمت کی تلاش میں ہوں۔ دعا فرمائیں۔

عارف

(۷۷)

۱۹/جولائی ۱۹۹۶ء

حضرت محترم ڈکٹر مختارالدین احمد صاحب سلام مسنون

۱۱/جون کا رقیمہ پیشِ نظر ہے۔

ارمغان وحید کے لیے آپ امام صغانی کے قصاید اشاعت کے لیے ارسال فرما دیں۔ ان اوراق کی عکسی اشاعت ممکن ہے، لیکن دیکھ لیجیے گا آپ اصل سے جو فوٹو کاپی بھیجیں گے وہ اتنی صاف اور اعلیٰ ہونی چاہیے کہ اس سے جو فلم بنوائی جائے گی وہ پڑھا ہو۔ بہر حال یہ جلد از جلد روانہ کر دیں۔

منوہر سہائے کے جو بھی خطوط ہیں، آپ مہیا کر دیں۔ یہ قسطوں میں شائع ہو جائیں گے۔ اس طرح رقعات حزین بھی۔

آپ کا مکتوب مولوی مشتاق احمد تجاروی صاحب خود تو نہیں لائے تھے بلکہ پوسٹ کر دیا تھا۔

ارمغان وحید کے لیے مقالے کے لیے دوبارہ درخواست ہے۔ یہ صرف آپ اور دکتر حسن عباس صاحب کے مقالات موصول نہ ہونے کی وجہ سے مؤخر ہو رہا ہے۔

آزاد لائبریری علی گڑھ کے شعبہ مخطوطات میں ایک مخطوطہ رقم ۱۹۶ مذہب وفارسیہ بہ نام تذکرۃ الشیخ والخدم از صورت سنگھ عاقل موجود ہے۔ اگر کوئی صاحب وہاں اس مخطوطے کو ایڈٹ کر دیں تو یہاں ہم فوری طور پر چھاپ دیں گے۔ اگر وہاں تصحیح ممکن نہ ہو تو آپ اپنی کوشش سے اس کا زیروکس مہیا کرادیں۔ ہم یہاں کسی سے کام کروا کر شائع کر دیں گے۔

عارف نوشاہی

(۷۸)

۱۶/نومبر ۱۹۹۶ء

مجی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

تذکرۂ انیس الاحبار جسٹری سے ۳ نومبر کو بھیج دیا ہے، ملا ہوگا۔ اب آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی کہ آپ کام جاری رکھیں یا نہیں۔ میری رائے آپ کو معلوم ہے۔ خطوط رشید، نظیر صدیقی صاحب کو بھیج دی ہوگی۔

ارمغان وحید کے لیے صغانی کے قصیدے کے اچھے عکس کے بارے میں جو ہدایت آپ نے لکھی تھی اس کے بارے میں غور کر ہی رہا تھا کہ مشفق خواجہ صاحب نے یہ لکھ کر کہ مکتوبات ممتاز حسن بنام شعلہ انھوں نے ارمغان میں اشاعت کے لیے بھیج دیا ہے، بہت سکون میں نے محسوس کیا۔ یوں بھی بہت تاخیر ہو رہی تھی اور مزید تاخیر صرف میری وجہ سے ہو یہ مجھے پسند نہیں تھا۔ اب اس مضمون کی کتابت فوراً شروع کر دیجیے اور تصحیح کا خیال رکھیے۔ پروف آپ خود پڑھیں تو مجھے زیادہ خوشی ہو۔

منوہر سہائے کے خطوط آپ دانش میں شائع کرنے کو تیار ہیں۔ کیا آپ کمپوز کرائیں گے یا عکسی اڈیشن نکالیں گے؟ عکسی اڈیشن میں ضخامت بڑھ جائے گی، اس لیے کہ ان کی تحریر بہت جلی ہوتی تھی۔

دانش کا نہ شمارہ ۴۲ آیا اور نہ کوئی اور شمارہ۔ میں نے گمشدہ شماروں کی فہرست آپ کو ۹/۴/۹۶ کو بھیج دی تھی۔ پھر لکھتا ہوں۔ مطلوبہ شمارے یہ ہیں: ۲۲، ۲۶-۳۱، ۳۴، ۳۶؛ آخری شمارہ ۳۷ میرے پاس آیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ اسامہ والا مضمون ممکن ہے دائرۃ المعارف کی جلد ہفتم میں چھپے گا، کیا اب تک اس کی ۶ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ یکم سے ششم کی مجموعی قیمت ڈالر یا ہندستانی سکوں میں کیا ہوگی؟ ایک تخمینہ بتائیں۔

کتاب التاجی کا بڑا اشتیاق ہے۔ اس کا ایک نسخہ کہیں سے پیدا کیجیے۔

قاضی عبدالودود صاحب والے مجموعے کے لیے ایک علمی وتحقیقی مضمون عنایت فرمائیے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے آپ کو لکھا ہوگا۔ والسلام

[پس نوشت]

کچھ خطوط بھیج رہا ہوں براہ کرم انھیں مکتوب الیہم کو دے دیجیے یا ڈاک سے روانہ کر دیجیے۔

مختار الدین احمد

(۷۹)

۱۲رنومبر ۱۹۹۶ء

حضرت مکرّم   سلام مسنون

آپ کا تحفۂ محبت یعنی انیس الاحبا کا نسخہ ملا۔ اس کے لیے شکر گزار ہوں۔ میں اب بھی اس تذکرے کی تصحیح میں مصروف تھا۔ اب متذبذب ہوں کہ کام جاری رکھوں یا ترک کر دوں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ ابھی میں نے مطبوعہ متن کی صحت کا جائزہ نہیں لیا۔ البتہ [چند] ایک مقامات پر (ص ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶) پر صفحات آگے پیچھے جُڑ گئے ہیں۔ تعلیقات بھی نہیں ہیں۔ خط بھی بہت خفی ہے اور استفادہ کرنے والوں کی نظر پر بار پڑتا ہے۔ مگر اصل بات صحتِ متن کی ہے۔

جیسے آپ فرمائیں؟ رشید احمد صدیقی کے خطوط نظیر صدیقی صاحب کے حوالے کروں گا۔

غالب انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے حال ہی میں ڈکٹر نذیر احمد صاحب کا دعوت نامہ ملا ہے کہ ۲۳ دسمبر کے سیمینار میں شریک ہوں۔ اس کا رسمی جواب انھیں میں نے دہلی کے پتے پر روانہ کیا ہے۔ چونکہ وہ خود علی گڑھ میں ہوتے ہیں اس لیے ممکن ہے انہیں وہ خط دیر سے ملے۔ میں نے سیمینار میں شرکت کے لیے رضامندی ظاہر کی ہے مگر اس کے لیے حکومت ہند کی طرف سے ویزا اسلام آباد آنا ضروری ہے۔ ورنہ مشکل ہو جائے گا۔ آپ ڈاکٹر صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کروائیں۔

ارمغان وحید کے لیے آپ کا مضمون کمپوز ہو رہا ہے۔

عارف نوشاہی

(۸۰)

۲۹رنومبر ۱۹۹۶ء

مکرّمی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب   السلام علیکم

مکرمت نامہ مورخہ ۱۲رنومبر موصول ہوا۔ ممنون ہوا۔ دکتر نذیر احمد صاحب کے نام کا خط انھیں دے دیا گیا۔ وہ کہتے ہیں دہلی جا کر آپ کے ویزے کے بارے میں ممکن کاروائی کریں گے۔ وہ آپ کو اس سلسلے میں خط لکھیں گے۔ آپ وہاں بھی کوشش کرتے رہیں۔ نجم الاسلام صاحب (حیدر آباد)، جمیل جالبی صاحب کراچی، جمیل الدین عالی صاحب، اور اک صاحب اور ایوان غالب کے جلسے میں آنے والے ہیں۔ آپ پانچوں حضرات کے لیے ایوان غالب کی صدر (بیگم فخر الدین علی احمد) یا سکریٹری (مسٹر دُرّ ریز احمد) کی طرف سے سفارت خانۂ پاکستان کو بھی لکھا گیا ہے یا لکھا جا رہا ہے کہ ان کی حکومت انھیں ویزے مہیا کرے۔ تفصیلات آپ کو ڈاکٹر صاحب کے خط سے معلوم ہو جائے گی۔

آپ تذکرۂ انیس الاحباء پر کام جاری رکھیں۔ ایک کتاب کے کئی اڈیشن نکلتے ہیں۔ پھر یہاں کا ایڈیشن وہاں محدود تعداد ہی میں پہنچ سکے گا، آپ کا ایڈیشن وہاں پھیلے گا اور لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ پھر آپ کا ایڈیشن زیادہ مفید اور جامع ہوگا۔ صحت متن کے ساتھ مفید تعلیقات بھی ضروری ہیں وہ آپ بہتر طور پر کر سکیں گے۔

آپ نے تحریر فرمایا کہ ارمغان وحید کے لیے میرا مضمون کمپوز ہو رہا ہے۔ جب کمپوز ہو کر اس کی تصحیح ہو جائے تو براہ کرم اس کی زیروکس کاپی بنوا کر فوراً رجسٹری سے آپ روانہ کر دیں کہ اگر کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں، یا بطور

استدراک مجھے کچھ لکھنا ہو تو میں لکھ کر بھیج سکوں اور آپ لوگ آخر کتاب میں کسی خالی صفحے یا جگہ پر شائع کر سکیں۔

دانش کے مطبوعہ شمارے اب تک نہ آئے۔ پتا انگریزی میں لکھوایے گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۸۱)

۱۷ر دسمبر ۱۹۹۶ء

محترم جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ کے دو خطوط پیشِ نظر ہیں: ۱۶/۱۱/۹۶ اور ۲۹/۱۱/۹۶ جو بالواسطہ ملے۔ ایک لفافے میں کچھ اور خطوط بھی تھے جو ڈاک سے روانہ کر دیے ہیں۔ نظیر صدیقی صاحب کو خطوط رشید بھی پہنچا دیے گئے ہیں۔ خطوط کا جواب اس لیے مؤخر رکھا کہ غالب سیمینار میں شرکت کی امید و بیم تھی۔ بیم، غالب آیا۔ سفارت خانے نے ویزا دینے سے انکار کیا اور اب یہ خط لکھ رہا ہوں۔

منوہر سہائے کے خطوط کمپوز ہوں گے۔ عکسی اشاعت چنداں مفید نہ ہوگی لہٰذا آپ ہاتھ سے لکھا ہوا متن (آپ کی دستی نقل) ارسال فرما دیں۔

دانش کے کچھ شمارے دو پیکٹوں میں بھیجے گئے ہیں۔ ایک تیسرا پیکٹ عنقریب روانہ کیا جائے گا۔ اس طرح آپ کی فائل مکمل ہو جائے گی۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی (فارسی) کی چھ جلدیں چھپ چکی ہیں۔ ان کی مجموعی قیمت پچاس ڈالر سے زیادہ نہیں بلکہ اس سے بھی کمتر۔ اس دائرۃ المعارف کا ساتھ ساتھ عربی ترجمہ بھی چھپ رہا ہے۔ دو جلدیں اس کی شائع ہو چکی ہیں۔

کتاب التاجی کے حصول کا موثر ترین ذریعہ یہی ہے کہ آپ حکیم محمد سعید صاحب یا ڈاکٹر انصار زاہد خان صاحب کو خط لکھیں۔

ارمغان وحید میں شامل آپ کے مضمون کا جب آخری پروف آ جائے گا تو اس کی زیروکس کاپی پیش ہوگی۔ میں کل لاہور جا رہا ہوں تا کہ ارمغان کے معاملات پر شرکا سے مشورہ ہو سکے۔ یہ مجموعہ فروری ۹۷ میں آ جانا چاہیے۔

میں نے تذکرہ انیس الاحباء پر کام روک دیا ہے۔ ٹھیک ہے معیاری طباعت اور تعلیقات کے حوالے سے اس پر کام کرنے کا جواز نکلتا ہے مگر ہمارے ہاں ادارے شائع شدہ کتاب (اور وہ بھی فارسی) از سرِ نو شائع کرنے سے کتراتے ہیں۔

دکتر حسن عباس صاحب کا شعبۂ اُردو رانچی یونیورسٹی میں تقرر ہو گیا ہے۔ اس خبر سے خوشی ہوئی۔

عارف نوشاہی

(۸۲)

۲ر جنوری ۱۹۹۷ء

محبی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۱۷ دسمبر کل یکم جنوری کو ملا۔ دکتر نذیر احمد صاحب اور نعمانی صاحب کو خطوط بھیج دیے جائیں گے، آج شام کو یا

کل۔ نظیر صدیقی صاحب کا ابھی کوئی خط کتاب کی رسید میں نہیں آیا ہے اگر انھوں نے لکھا ہے تو راہ میں ضائع ہوا۔ موقع ملے تو انھیں ٹیلیفون کر کے اطلاع کر دیجیے گا کہ میں ان کے خط کا منتظر ہوں۔

غالب کے سے نار میں آپ کی اور نجم الاسلام صاحب کی عدم شرکت کا افسوس رہا، بہر حال یار زندہ صحبت باقی۔

منوہر سہائے کے خطوط کی آپ مجھ سے نقل کیوں کراتے ہیں، ان کی تحریر بہت واضح، صاف، جلی اور مجھ سے بدر جہا بہتر ہے، عکس بھی بہت صاف ہے، آپ کے کمپوزیٹر کو میری تحریر کی بہ نسبت ان کی تحریر پڑھنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔ اس عکس پر میں اپنے قلم سے کہیں کہیں حواشی لکھ دوں آپ میری رائے سے متفق نہ ہوں تو لکھیے، کسی سے نقل کرانے کا انتظام کیا جائے، لیکن نقل نہ اتنی خوش خط ہوگی نہ صحیح۔ اب آپ فرمائیے۔

دانش کے دو پیکٹ پہنچے شکریہ۔ تیسرا پیکٹ ابھی نہیں موصول ہوا۔ کیا دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی آخری جلد میں میرا مقالہ اسامۃ بن منقذ پر شائع ہوگیا؟ ہوگیا ہو تو ان صفحات کی عکسی نقل بھیج دیں تو کرم ہو۔

کتاب التاجی ابھی نہیں پہنچی، کراچی سے ایک دوست بھیج دیں گے۔ ارمغان وحید میں اپنے مضمون کے عکس کا انتظار رہے گا۔ تذکرہ انیس الاحباء کیا ایران میں نہیں چھپ سکتا؟ شاید نہیں، وہاں کے موجودہ محققین کو مرزا فاخر مکین ہی سے دلچسپی نہیں ہوگی، ان کے تلامذہ سے کیا ہو سکتی ہے۔

ڈکٹر سیّد حسن عباس صاحب کا عرصہ سے خط نہیں آیا ہے۔ ان کے لکچرر ہونے کی اطلاع بھی ایک دوست سے دی ہے۔

دعا ہے کہ جہاں بھی رہیں خوش رہیں۔

نیا سال مبارک ہو۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۸۳)

۳۰ر جنوری ۱۹۹۷ء

مکرّمی ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

مرقومہ ۲/۱/۹۷ براستہ لاہور ملا۔

منوہر سہائے کے خطوط کی اگر تحریر واضح ہے تو اسی کا عکس ضروری حواشی کے ساتھ ارسال فرما دیں۔ نقل کرانے کی ضرورت نہیں۔

آپ کے لیے اچھی خبر یہ ہے کہ حزیں کے رُقعات کا وہ مخطوطہ مجھے دستیاب بلکہ بازیاب ہوگیا ہے جس کا ذکر میں نے اپنے پچھلے کسی خط میں کیا تھا کہ برسوں پہلے احسان دانش (لاہور) کے ہاں دیکھا تھا۔ احسان دانش کا ذخیرۂ مخطوطات کتب خانۂ ملّی پاکستان اسلام آباد منتقل ہوگیا ہے۔ یہ نسخہ وہیں دیکھا اور فوراً عکس کے لیے درخواست گذار دی جو عید الفطر کے بعد مل جائے گا اور آپ کا جب آئندہ خط آئے گا تو اس کے جواب کے ساتھ ضمیمہ کر دوں گا۔ حزیں کا دیوان اور تذکرۃ المعاصرین چند ماہ ہوئے تہران سے از سرِ نو خوبصورت طریقے سے شائع ہو گئے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ کتاب التاجی ابھی نہیں چھپی۔ جناب یہ کتاب چھپ چکی ہے اور میرے پاس اس کا مطبوعہ نسخہ موجود

ہے۔ میں نے دکتر ریاض الاسلام صاحب سے آپ کی طلب کا ذکر کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ براہِ راست حکیم صاحب کو لکھنا مفید رہے گا۔

ارمغان وحید کا کام سست روی سے جاری ہے۔ ہمارا خیال تھا یہ فروری ۹۷ میں شائع ہو جائے گا مگر ابھی دو تین ماہ مزید درکار ہیں۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی جلد ہفتم ابھی موصول نہیں ہوئی، اگر آپ کا مقالہ اس میں درج ہوا تو ضرور عکس ارسال کروں گا۔

دکتر حسن عباس بظاہر واپس رام پور آگئے ہیں۔ ڈالٹن گنج دور افتادہ جگہ ہے جہاں ان کا رہنا مفید نہ تھا۔ افسوس کہ ابھی تک ان کے لیے بالاستقلال کسی کام کا انتظام نہیں ہو سکا۔

عارف

(۸۴)

۲۵/فروری ۱۹۹۷ء

مکرّمی جناب عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ ۳۰ جنوری سیّد حسن عباس صاحب نے رام پور سے بھجوا دیا تھا، پھر وہ جب ۲۲ ماہ رواں کو اُردو کی سلکشن کمیٹی میں شرکت کے لیے آئے تو ان سے ملاقات ہوئی۔ لکچرر شپ میں ان کے لیے گنجائش نہیں نکل سکی توجہ اور کوشش کے باوجود۔ پانچ چھ اسامیوں کے لیے ۱۵۳ امیدوار انٹرویو میں شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک انٹرویو ہوتا رہا۔

۸ ریسرچ اسکالرز برسوں سے لکچرر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے ان میں صرف پانچ لیے گئے، تین بیکار ہو گئے، ان حالات میں سیّد صاحب کے لیے کچھ نہ ہو سکا۔ ان کی درخواست شعبۂ فارسی کی ریڈر شپ کے لیے بھی ہے، ابھی انٹرویو نہیں ہوا۔ خدا کرے اس میں وہ کامیاب ہو جائیں۔

۲۔ منوہر سہائے انور کی تحریر بہت واضح ہے، کمپوزنگ میں زحمت نہ ہوگی۔ میں زیروکس بنوا کر اسی کاغذ پر ضروری حواشی لکھ دوں گا۔

۳۔ حزیں کے رقعات (مخطوطۂ احسان دانش) کی بازیابی کی خبر سے بہت مسرت ہوئی۔ اب تک یقین ہے عکس بن چکا ہوگا۔ دیوان حزیں سے تو مجھے فی الحال دلچسپی نہیں ہے لیکن تذکرۃ المعاصرین کے نئے ایرانی اڈیشن یہاں تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔

۴۔ کتاب التاجی کے لیے حکیم محمد سعید صاحب کو لکھوں گا۔

۵۔ دانش کے کچھ مزید شمارے آپ بھیجنے والے تھے۔

ڈاکٹر سیّد احمد حسینی ہندوستان یا پاکستان آنے والے ہوں تو لکھیے گا۔

امید [ہے] آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

مختار الدین احمد

یادداشت از مرتب: یہ خط مشفق خواجہ صاحب کے توسط سے ملا، خط کے اختتام پر انھوں نے لکھا: ''سلام مسنون۔ یہ خط آج ہی موصول ہوا ہے۔ مشفق خواجہ۔ ۱۴/۷/۹۷ء''

(۸۵)

۶ر فروری ۱۹۹۷ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

مجھے ''ادارۂ ادبیات اُردو' حیدر آباد پر ایک ایرانی دائرۃ المعارف کے لیے مقالہ لکھنا ہے۔ مجھے اس مقالے کے لیے حسبِ ذیل استفسارات درپیش ہیں:

۱۔ سالِ قیام

۲۔ بانی کون تھا، بعد میں کون لوگ انتظامیہ سے وابستہ رہے؟

۳۔ موجودہ حیثیت کیا ہے یعنی سرکاری تحویل میں ہے یا غیر سرکاری؟

۴۔ کتب خانے میں مخطوطات کی کل تعداد کیا ہے؟

۵۔ کون کون سی فہارس مطبوعات شائع کی ہیں (مخطوطات کی فہرست کی تفصیل میرے پاس ہے، ماسوئی زور صاحب کی چھٹی جلد کے)

۶۔ کتب خانے کے بارے میں مزید مفید معلومات جو مہیا ہو سکیں۔

ممنون ہوں گا۔ جواب براہِ راست ارسال کریں تا کہ جلد مل سکے۔

اسی نوعیت کی معلومات دہلی کے اسلامیہ کالج کے کتب خانے کے بارے میں درکار ہیں۔

عارف

(۸۶)

۲۵ر اپریل ۱۹۹۷ء

محترم دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام

۲۵ فروری کا مرقومہ بوساطت حضرت مشفق خواجہ صاحب ملا۔ جواب میں تقریباً دو ماہ کی تاخیر کا اصل سبب رقعات حزین کی عکسی نقل کا بروقت تیار نہ ہونا تھا۔ اب یہ نقل دستیاب ہوئی ہے تو پیشِ خدمت ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے ایڈٹ کر کے مجھے بھیج دیں یہاں سے شائع ہو جائے گا۔ اس پر ایک مقدمہ بھی ظاہر ہے آپ تحریر فرمائیں گے۔ جسے ہم فارسی میں ترجمہ کر لیں گے۔

آپ نے اور مخدومی دکتر نذیر احمد صاحب نے بھی یادگار نامۂ قاضی عبدالودود کے لیے مقالے کا حکم دیا تھا۔ اس کی تعمیل بھی کر رہا ہوں اور عوارف المعارف کے بارے میں ایک مقالہ ارسال ہے جو خاص اسی یادگار نامہ کے لیے تحریر کیا ہے۔ ایسے یادگار ناموں (جیسا کہ میرا تجربہ ہے) کی اشاعت سالہا سال طول کھینچتی ہے۔ مجھے یاد ہے کوئی چار پانچ سال پہلے دکتر نذیر احمد صاحب کے جشن نامہ کے لیے ایک مقالہ تہران سے بھیجا تھا اس کا انجام نہیں معلوم کیا ہوا؟ ایسا جشن نامہ میری نظر سے تو نہیں گذرا (کارنامۂ دکتر نذیر اور چیز ہے)۔ جشن نامہ دکتر وحید قریشی بھی ہمارے سامنے ہے۔ امید ہے یادگار نامۂ قاضی بروقت شائع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر نظیر صدیقی صاحب سے ملاقات ہوئی تھی، آپ کا ذکرِ خیر رہا۔ اب وہ گراں گوش ہو گئے ہیں۔ آلۂ سماعت بھی استعمال نہیں کرتے۔ بات گوش گذار کرنے والے کو عجیب مشکل رہتی ہے۔

ارادتمند، عارف نوشاہی

(۸۷)

۱۹رمئی ۱۹۹۷ء

محبی ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

میں دو ہفتے کے لیے باہر گیا ہوا تھا واپسی پر مورخہ ۲۵اپریل ڈاک [میں] رکھا ہوا ملا۔ رقعات حزیں کی عکسی نقل دیکھ کر بہت خوش ہوا، اچھا نسخہ ہے اور عکسی بھی بہت اچھا بنا ہے۔ آپ کا ممنون ہوں آپ نے بہت زحمت اٹھائی۔ فرصت ملتے ہی مرتب کروں گا اور آپ کو بھیج دوں گا۔

عوارف المعارف پر آپ کا مضمون برائے یادگار نامۂ قاضی عبدالودود ملا۔ بہت اچھا مضمون ہے دوسرے ہی دن جا کر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو دے آیا۔ ابھی کچھ مزید مضامین کا انتظار ہے اس لیے کتابت شروع نہیں کرائی گئی ہے۔ جو مقالہ آپ نے نذرِ نذیر احمد کے لیے لکھا تھا وہ ڈاکٹر شریف الحسن قاسمی کے پاس ہوگا، آپ عنوان بتائیں تو میں قاسمی صاحب سے پوچھ لوں۔ حالات مساعد نہیں اس لیے مجموعہ ابھی شائع نہیں ہوا۔

ڈاکٹر نظیر صدیقی صاحب کے ثقل سماعت کا حال سن کر افسوس ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں شفا دے۔

معلوم ہوا ہے کہ سیّد حسن عباس صاحب رام پور سے ڈالٹن گنج چلے گئے، ان کا پتا معلوم ہو تو لکھیے۔ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کو معلوم نہیں۔

یاد آتا ہے کہ آپ کے مذکورہ بالا مکتوب کا جواب اور رقعات حزیں کی رسید بھیج چکا ہے۔ لیکن اس کا یقین نہیں اس لیے آج کا خط اتفاق سے سامنے آ گیا تو پھر خط لکھ دینا ضروری معلوم ہوا۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

پس نوشت: نظیر صدیقی صاحب کو اپنے گاؤں سے ان کے خط مورخہ ۲۱/۴ کا جواب یکم مئی کو بھیجا ہے، ملا ہوگا۔ ان کے گوش گذار کر دیجیے کہ پروین شاکر کے خطوط بنام نظیر صدیقی کا کوئی نسخہ اب تک نہیں ملا ہے۔

مختار الدین احمد

(۸۸)

۹رجولائی ۱۹۹۷ء

محترم جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوا کہ آپ کو رقعات حزین کا زیراکس اور یادنامۂ قاضی عبدالودود کے لیے ایک مقالہ ارسال کیا تھا۔ رسید نہ ملنے کی وجہ سے تشویش ہے۔ یہ سب چیزیں بصیغہ رجسٹری روانہ کی تھیں۔

عارف نوشاہی

۳۱/جولائی ۱۹۹۷ء

مکرّمی ڈکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

مورخہ ۹/جولائی مجھے سفر اردون [اردن] کی واپسی پر ۲۶ کو پڑھنے کا موقع ملا۔ رجسٹرڈ گرامی نامہ مورخہ ۲۵/۴ مجھے ۱۸ اپریل کو ملا۔ رقعات حزیں کا عکس بھی ملا جو آپ نے ازراہ کرم میرے لیے تیار کرایا تھا اور نذر نذیر احمد کے سلسلے میں آپ کے خط سے یہ اطلاع بھی ملی کہ کئی سال پہلے آپ نے ایک مضمون بھیجا تھا تہران سے۔ یہ مضمون تو ڈکتر شریف حسین قاسمی کے پاس ہونا چاہیے جو یہ کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ وہ شعبۂ فارسی، دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر اور آج کل اس کے صدر ہیں۔ مضمون کچھ آ گئے ہیں لیکن اور مسائل کی وجہ سے اس سلسلے میں زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔

یادگار نامۂ قاضی عبدالودود کے لیے آپ کا گراں قدر مقالہ ''عوارف المعارف'' اسی رجسٹرڈ پیکٹ میں تھا جسے میں نے دکتر نذیر احمد صاحب کو دے دیا ہے۔ وہ امریکہ گئے ہوئے ہیں۔ مہینے ڈیڑھ مہینے میں آ جائیں گے۔

آپ نے کرم فرما کر رقعات حزیں کا عکس بھیجا، یہ کیوں کر ممکن تھا کہ میں اس بات کا شکریہ ادا نہ کرتا اور اس کی رسید نہیں بھیجتا۔ میں نے سہ شنبہ ۲۰ مئی کو رسید اور شکریے کا خط لکھ دیا تھا اور براہِ راست بھیجا تھا اور خیال آتا ہے کہ گھر کے پتے پر بھیجا تھا، ظاہراً راہ میں ضائع ہوا۔ آپ نے اچھا کیا کہ خط لکھ کر پوچھ لیا بہر حال اطمینان خاطر رہے کہ عکس بھی مل گیا ہے اور عوارف کے سلسلے میں آپ کا مضمون بھی۔

نذر وحید قریشی کا کام کس منزل پر ہے؟ اس کے لیے میرا جو مضمون مشفق خواجہ صاحب نے آپ کو بھیجا تھا اس کے بارے میں مہینوں پہلے آپ نے یا دکتر رفیع الدین ہاشمی نے لکھا تھا کہ کمپوز ہو گیا ہے یا جلد ہی کمپوز ہونے والا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کمپوز کیے ہوئے اوراق کی زیروکس کاپی روانہ فرما دیں تاکہ اگر غلطی کی اصلاح کی ضرورت ہو یا استدراک کے طور پر کچھ لکھنا ہو تو میں آپ کو لکھ کر بھیج دوں۔ موقع ہوگا تو کسی خالی جگہ پر چند سطروں کا اندراج کرا دیں گے۔ اب تک کتابت کیے ہوئے یا کمپوز کیے ہوئے صفحات کی زیروکس کاپی نہ آئی، براہ کرم آپ توجہ فرمائیں۔

المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیہ کے مؤتمر یازدہم میں شرکت کے لیے پاکستان سے حکیم محمد سعید، پروفیسر خورشید احمد اور پروفیسر ظفر اسحاق انصاری (اسلام آباد) تشریف لانے والے تھے، ان میں سے کوئی نہ آیا۔ خورشید احمد صاحب لندن سے آنے والے تھے۔ ان کا آنا اتنا یقینی تھا کہ جلسہ گاہ میں آخری دن تک ان کی کرسی، مائکروفون اور نام کا کارڈ ویسے ہی محفوظ رہا۔ اتفاق سے میری نشست سے ان کی نشست بالکل ملی تھی، ان کی خالی جگہ دیکھتا تھا تو انتظار شدید ہو جاتا تھا۔ خدا کرے وہ بخیر ہوں۔

آپ کے یہاں سے صرف جسٹس جاوید اقبال صاحب شریک ہوئے۔ اس بار ان کا بہت ساتھ رہا۔ عمان ایئرپورٹ پر ہم دونوں کے جہاز تقریباً ایک ہی وقت میں آئے، ساتھ ہی اپنے مستقر ریجنسی پیلس ہوٹل پہنچے اور ایک ہی فلور پر تین چار کمروں کے فاصلے پر ہم لوگوں کو جگہ ملی۔ ۲۵ کی شب کو پھر ایئرپورٹ پر ہم دونوں جدا ہوئے۔ ان کا کراچی جانے والا جہاز ۱۰ منٹ پہلے تھا، دہلی آنے والا دس منٹ بعد کو چلا۔

اِس طرف کچھ دنوں سے رسالہ دانش نہیں ملا ہے۔ لکھیے گا کہ آخری شمارہ کون سا ہے اور کب شائع ہوا؟ تاکہ میں آپ کو اطلاع دے سکوں کہ میرے پاس آخری شمارہ کون سا ہے۔

افسوس ہے کہ حسب وعدہ دانش کے لیے جس تحریر کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ اپنی گونا گوں مصروفیتوں کی وجہ سے اب تک نہ بھیج سکا۔

ہاں اب کے مہدی محقق صاحب آئے تھے، ان سے بہت ملاقاتیں رہیں۔ شام کی چائے پر اکثر ملاقاتیں رہیں اور کبھی کبھی صبح کے ناشتے اور کھانے پر بھی۔ انھوں نے اپنی خودنوشت لکھی ہے وہ تو اب نہیں ملتی، اس کی عکسی نقل بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ وفقہ اللہ۔

امید آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام

[پس نوشت]

دکتر احمد خاں کا حال بہت دنوں سے معلوم نہیں ہوا۔ نہ ان کا اس طرف کوئی خط آیا۔ ان کے قائم کردہ ایک ادارے کا اطلاع نامہ آیا تھا وہ میں نے معارف میں چھپوا دیا تھا، یہ خط کاغذات میں کہیں دب گیا تھا آج ۳۰/۸ کو روانہ ہو رہا ہے۔

مختار الدین احمد

یادداشت مرتب:

یہ خط مشفق خواجہ صاحب کے توسط سے ملا۔ خط کے پہلے صفحہ کے بائیں کونے پر انھوں نے تحریر کیا: ''میری طرف سے بھی سلام قبول فرمائیے اور کتابوں کا شکریہ، مشفق خواجہ، ۹۷/۹/۹''

(۹۰)

۱۹/اگست ۱۹۹۷ء

محترم ڈاکٹر صاحب سلام مسنون

۱۰/مئی کا مرقومہ ۱۹/اگست کو ملا۔ یعنی تین ماہ کے تعطل کے بعد، جس سے یہ خبر ملی کہ رقعات حزین آپ کو مل چکے ہیں۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب ڈاک کے نظام میں ایسی خرابی ہو تو قیمتی کاغذات کے بارے میں کیسی تشویش رہتی ہوگی۔

یادگار نامۂ قاضی عبدالودود کے لیے اپنا نظرِ ثانی شدہ مضمون بھیج رہا ہوں۔ از راہِ کرم پہلا مسودہ واپس لے کر تلف کر دیں اور یہ استعمال کریں۔

جشن نامۂ دکتر نذیر احمد کے لیے میں نے جو مضمون بھیجا تھا وہ ''احوال و آثار درویش علی بوزجانی'' تھا۔ اس بات کو چار پانچ سال ہو رہے ہیں۔ ابھی تک میں نے وہ مضمون کہیں اور نہیں چھپوایا اور صرف جشن نامۂ نذیر احمد کے لیے لکھا تھا۔

ارمغان وحید کی اشاعت میں بھی کئی طرح سے تاخیر واقع ہو رہی ہے۔ آپ واقف ہیں کہ ایسے کام جو تجارتی نہ ہوں، تاخیر کا شکار رہتے ہیں۔

عارف نوشاہی

(۹۱)

۱۶/ستمبر ۱۹۹۷ء

محترم ڈاکٹر صاحب سلام مسنون

۹۷/۷/۳۱ کا مرقومہ بوساطت مشفق خواجہ صاحب ملا۔

نذر وحید قریشی کے فائنل پرنٹ تیار ہیں۔ جولائی کے اوائل میں رفیع الدین ہاشمی صاحب دہلی یونیورسٹی کے کسی اُردو

سیمنار میں گئے تھے، خیال تھا کہ وہ آپ کا مقالہ ساتھ لے جائیں اور آپ کو پہنچا دیں مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ اب یہ مقالہ آپ کو دکھانے کا شائد موقع نہیں کیونکہ مزید تاخیر گوارا نہیں ہے۔

دانش ۴۷ شائع ہو چکا ہے۔

آپ تمام خطوط میرے گھر کے پتے پر روانہ کیا کریں۔

عارف نوشاہی

(۹۲)

۲۷/اکتوبر ۱۹۹۷ء

محترم جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد زید عزہ سلام مسنون

یہ عریضہ جس خاص مقصد کے لیے روانہ کر رہا ہوں پہلے وہ تحریر کروں:

ایران کا قومی کتب خانہ علوم کتابداری و معلوماتِ عامہ کے موضوع پر ایک تخصیصی دائرۃ المعارف مرتّب کر رہا ہے۔ اس کے لیے انہوں نے مجھے دو مضمون لکھنے کے لیے کہا ہے:

الف: اُردو زبان میں عمومی دائرۃ المعارف

ب: اُردو زبان میں اسلامی دائرۃ المعارف[1]

میں یہاں پاکستان میں اس کے لیے مواد جمع کر رہا ہوں اور کچھ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ اس ضمن میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آزادی (۱۹۴۷ء) سے قبل ہندوستان میں دو کوششیں ہوئی تھیں، ایک محمد عبدالمقیت نیموی نے انگریزی انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا اُردو ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔ مجھے اس کے پاکستان میں صرف تین کُرّاسے ملے ہیں۔ آپ ازراہِ کرم لکھیے کہ اس کے کل کتنے کُرّاسے چھپے تھے اور یہ کس مادّہ تک پہنچا تھا؟ دوسرا مجھے عبدالمقیت صاحب کا سالِ پیدائش اور وفات بھی مطلوب ہے اور یہ کہ ان کے علمی رجحانات کیا تھے جن کا ذکر اپنے مقالے میں کرسکوں۔

دوسری کوشش محی الدین قادری زور صاحب نے کی تھی اور ادارہ ادبیات اُردو، حیدرآباد سے ایک کُرّاسہ ب، پ، ۱۹۵۱ء [میں] چھاپا تھا۔ کیا اس کے مزید کُرّاسے بھی شائع ہوئے ہیں اور اسے کس مادّہ تک پہنچایا گیا تھا؟

ان دو دائرۃ المعارف کے علاوہ اگر ہندوستان میں کوئی علمی، فنّی، تخصیصی، اسلامی دائرۃ المعارف شائع ہوا ہو تو مجھے آگاہ فرمایئے۔ مرتّب کا نام، طباعت کا مقام اور سالِ طبع یادداشت فرمایئے۔

۲۴-۲۵ اکتوبر کو لاہور میں رابطۂ ادب اسلامی شعبۂ پاکستان نے حرمین شریفین کے سفرناموں کے موضوع پر سیمنار کروایا۔ ہندوستان سے ابوالحسن علی ندوی اور پروفیسر نثار احمد فاروقی بھی شریک تھے۔ لاہور میں ڈاکٹر خورشید رضوی نے پروفیسر فاروقی کو جو عشائیہ دیا اس میں آپ کا بار بار ذکرِ خیر آیا۔ ڈھاکہ سے آپ کے ایک شاگرد ابوبکر صدیق بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کا ذکر فرمایا۔ ۲۲ اکتوبر کو اورینٹل کالج لاہور کا ۱۲۵ سالہ یوم تاسیس تھا۔ ایک تقریب اس مناسبت سے بھی ہوئی۔ میں ان تقاریب میں شریک تھا تو غیر ملکی مہمانوں سے ملاقات کا موقع نکل آیا۔ پروفیسر فاروقی صاحب کو ساتھ لے کر وحید قریشی صاحب کے ہاں بھی گیا۔ وہاں قریشی صاحب نے آپ کا احوال ان سے پوچھا۔

ازراہِ کرم جواب براہِ راست اور رجسٹرڈ ڈاک سے دیجیے گا تاکہ آپ کی مہیا کردہ معلومات جو بہت قیمتی ہوں گی، ڈاک کی بدانتظامی کی نذر نہ ہو جائیں اور مجھے بروقت مل جائیں۔

عارف

(۹۴)

۴رنومبر ۱۹۹۷ء

عارف صاحب مکرّم السلام علیکم

کچھ دیر پہلے مکرمت نامہ مورخہ ۲۷/ اکتوبر موصول ہوا۔ اہمیت کی بنا پر فوراً جواب لکھ رہا ہوں۔

ایران کے لوگ خوب کام کر رہے ہیں۔ اس نئے دائرۃ المعارف کی اطلاع سے بہت خوش ہوئی کہ وہ علوم کتابداری پر مضامین و معلومات شائع کر رہا ہے۔ آپ کی ابتدائی سطریں پڑھنے کے بعد ہی عبدالمقیت صاحب اور سیّد محی الدین قادری زور کے مرتّب کردہ دائرۃ المعارف کا خیال آیا کہ ان کا نام لکھ کر بھیج دوں، لیکن مکمل خط پڑھنے پر معلوم ہوا کہ بحمدہ آپ دونوں کی کوششوں سے واقف ہیں۔

زور مرحوم نے بڑے پیانے پر یہ کام شروع کیا تھا۔ دو جلدیں تیار تھیں لیکن شائع نہ ہوسکیں۔ مجھ سے بھی متعدد مضامین انھوں نے لکھوائے تھے۔ دو چ ہزار کے صفحات معلوم نہیں کیا ہوئے۔ ادارۂ ادبیات اُردو حیدر آباد سے منسلک ایک صاحب وقار خلیل تھے کبھی موقع ہو تو ان سے پوچھیے، اس کا امکان ہے کہ مسوّدات اس ادارے میں محفوظ ہوں، وہ اس کے بارے میں کچھ مزید اطلاعات بھی آپ کو دے سکتے ہیں۔ وقار صاحب غالباً رسالہ سب رس سے اب بھی متعلق ہیں۔

یہاں سے جہاں تک مجھے علم ہے وہ ایک ہی کرّاسہ ۱۹۵۱ء میں شائع ہوا اگرچہ مخزن علم وفنون یعنی اُردو انسائیکلوپیڈیا کے سرورق پر ۱۹۴۴ء چھپا ہے۔ یہ ۷۰ صفحات پر محیط ہے یہ بظاہر آپ کے پاس ہے اس لیے اس کی تفصیلات نہیں لکھتا۔

اس منصوبے کی تفصیلات ایک کتابچے کی شکل میں چھپوا دیے گئے تھے اور بیس صفحات کا ایک نمونہ بھی ۱۹۴۱ء میں چھپا تھا اور میرے پاس تھا لیکن اب نہیں ملتا۔ اسے اگر نہیں دیکھا ہو تو کہیں سے حاصل کیجیے۔ مشفق خواجہ صاحب سے پوچھیے اور حیدر آباد کے اصحاب مقیم کراچی سے استفسار کیجیے۔

نیموی صاحب نے یہی تین کرّاسے چھپوائے تھے اور یہی میرے کتب خانے میں ہیں، مرتّب بوجوہ کام آگے نہ بڑھا سکے، اگرچہ وہ ان کی اشاعت کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہے۔ یہ بہار کے مشہور عالم مولانا شوق نیموی کے بیٹے ہیں اور ان سے کتب خانۂ خدابخش میں ایک دو بار میری ملاقات ہوئی ہے۔ شوق مرحوم پر میرے ایک شاگرد ڈاکٹر عتیق الرحمٰن نے مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ہے۔ میں ان کا ممتحن تھا۔ وہ علی گڑھ سے ایم اے عربی کر کے پٹنہ چلے گئے تھے خدابخش لائبریری میں ملازم ہو کر انھوں نے پٹنہ یونیورسٹی سے ڈگری حاصل کی۔ ان کا مقالہ عربی میں چھپ گیا ہے۔

میں نے ابھی حال میں عبدالمقیت مرحوم پر ایک مضمون کہیں پڑھا ہے، مل گیا تو اس کا عکس بھیج دوں گا، فی الحال عتیق صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ مرحوم کے مختصر کوائف اور سنین ولادت و وفات لکھ کر بھیج دیں۔

ان دو کوششوں کے علاوہ یہاں اس سلسلے میں تیسری کوشش بھی کی [گئی] ہے جس کا ظاہراً آپ کو علم نہیں۔ حکومت ہند

کے قائم کردہ ترقی اردو بورڈ (اب قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان) نے اُردو انسائیکلوپیڈیا کا ایک منصوبہ تیار کیا۔۱۴ جلدوں پر مشتمل ہوگا اس کی ابتدائی دو جلدیں چھپ گئی ہے۔ پہلی جلد میں آثار قدیمہ، انجینئرنگ، ارضیات اور ادبیات کے بارے میں کلیدی مبادیاتی مضامین ہیں۔ خواجہ صاحب نے لکھا تھا کہ اب لاہور میں ہندوستانی مطبوعات عام طور پر فروخت ہورہی ہیں یہ دونوں جلدیں وہاں پہنچ گئی ہوں گی۔ لیکن آپ کو تو فی الحال اس کے مختصر کوائف مطلوب ہیں، یہ ادارے کے رسالے اُردو دنیا (ستمبر ۹۷) میں شائع ہوئے ہیں۔ ضروری معلومات کا عکس بھیج رہا ہوں۔ ویسے ڈائریکٹر کو لکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک کاپی آپ کو بھیج دیں کہ اور امور سے بھی آپ کو آگاہی ہوجائے۔

مکرمت نامہ مورخہ ۱۶/ ۹ مجھے ۲۷/ ۱۰ کو ملا جس میں آپ نے اطلاع دی کہ نذر قریشی کے فائنل پرنٹ تیار ہیں اور یہ کہ ہاشمی صاحب کسی وجہ سے مجھ تک نہیں پہنچا سکے۔ بھائی!

گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا

وہ نہ لا سکے تو آپ نے ان اوراق کا عکس کیوں نہیں بھیج دیا۔ اس کی اب بھی ضرورت ہے تصحیح اور پروف خوانی کے لیے نہیں، ایک اور کام کے لیے۔ طباعت کی تکمیل، جلد بندی، ترسیل میں پتا نہیں کتنی دیر لگے (ہاشمی صاحب کا کل خط آیا ہے اس معاملے کا اس میں کوئی ذکر نہیں)۔ آپ [کذا] براہ کرم جو فائنل پرنٹ آپ کے پاس ہیں اس سے زیروکس بنوا کر واپسی ڈاک سے براہ کرم [کذا] بھجوا دیجیے۔

دانش ۷۴ مل گیا تھا، شکریہ۔

آپ سے ڈاکٹر احمد خاں کی خیر و عافیت پوچھی تھی اس کا جواب نہ آیا ان کی علالت کا حال سن کر متردّد تھا، کچھ تفصیل لکھیے۔ کیا ان کی تصانیف و مقالات کی فہرست مل سکتی ہے؟

پٹنہ سے مقیت مرحوم کے بارے میں جونہی اطلاع ملتی ہے بھیجتا ہوں۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۹۴)

۱۱ر نومبر ۱۹۹۷ء

ڈاکٹر صاحب مکرم سلام مسنون

۴ نومبر کا ملفوف ملا۔ دائرۃ المعارف اُردو کے سلسلے میں آپ کی بہم رسانیدہ معلومات بہت مفید ثابت ہوئیں اور بروقت مل گئیں۔ جزاکم اللہ

ارمغان علمی بخدمت وحید قریشی کی تکمیل کے لیے ۱۵ نومبر کو لاہور میں پھر جلسہ ہے۔ کراچی سے [مشفق] خواجہ صاحب بھی آنے والے ہیں۔ آپ کے مضمون کا فائنل عکس ملفوف کر رہا ہوں۔ صفحہ ۲۵ کو چھوڑ کر باقی مضمون کی غلطیاں درست کروالی تھیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ فروری ۱۹۹۸ میں دکتر قریشی کی سالگرہ پر یہ مجموعہ ان کی نذر کر دیا جائے۔

جب بھی آپ کا خط آتا ہے میں فون کر کے دکتر احمد خان صاحب کو آپ کا سلام و پیام پہنچا دیتا ہوں۔ اگر وہ خود جواب نہ دیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

عارف

(۹۵)

۱۶رفروری ۱۹۹۸ء

بخدمت ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب سلام مسنون

پروفیسر خلیق احمد نظامی کے انتقال کا افسوس ہوا۔ مجھے ریڈیو سے یہ خبر ۶ دسمبر ہی کو مل گئی تھی مگر تصدیق آپ کے مکتوب (مطبوعہ معارف دسمبر) سے ہوئی۔ مجھے اُن کی تصانیف کی ایک مکمل فہرست درکار ہے۔ علی گڑھ میں یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے۔ کسی ایرانی رسالے کے لیے لکھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے توجہ فرمائیں گے۔ ارمغان وحید بوجوہ موٴخر ہوتا جارہا ہے۔ لاہور کے احباب تساہل کررہے ہیں۔

عارف نوشاہی

(۹۶)

۲۸رفروری ۹، ۱۹۹۸ء

مکرّمی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

رقعہ ملا، آپ کی خیریت بھی معلوم ہوئی۔ پروفیسر نظامی مرحوم پر ایک مضمون تو معارف میں چھپا ہے وہ دیکھ لیجیے۔ ایک قومی آواز میں شائع ہوا ہے اس میں سوانح بھی ہے اور فہرست تصانیف بھی، اسے تلاش کررہا ہوں جلد ہی بھیج دوں گا۔

دونوں مضامین میں اتنے معلومات ہیں کہ آپ اگر ان سے واقف ہیں اور ان کی کچھ تصانیف بھی دیکھی ہیں تو ایک اچھا خاصا مضمون ہوجائے گا۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی وہ جلد شائع ہوئی یا نہیں جس میں میرا مضمون اسامۃ بن منقذ الشیزری پر ہے۔ آپ نے مضمون کی عکسی نقل بھیجنے کا وعدہ کیا ہے وہ تو پورا کریں گے ہی لیکن وہ جلد مل جاتی تو اچھا تھا۔

آپ نے تہران میں اپنے کسی دوست کا نام لکھا تھا جن کے پاس کچھ رقم جمع ہے، میں نے نہ رقم منگوائی نہ کوئی کتاب۔ کیا اس سے یہ جلد خریدی جاسکتی ہے؟

اس جلد کی قیمت کا اندازہ کیا ہے؟

ایک بات اور اس دائرۃ المعارف کی اب تک شائع شدہ مجلّات (بشمول اس جلد کے جو مطبع میں ہے) کی قیمت ہندوستانی سکّے میں کیا ہوگی اور ڈاک کے خرچ کا اندازہ کیا ہے۔ ایک صاحب کو اس اطلاع کی ضرورت ہے۔ آپ مجلدات دیکھ کر جواب لکھیں۔

دیکھیے وحید قریشی صاحب پر کتاب کب تک شائع ہوتی ہے۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔

مختارالدین احمد

(۹۷)

۱۶رمارچ ۱۹۹۸ء

محبّی عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

آپ کا خط مل گیا تھا اور میں نے جواب بھی دے دیا تھا۔ اچھا ہے اگر نظامی مرحوم پر آپ مضمون لکھیں۔ معارف

(فروری) میں ایک مضمون چھپا ہے وہ آپ نے دیکھا ہوگا۔ تہذیب الاخلاق میں ایک مضمون چھپا ہے اور اڈیٹر نے تعزیتی نوٹ لکھا ہے وہ بھیج رہا ہوں۔

قومی آواز (دہلی) مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۷ء میں مرحوم کے مختصر حالات اور ۷ [دسمبر] کے شمارے میں ایک خبر چھپی تھی وہ بھیج رہا ہوں۔

کتاب خانوں کی فہارس مخطوطات ونوادر پر مضامین آپ اور دوسرے نوشاہی اہل قلم رسائل [میں] شائع کرتے رہتے تھے وہ ممکن ہو تو بھیجیے اور خاص طور پر ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب کی حال میں شائع ہونے والی دونو کتابیں ضرور بھجوایے۔

اسامۃ پر مقالہ دائرۃ المعارف میں چھپ جائے تو اس کا عکس بھی بھیجیے اور اس کی کوئی صورت نکالیے کہ دائرۃ المعارف کی آخری جلد کسی طرح آ جائے۔ اس کی پہلی جلد تو شاید شائع ہی نہیں ہوئی۔

امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

[پس نوشت]

دکتر گوہر نوشاہی صاحب کے نام ایک خط بھیج رہا ہوں انھیں دے دیجیے گا۔

مختار الدین احمد

یادداشت از مرتب: یہ خط مشفق خواجہ صاحب کے توسط سے ڈاک میں آیا، اس کے حاشیے پر سرخ روشنائی سے خواجہ صاحب نے لکھا: ''میرا اسلام بھی قبول کیجے، مشفق خواجہ''

(۹۸)

۲۴ رمارچ ۱۹۹۸ء

ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام

۲۸ فروری کا خط ملا۔ افسوس کہ معارف کا مضمون سوانحی نہ تھا اور آپ کی طرف سے قومی آواز بھی ابھی تک نہیں ملا۔ لہٰذا میں نے ذاتی واقفیت کی بنا پر خلیق احمد نظامی پر ایک تعزیتی شذرہ لکھ کر ایران بھیج دیا ہے۔

دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی وہ جلد [ہشتم] ابھی نہیں چھپی جس میں آپ کا مقالہ آئے گا۔ تہران میں جس ہندوستانی دوست کے پاس آپ کی رقم جمع تھی وہ ایران چھوڑ کر دہلی گئے تھے۔ کچھ عرصہ دہلی رہے، اب پھر تہران چلے گئے ہیں مگر مجھے ان کا نیا/موجودہ پتا معلوم نہیں ہے۔ ان کا نام عبدالقادر ہاشمی ہے۔ ان کا رابطہ دہلی میں شریف حسین قاسمی اور اسلم خان سے رہتا ہے، ان سے پتا معلوم کیجیے۔ دہلی کے فارسی پروفیسر صاحبان جب تہران جاتے ہیں تو ہاشمی صاحب کی معیت میں رہتے ہیں اس لیے ان سے رابطہ با آسانی ہو جائے گا۔

دائرۃ المعارف کی اب تک شائع شدہ سات جلدوں کی قیمت تقریباً ۲۸۰۰ ہندوستانی روپے ہوگی اور تقریباً ۲۰۰ روپے ڈاک خرچ (Surface Mail) آئے گا۔

ارمغان وحید جسے اب ارمغان علمی کا نام دیا گیا ہے، آخری مراحل میں ہے۔ یہ آخری مرحلہ ہاتھی کی دُم بن گیا ہے۔

پبلشرز نے ناک میں دَم کر رکھا ہے۔ بہر حال کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے۔ اب جو کام باقی رہ گئے ہیں وہ ارمغان کی فہرست مضامین، ابتدائیہ وغیرہ کمپوز ہونا باقی ہے۔

ہمیں اپنے ادارے کے لیے جدید ہندوستانی کتب منابع (عربی/ فارسی/ اُردو) خریدنا ہے۔ کچھ رقم ہم نے حسن عباس صاحب کو بھجوائی ہے اگر آپ اس سلسلے میں میری یا ان کی راہ نمائی فرما دیں تو اس رقم کا مصرف بہ طریق احسن ہو جائے گا۔

عارف نوشاہی

(۹۹)

۴راگست ۱۹۹۸ء

مکرّمی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

عرصے سے آپ کی خیر و عافیت معلوم نہ ہو سکی۔ آپ بہت مصروف ہوں گے ورنہ خیر و عافیت بھی لکھتے اور اپنی تازہ علمی مصروفیتوں سے بھی مطلع کرتے۔

آپ کو میں نے مہینوں پہلے لکھا تھا کہ دائرۃ المعارف فرہنگ [کذا: بزرگ] اسلامی کی نئی جلد اشاعت پذیر ہونے والی ہے، معلوم نہیں وہ مقالہ نگاروں کو اس کا کوئی نسخہ بھیجتے ہیں یا صرف مضمون کے آف پرنٹس یا یہ بھی نہیں۔ بہر حال جب میرا مضمون چھپ جائے تو اس کی زیروکس کاپی بنوا کر بھیج دیں۔

اب معلوم ہوا ہے کہ اس کی جلد ہشتم کئی ماہ پہلے چھپ گئی ہے اور اس میں میرا مضمون اسامۃ بن منقذ الشیزری موجود ہے ص ۸۷ تا ص ۹۲ لیکن بقول ایرانی کرم فرما کے کہ مضمون کے نیچے میرا نام نہیں کسی عنایت اللہ فاطمی [کذا: فاتحی] نژاد کا نام درج ہے، یہ کس طرح ہوا اور یہ کون صاحب ہیں؟ مضمون آپ نے خود دفتر میں جمع کیا تھا، آپ ان سے واقف ہوں گے۔ یہ دخل در معقولات کس نے کیا اور یہ کس طرح وقوع پذیر ہوا سمجھ میں نہیں آتا۔

منتظم اعلیٰ نے مجھے مضمون لکھنے کی دعوت دی، میں نے مضمون لکھ کر آپ کو بھیجا، ان لوگوں نے اس مضمون کا معاوضہ دو ڈھائی ہزار روپے (رقم صحیح یاد نہیں) پروفیسر شریف حسین قاسمی کے ذریعہ مجھے بھجوائی، لیکن مضمون پر نام دوسرے کا کس طرح چھپ گیا؟ صورت حال، موقع ہو تو انھیں لکھ کر پوچھیں۔ مضمون کا عکس مجھے ضرور بھیجیں۔ میرا مقالہ عربی میں تھا یہ ہو سکتا ہے کہ عنایت اللہ فاطمی [کذا: فاتحی نژاد] صاحب نے ادارے کی طرف سے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہو۔

اپنی خیر و عافیت اور اپنے علمی مشاغل سے اطلاع دیجیے۔ کوئی چھ ماہ بلکہ اس کے زائد عرصے سے دانش نہیں آیا۔ آپ کا تو اس ادارے سے اب تعلق نہیں لیکن وہاں ادارے میں آپ کا کوئی واقف کار ہو تو اسے متوجہ کیجیے۔ میرے پاس اس رسالے کا ایک آدھ شمارے کے سوا مکمل فائل ہے، اگر گم شدہ شمارے نہیں پہنچے تو فائل ناقص رہ جائے گی۔

ارمغان وحید قریشی کا ایک نسخہ مشفق خواجہ صاحب نے بھیج دیا تھا۔ بہت اچھا مجموعۂ مضامین آپ لوگوں نے مرتب کیا ہے، دلی مبارکباد قبول فرمائیے، اب کس دوست کی باری ہے؟

آپ کی مرتب کردہ کتاب ثلاثۂ غسالہ پر کہیں تبصرہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ کیا اس کے نسخے اخبارات و رسائل کو نہیں بھیجے گئے؟ والسلام

پس نوشت:

ممکن ہو تو دکتر احمد خاں کی خیریت لکھیے اور ان کے علمی کوائف سے بھی مطلع کیجیے۔ اب تو ان کا مکان بن گیا ہوگا اور اپنے ادارے کے کاموں میں مصروف ہو گئے ہوں گے۔

مختار الدین احمد

(۱۰۰)

۲۴ر دسمبر ۱۹۹۹ء

مکرّمی دکتر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ کا ۴/ ۸/ ۹۹ کا مکرمت نامہ پیشِ نظر ہے جو مشفق خواجہ صاحب کے توسط سے ملا اور جواب بھیجنے کے موقع کا منتظر رہا جو، اب پیدا ہوا ہے۔

اسامہ بن منقذ کے قضیے کی جانب میں نے بھی آپ کو متوجہ کیا تھا، نہیں معلوم میرا وہ خط آپ کو کیوں نہیں ملا۔ خود مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر افسوس ہوا، مگر تعجب نہیں۔ کیونکہ خود میرے ساتھ بھی ایسا پہلے ہو چکا ہے۔ ابو بکر اسحاق ملتانی کا مدخل میں نے ہی تجویز کیا۔ مجھی سے لکھوایا گیا، مگر جب شائع ہوا تھا تو نام کسی اور کا تھا۔ میں ان دنوں تہران ہی میں تھا خود دفتر چلا گیا اور ان صاحب سے سخت کلامی ہو گئی جنھوں نے یہ حرکت کی تھی، وہ وہاں پر ایڈیٹر تھے۔ اَور لوگوں کے ساتھ بھی خیانت ہو چکی ہے۔

دانش کی اشاعت اب بند ہو چکی ہے۔ آخری شمارہ غالباً ۵۲ تھا۔

یہاں کے اکابر کی وفیات کی خبر وہاں پہنچتی ہوگی۔ جیسے دکتور پیر محمد حسن صاحب اور حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب اِس سال انتقال فرما گئے۔

عارف نوشاہی

(۱۰۱)

۲۵ر فروری ۲۰۰۰ء

مکرّمی جناب نوشاہی صاحب السلام علیکم

مکرمت نامہ ۲۷/ ۱۲، یہاں ۱۰/ ۲ کو موصول ہوا۔ ڈاک کی سرعت رفتاری کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے!

ایرانی دائرۃ المعارف والوں نے جو معاملہ میرے ساتھ [کیا] اس کا بہت افسوس ہے اب آپ اس کے ناظم کو کیوں نہیں لکھتے۔ اسامۃ بن منقذ پر مقالہ انھوں نے مجھ سے لکھوایا۔ میں نے عربی میں لکھ کر بھیجا اور آپ نے اسے دفتر میں داخل کیا۔ یہ ابو اسحاق ملتانی کون ہیں جنھوں نے اپنے نام سے میرا مقالہ شائع کر دیا؟! انھوں نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا تو اگر وہاں کا قاعدہ ہے تو مترجم کی حیثیت سے ان کا نام ہوتا تو مجھے اعتراض نہ ہوتا۔ لطف یہ ہے کہ مقالے کا معاوضہ بھی دو ہزار سے زائد انھوں نے مجھ کو بھجوایا اور اسے شائع کرایا ایرانی کے نام۔ کیا غلط فہمی ہوئی؟ میں نہیں کہہ سکتا۔ بہر حال آپ براہ کرم اس مقالے کی عکسی کاپی دائرۃ المعارف سے بنوا کر پروفیسر نجم الاسلام صاحب کو حیدر آباد سندھ بھجوا دیجیے اور بھجوا کر مجھے اطلاع دیجیے۔ ممنون ہوں گا۔

افسوس ہوا کہ دانش بھی بند ہو گیا۔ یہاں کے سفارت خانے کا فارسی رسالہ جو ڈاکٹر شریف حسین قاسمی مرتّب

کرتے تھے التوا میں پڑ گیا ہے۔ کیا دانش کے آخری پانچ شمارے مل سکتے ہیں؟ آخری نمبر کون سا تھا؟
دکتر پیر محمد حسن مرحوم کی تاریخ وفات لکھیے گا اور ان پر کہیں کچھ چھپا ہو تو اس کی عکسی نقل بھی روانہ کیجیے گا۔
دکتر حسن عباس ادراک شائع کر رہے ہیں۔ اس کے لیے کوئی مناسب مضمون بھیجیے جو علمی اور تحقیقی ہو۔ انھوں نے آپ کو لکھا بھی ہوگا۔ والسلام
[پس نوشت] ابھی دکتر نذیر احمد صاحب تشریف لائے تھے۔ انھیں آپ کا مضمون مطبوعہ معارف (ایران) مل گیا ہے۔ یہ کابل کی گمشدہ کتاب آپ کو خوب ملی۔ یہ بہت اہم کتاب ہے اس کا عکس لے کر محفوظ کر لیجیے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب آپ کو لکھیں گے۔[۲]

مختارالدین احمد

(۱۰۲)

۲۹ر اکتوبر ۲۰۰۴ء

جناب ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب سلام
حکیم ظل الرحمان صاحب یہاں تشریف لائے تھے اور یہ خط انھی کے ہاتھ بھجوا رہا ہوں۔ آپ کی خیریت اُن سے معلوم ہوئی تو شکر ادا کیا۔ اِدھر کئی سالوں سے آپ سے رابطہ منقطع ہے اور آپ کی فتوحاتِ علمی سے بے خبر ہوں۔
حالیہ برسوں میں میری چار کتابیں چھپی ہیں:
۱۔ احوال وملفوظات خواجہ عبیداللہ احرار
۲۔ مقالاتِ عارف (فارسی)
دونوں طبع تہران
۳۔ احوال ومقامات حضرت نوشہ گنج بخش
۴۔ کمالِ عترت (قدیم اُردو فارسی فرہنگ)
[دونوں طبع اسلام آباد]
رسائل میں مقالات بھی چھپتے رہے ہیں۔ دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہونے کے باعث کچھ بھجوا نہ جا سکا۔
اس وقت رقعاتِ حزین مطبع میں گئے ہوئے ہیں۔ مجھے رقعات کے تین مجموعے مل گئے تھے، ایک علی گڑھ والا، دوسرا احسان دانش والا (جس کا عکس آپ کو بھی بھیجا تھا) اور ایک پنجاب یونیورسٹی سے۔ تینوں کو ملا کر کوئی ۶۲ رقعات بنے ہیں۔ چھپ کر آئیں تو ایک نسخہ بھیجوں گا۔
اُردو اِملا پر ایک قدیم ترین فارسی رسالہ کارستان مؤلفہ عنایت خان راسخ بھی چھاپا ہے۔ یہ تحسین فراقی صاحب کے رسالے بازیافت میں شائع ہوا۔
پنجاب کے ایک قدیم اُردو گو شاعر محمد اشرف منچری (م ۱۲۲۵ھ) کا کلیات اُردو بھی پچھلے سال شائع کیا انجمن کے رسالے اُردو میں۔

ہندوستان سے اب علمی لوگوں سے رابطہ ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ نہ ڈاک آتی ہے نہ رسائل و کتب۔ اس لاتعلقی اور بے خبری کے اثرات تحقیقی کاموں پر پڑیں گے۔

گاہے گاہے دعاؤں سے یاد کرلیا کریں۔

ساتھ ایک اور خط ملفوف ہے۔ اس کی روشنی میں آپ سے مقالے کی استدعا ہے۔

عارف نوشاہی

(۱۰۳)

۳/مارچ ۲۰۰۵

جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب   سلام مسنون

ہم سب کے مکرم و مخدوم و خواجہ، مشفق خواجہ صاحب کی وفات اِمفاجاتِ حسرت آیات پر تعزیت پیش کرتا ہوں۔ یہاں پورے علمی حلقے پر ایک افسردگی چھائی ہوئی ہے اور سب بے بس نظر آرہے ہیں۔ علمی و تحقیقی مسائل میں ہمارا ملجا و ماویٰ خواجہ صاحب تھے۔ اب وہ دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا۔

رفاقت علی شاہد نے آپ کا پیغام پہنچایا۔ میں فہرستِ آذر، چند دیگر رسائل کے ساتھ عنقریب پیش کروں گا۔

مشفق خواجہ صاحب نے آخری دنوں میں مجھے بتایا کہ آپ نے ان کے خطوط مرتب کیے تھے۔ اب انھیں شائع کروادیں۔

عارف نوشاہی

(۱۰۴)

۲۱/فروری ۲۰۰۵ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب زید مجدہ   سلام مسنون

مولانا محمد عالم مختار حق، لاہور کی ڈاک میں آپ نے میرے نام جو ملفوف رکھا تھا وہ انھوں نے پہنچایا۔ آپ کے اہتمام سے شائع ہونے والے خطوط کے آف پرنٹس بھی ملے۔ ان عنایات کے لیے سپاس گزار ہوں۔

میں نے اپنے نام مشفق خواجہ صاحب کے ساٹھ خطوط مرتب کیے ہیں۔ عنقریب کسی رسالے میں چھپ جائیں گے۔ (۱) ایک نسخہ آپ کو بھی بھیجوں گا۔

کچھ نہ کچھ کام کر رہا ہوں۔ ایران سے ربط وضبط ہونے کی وجہ سے اب زیادہ کتب وہاں [سے] چھپ رہی ہیں۔ ہم نے ایک منصوبہ برصغیر کے غیر مطبوعہ، اہم فارسی متون چھاپنے کا بنایا ہے۔ آپ بھی راہ نمائی کریں کہ کون کون سے متون چھاپنے کے لائق ہیں۔

رسالہ آینہ میراث کی ٹیم اگلے ہفتے پاکستان آرہی ہے۔ ابھی تک کچھ مواد جمع ہوا ہے۔ آپ کے مضمون کا انتظار ہے۔ مضمون مجھے بھیج دیں۔ بے شک اُردو میں ہو۔ ہم فارسی میں ترجمہ کرلیں گے اور آپ ہی کے نام سے چھپے گا۔ معقول حق الترجمہ بھی ادا کیا جائے گا یا کتابیں پیش کی جائیں گی۔

نثار احمد فاروقی صاحب کے انتقال کا افسوس ہوا۔ ایسے جامع الصفات افراد اب کہاں جو عربی، فارسی، اُردو سب مضامین پر نظر رکھتے ہوں۔ خدا اُن کی مغفرت کرے۔

دکتور نذیر احمد صاحب کی صحت کیسی ہے؟ میں نے اپنی کتاب (فارسی) مقالات عارف کا ایک نسخہ ان کے لیے ان کی صاحبزادی ریحانہ خاتون کو تہران میں دیا تھا۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب تک پہنچا ہوگا۔ ان کی خدمت میں سلام۔

عارف نوشاہی

اسلام آباد

(۱۰۵)

۲۱رمئی ۲۰۰۵

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام

آپ کے عنایت نامے مل رہے ہیں۔ ممنون ہوں۔

کچھ جزوات ہندوستان جانے والے مسافر کے ہاتھ بھیج رہا ہوں۔ امید ہے پسند فرمائیں گے۔

مرکز نشر میراث مکتوب، ہندوستانی مصنّفین کے غیر مطبوعہ فارسی متون شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ بھی راہ نمائی فرمائیں۔

مشفق خواجہ صاحب مرحوم کا خلا یہاں ہر ایک کو بُری طرح محسوس ہو رہا ہے۔

عارف نوشاہی

(۱۰۶)

۱۶رجون ۲۰۰۶ء

مکرّمی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم

بہت دنوں سے آپ کی خیریت معلوم نہیں ہوئی۔ امید آپ ہر طرح سے خیر و عافیت سے ہوں گے اور اپنے علمی کاموں میں مصروف۔

یاد آتا ہے کہ دو ہفتہ پہلے بھی ایک خط آپ کو خیریت جوئی کا لکھا ہے۔ جو مضامین اُس طرف آپ نے لکھے ہوں اگر ان کے آف پرنٹس آپ بھیج سکیں تو مزید ممنون ہوں گا۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۰۷)

۱۶راگست ۲۰۰۶ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب زید عزّہ سلام مسنون

میں ۲ مئی کو تہران آیا تھا۔ اُس وقت تہران میں بین الاقوامی کتاب میلہ منعقد تھا اور اس میں شرکت مقصود تھی۔ بعد میں مَیں نے اپنا قیام بڑھا لیا اور اب ۲۳ اگست کو وطن روانگی ہوگی۔ ان شاء اللہ

آپ کا حُکم تھا کہ مقالات عارف کا ایک نسخہ آپ کو بھجواوں۔ تہران سے یہ نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ میرے اسلام آباد کے پتے پر اپنی رائے اور رسید سے مطلع فرمائیں۔

تہران میں قیام کا مقصد اپنی زیرِ طبع تین کتابوں کی نگرانی کرنا تھا۔ ان میں سے ایک چھپ گئی ہے لیکن شائع نہیں ہوئی۔ پاکستان جب نسخے پہنچیں گے تو آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ مجالس جہانگیری ہے۔ جہانگیر کے ایک درباری عبدالستار لاہوری کا روزنامچہ ہے اور جہانگیر سے متعلق دل چسپ معلومات کا حامل ہے۔ دوسری کتاب ارشاد ہے۔ یہ چھٹی صدی ہجری کی فارسی تصنیف ہے اور بہت ہی اہم کتاب بلحاظ زبان و بیان ہے۔ یہ آج پریس میں جا رہی ہے۔ تیسری کتاب برصغیر میں طبع شدہ فارسی کتب کی مفصل فہرست، تین ہزار صفحے کی کتاب ہے۔ اس پر ابھی کام ہو رہا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ خدا اس کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔

دکتر احمد خان کی فہرست مخطوطات عربی پاکستان کی دوسری جلد شائع ہوگئی ہے۔

عارف نوشاہی
حال مقیم تہران

(۱۰۸)

۱۰/اپریل ۲۰۰۹ء

میں نے ڈاکٹر عطا خورشید کے ذریعے پیغام بھجوا کر مختار الدین احمد صاحب سے ان کے نام اپنے خطوط کی نقل منگوائی تھی۔ پیغام یہ تھا:

جناب عطا خورشید صاحب سلام! مجھے آپ کی مصروفیات کا علم ہے، لیکن بعض امور جلدی کے ساتھ توجہ طلب ہوتے ہیں، جیسا کہ اب آپ سے جو گذارش کرنے لگا ہوں۔

از راہ کرم پروفیسر مختار الدین احمد صاحب کو میرا پیغام پہنچایے اور ان سے کہیے کہ میرے نام ان کے جو خطوط ہیں میں انھیں شائع کرنا چاہتا ہوں، اس سلسلے میں ان سے:

۱۔ اجازت کی ضرورت ہے۔

۲۔ میرے خطوط جو ان کے نام ہیں اور ان کے ہاں محفوظ ہوں گے، ان کی ایک عکسی نقل درکار ہے، تاکہ یہ باہمی خط و کتابت کے طور پر شائع ہوں۔ اگر یکطرفہ شائع ہوں گے تو بہت سی باتوں کی وضاحت کے لیے حواشی درکار ہوں گے۔
آپ ان سے کیا جواب لاتے ہیں؟، از راہ کرم مجھے آگاہ فرمایے۔

عارف نوشاہی

(۱۰۹)

۲۳/اپریل ۲۰۰۹ء
محبی دکتر عارف نوشاہی صاحب السلام علیکم
عرصے کے بعد آپ کا مختصر ای میل ملا۔ خطوط نکلوا کر عکس بنوا کر بھیج رہا ہوں۔ رسید سے فوراً مطلع کیجیے گا۔
آپ کا عرصے سے کوئی خط نہیں آیا، نہ ہی آپ کی کوئی کتاب آئی، نہ ہی کوئی آف پرنٹس۔ آپ تو برابر کرم فرماتے رہتے تھے بلکہ دوسروں کی اہم کتابیں یا رسالے بھی بھیجتے رہتے تھے۔

اپنی تازہ نگارشات سے مطلع کیجیے۔
دکتر سیّد حسن عباس شعبے میں ریڈر ہو گئے ہیں۔ نہایت خوشی کی بات ہے۔ خدا مبارک کرے۔
تحقیق کا تازہ شمارہ چھپ گیا ہو گا۔ ابھی میرے پاس نہیں آیا۔
امید آپ بخیر ہوں گے۔ والسلام

خیر طلب
مختار الدین احمد

(۱۱۰)

۷رمئی ۲۰۰۹ء

مکرّمی ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ کا برقی پتا ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب سے حاصل ہوا۔ انھوں نے بتایا کہ آپ کسی ذریعے سے برقی مراسلت بھی کر لیتے ہیں، اگر اس طرح ہے تو یہ بہت بڑی سہولت ہے۔ ہنگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا، یعنی خط اسی ثانیہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے اور صرفہ بھی نہیں۔ اس طرح آپ کی وہ شکایت بھی دور ہو جائے گی کہ میں نے خط کتابت ترک کر دی ہے۔

آپ نے میرے جو خطوط فوٹو کاپی کروا کر بھیجے ہیں وہ بحفاظت مل گئے ہیں۔ ۱۲۵ ہندستانی رُوپوں کے ٹکٹ آپ نے لگائے اور پاکستانی ڈاک خانے نے مجھ سے مزید ۹۰ (نوے) روپے مختلف مدّوں میں اینٹھ لیے۔ اس میں ایک مدّ کسٹم ٹیکس تھا!! یعنی اپنے ہی خطوں پر ٹیکس؟ ہندستان سے آنے والے ہر پیکٹ پر پاکستان پوسٹ آفس ٹیکس وصول کرتا ہے۔ صرف ایرمیل، پوسٹ کارڈ اور عام لفافہ مستثنٰی ہیں۔

میرے کچھ خطوط کا عکس واضح نہیں ہے۔ مجھے بھی پڑھنے میں دقت ہوئی ہے، کمپوزر بے چارہ تو بالکل ہی معذور ہو گا۔ اگر میں ان خطوط کی نشان دہی کر دوں تو کیا یہ ممکن ہے کہ آپ ان کو سکین کروا کر بذریعہ ای میل بھجوا دیں۔ ایسے خطوط زیادہ نہیں ہیں۔ اگر سکین نہ ہو سکے تو ناچار دوبارہ صاف فوٹو بنوانا ہو گی۔ سکیننگ کے لیے اپنے اسی عزیز سے مشورہ کریں جن کے ذریعے آپ ای میل بھجواتے ہیں۔ یا عطا خورشید صاحب کے ہاں یونی ورسٹی میں ہر طرح کا انتظام ہے۔

عارف نوشاہی

(۱۱۱)

۲۵رجون ۲۰۰۹ء

جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آپ نے اپنے نام میرے خطوط کے جو عکس بنوا کر بھیجے تھے، وہ آج کمپوزر سے کمپوز ہو کر آ گئے ہیں۔ الحمدللہ۔ ان میں دو خطوط ایسے ہیں جن کے عکس واضح نہیں ہیں اور ہزار کوشش کے باوجود بعض الفاظ نہیں پڑھے جا سکے۔ آپ سے درخواست ہے کہ ان خطوط کو عطا خورشید صاحب یا حسنین ظفر صاحب کے حوالے کریں اور ان سے کہیں کہ مطلوبہ صفحات اسکین scan کر کے مجھے ای میل کے ذریعے بھیج دیں۔ تا کہ اسی وقت مل جائیں اور مزید تاخیر نہ ہو۔ خطوط یہ ہیں:

۱۔مورخہ ۱۱/۴/۱۹۹۰، دوسرا صفحہ جس کی پہلی سطر اس طرح ہے: دکھائی تو اس نے ناامیدی کا اظہار

۲۔مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۷، دوسرا صفحہ جس کی پہلی سطر اس طرح ہے: اور وفات بھی مطلوب ہے

میرا اصول یہ ہے کہ اگر کسی کے جین حیات اس کے خطوط شائع کروں تو پیشگی اجازت لے لیتا ہوں، جیسا کہ مشفق خواجہ صاحب کے خطوط مرتّب کرتے وقت احتیاط کی تھی (جو اگرچہ ناشر کے تساہل کے باعث ان کی وفات کے بعد شائع ہوسکے)۔لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجموعی طور پر اس مراسلت کو جو میرے اور آپ کے درمیان ہو چکی ہے، اسے بلاکم و کاست شائع کرنے کی اجازت تحریری طور پر مرحمت فرمائیں۔آپ اس سلسلے میں جو تحریر لکھیں گے، چاہیں تو بذریعہ ڈاک مجھے بھیج دیں، یا عطا خورشید / حسنین ظفر صاحب کو دے دیں کہ مجھے انھی دو خطوط کے ساتھ اسکین کر کے روانہ کر دیں گے اور یہ تحریر بجائے خود ان خطوط کے ساتھ چھپ جائے گی۔

عارف نوشاہی

(۱۱۲)

۳/جولائی ۲۰۰۹

مکرّمی، السلام علیکم

رات آپ کا ٹیلے فون آیا۔اس وقت کوئی مناسب آدمی موجود نہیں تھا جو بازار جا کر آپ کے خط [کذا: خطوط] کا عکس بنوا کر لائے۔پچھلی مرتبہ ایک صاحب کے حوالے کچھ خطوط کیے۔کئی اہم خط دوکان میں چھوڑ کر چلے آئے اور پھر تلاش سے نہ ملے۔آپ کے کام کی اہمیت کی بنا پر سارے کام چھوڑ کر آپ کے خطوط اپنے ہاتھ سے نقل کر کے بھیجتا ہوں، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔۔۔۔[محذوف]

عارف صاحب! لیجے آپ کی فرمائش پوری کر دی۔آج کام کرنے کا پورا وقت اسی کی نذر ہو گیا، اب آیندہ آپ عہد کریں کہ کسی کو بھی ہلکی پھیکی روشنائی سے خط نہیں لکھیں گے۔اس کا عکس کیا بنتا، مجھ سے بھی اس کا پڑھنا مشکل ہو گیا۔

اب یہ خط ڈاک گھر بھیجتا ہوں کہ آج ہی کی ڈاک سے نکل جائے۔نماز ظہر کا وقت ہو گیا اور اندرون خانہ سے بیگم صاحب نے اطلاع بھجوائی ہے کہ کھانا میز پر لگ گیا ہے اور ہم لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔اچھا اب خدا حافظ۔

اب پہلے پتا لکھنے کے لیے آپ کا کوئی خط تلاش کرتا ہوں۔فون کی جگہ آپ خط لکھتے تو مجھے اس وقت کتنی آسانی ہوتی۔لیجے آپ کا پتا تو انھیں خطوں سے مل گیا، الحمدللہ فالحمدللہ۔

مختارالدین احمد

(۱۱۳)

۲۴/جولائی ۲۰۰۹ء

مکرّمی، السلام علیکم

آپ کا ای میل (۲۲/جولائی ۲۰۰۹ء) آج ۲۴/جولائی کو ملا۔آپ کے خطوط کی عبارتوں پر مشتمل ایروگرام آپ کو مل گیا، خوشی ہوئی۔

آپ اگر سمجھتے ہیں کہ آپ کے نام میرے خطوط قابل اشاعت ہیں تو شائع کیجیے مجھے اعتراض نہیں لیکن ان پر نظر ڈال

لیجئے گا۔کوئی نامناسب بات نہ شائع ہوجائے۔پچھلا ای میل غلطی سے آپ کے نام چلا گیا وہ دراصل راشد شیخ صاحب کے نام تھا۔
سیر البلاد خادم پر آپ کا مضمون پرسوں ہی جس دن فکر ونظر میں آیا، پڑھ لیا۔قابل قدر مضمون ہے، ہم لوگ اس سفرنامے سے واقف نہیں۔[1] حالانکہ ایک بار مدینہ منورہ میں اقامت کے دوران کئی دن تک میں اس کتب خانے کی کتابیں دیکھتا رہا لیکن رجسٹر میں مجھے یہ کتاب نظر نہیں آئی۔مصنف بھی معروف نہیں۔میں ان خادم عظیم آبادی سے واقف ہوں جو علی ابراہیم خاں خلیل عظیم آبادی (م ۱۲۰۸ھ) کے خاندان کے تھے لیکن آپ کے خادم عظیم آبادی جن کا نام آپ نے لکھا ہے، دوسرے ہیں۔
انصار اللہ صاحب اگر بوجھ اٹھا سکیں تو آف پرنٹ کی جگہ اپنی کوئی کتاب جو آپ نے نہ بھیجی ہو یا وہاں سے شائع شدہ کوئی کتاب میرے ذوق کی بھیج دیں۔[2]
ان صاحب کو پی۔ایچ۔ڈی۔مبارک ہو۔[3] اب آپ ان سے کہیے کہ رجسٹرار صاحب وغیرہ سے مل کر مقالہ جانچنے کا معاوضہ جلد بھجوادیں، ویسے لوگ عام طور پر اس معاملے میں دل چسپی نہیں لیتے، پہلے بھی ایک مقالہ جانچ کر رپورٹ بھیجی ہے سال بھر ہوگیا، رجسٹرار کو یاد دہانیوں کے باوجود معاوضہ اب تک نہ آیا۔دفتر میں شاید آپ کا کوئی جاننے والا مل جائے۔ڈاکٹر معین الدین عقیل کو بھی متوجہ کیجئے۔ان سے یہ بھی کہیے کہ آپ کے خط کا شدید انتظار ہے، ان کا رسالہ معیار کب تک شائع ہورہا ہے۔والسلام

مختار الدین احمد

(۱۱۴)

۲۶/جولائی ۲۰۰۹

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام

گرامی نامہ ملا۔شکریہ کہ آپ نے اپنے خطوط کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔
ڈاکٹر انصار اللہ صاحب پہلے ہی کتابوں سے لدے پھندے ہیں اور وہ اپنی جمع ہونے والی کتابیں ساتھ ساتھ انڈیا بھجوا رہے ہیں ڈاک سے۔ایسے میں، میں ان کے ہاتھ مزید کتابیں تھماتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتا ہوں، حالانکہ اپنی کئی کتابیں ہیں جو آپ کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔
میں نے آپ کا خط ڈاکٹر عقیل صاحب کو فاورڈ کردیا ہے، امید ہے وہ آپ کے واجبات ادا کرنے کی یاد دہانی کرائیں گے۔میں یا طالب علم بیچارہ تو اس معاملے میں بالکل ہی بے بس اور غیر متعلق ہیں۔امید ہے یونیورسٹی کا نظام ایسا ہوگا کہ کسی کو یاد دہانی کرانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔
آپ کے لیے جشن نامہ چھپا تھا، غالباً مختار نامہ، وہ کیسے ملے؟ والسلام

عارف نوشاہی

(۱۱۵)

۳۱/جولائی ۲۰۰۹ء

ڈاکٹر عارف نوشاہی مکرّمی السلام علیکم

مکتوب مؤرخہ ۲۶ جولائی موصول ہوا۔
انصار اللہ صاحب کے ذریعہ کوئی کتاب بھیجنا مناسب نہیں۔اجرت برید بہت بڑھ گئی ہے اس لئے میری پسند کی

کتابیں بھی نہ بھیجیے۔ ہاں اپنی تصنیفات و تالیفات و مقالات ضرور بھیجیے کسی مناسب و ذمہ دار آدمی کے ذریعہ ورنہ ڈاک سے بذریعہ مجبوری۔ ہاں اپنی فتوحات اور اپنی علمی سرگرمیوں کا حال ای میل سے ضرور بھیجتے رہیں۔

عقیل صاحب اس سلسلے میں کچھ نہ کر سکیں گے۔ رہا وہاں کا نظام تو سال سال بھر گذر جاتا ہے اور جواب تک نہیں آتا، بہرحال آپ تردّد نہ کریں۔

مختار نامہ بھیج رہا ہوں اور دو کتابچے اگرچہ شاید یہ آپ کی دلچسپی کے نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہو تو تمہید اور تعلیقات وضمائم پڑھ کر ان موضوعات سے دلچسپی رکھنے والے کسی شخص کو دے دیجیے۔ والسلام

مختار الدین احمد

(۱۱۶)

۳راگست ۲۰۰۹ء

بہ خدمت محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد   سلام

گرامی نامہ ملا۔ مختار نامہ اور دیگر کتابچے ارسال فرمانے کا پیشگی شکریہ۔

میری کچھ فتوحات نہیں ہیں۔ بس اپنے آپ کو مصروف رکھنے اور وقت کے مصرف کا ایک بہانہ قلم فرسائی ہے۔

ایران سے کتابی صورت میں جو آخری چیز چھپی ہے وہ کنز الاکتساب ہے۔ یہ شاہ جہان کے عہد کے ایک شاعر رحمتی کی تصنیف ہے اور فن مُہر کنی پر ہے۔ یہ اپنے موضوع پر فارسی کی یگانہ کتاب ہے۔ میں نے اس کا ایک ضمیمہ تیار کیا ہے جس میں مُہروں سے متعلق چھپنے والے مقالات کا اشاریہ دیا ہے اور برصغیر کے کچھ مہر کنوں کے حالات آگئے ہیں۔ اشاریہ میں آپ کے چند ایک مقالات متعلق مہر غالب کا ذکر بھی ہوا ہے۔ خدا بخش لائبریری سے چھپنے والی کتاب (ترقیمے، مہریں، عرض دیدے) سے بھی مدد لی تھی۔

اب پاکستان میں ایسے بہت کم لوگ رہ گئے ہیں جن کو ایسے کلاسیک موضوعات پر کتاب پیش کر کے داد لی جائے۔ عبداللہ چغتائی زندہ ہوتے تو سب سے پہلا نسخہ انھیں پیش کرتا۔ میں نے اس کتاب کا انتساب انھی سے کیا ہے۔ مشفق خواجہ چلے گئے جو ایسی چیزوں کے قدردان تھے۔ ڈاکٹر وحید قریشی صاحب فراش ہیں اور مطالعہ سے تقریباً دور۔

عارف نوشاہی

(۱۱۷)

۲۳راگست ۲۰۰۹ء

محترم ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب   سلام مسنون

آپ نے ۳۱ جولائی کے برقی خط میں فرمایا تھا کہ مختار نامہ اور کچھ دیگر کتابچے روانہ فرما رہے ہیں۔ میں ابھی تک چشم براہ ہوں۔ تاحال ڈاک سے ایسی کوئی چیز موصول نہیں ہوئی ہے۔ یہ چند سطور کتاب نہ ملنے پر تشویش، کتاب حاصل کرنے کے اشتیاق اور اگر آپ ہجوم کار میں کتاب بھیجنا بھول گئے ہیں تو آپ کو یاددہانی کے ملے جلے احساسات کے اظہار کے لیے بھیج رہا ہوں۔

آج یہاں پہلا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے ہم سب کو بہرہ نصیب فرمائے۔

عارف نوشاہی

۲۶/اگست ۲۰۰۹ء

جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب سلام مسنون

آج کل، آپ کے خطوط مرتب کر رہا ہوں اور انھیں بار بار پڑھنے کا موقع مل رہا ہے اور بھولی بسری یادیں تازہ ہو رہی ہیں۔

آپ نے چند ایک خطوط میں حبیب اللہ بنا گل کار وزیر آبادی کے ایک فارسی رسالہ گل کاری کا ذکر کیا ہے جو آپ کے پاس محفوظ ہے اور اس میں سمت قبلہ پر خیر اللہ کے رسالہ کے اقتباسات بھی ہیں۔ میں آج کل ایک کتاب نقد پنجاب کے نام سے لکھ رہا ہوں جس میں پنجاب میں فارسی ادب سے متعلق مقالات اور متون شامل ہوں گے۔ چونکہ اس رسالہ کا تعلق پنجاب (وزیر آباد) سے ہے، یہ میری دل چسپی کی چیز ہے۔ اگر آپ نے اس بارے میں کچھ چھپوایا ہو تو اس کی زیروکس عنایت فرمائیں اور اگر کچھ لکھنے کا ارادہ یا فرصت نہ ہو تو از راہ کرم اپنے نسخے کی زیروکس مجھے بھیج دیں میں اسے شائع کر دوں گا۔

عارف نوشاہی

حواشی:

۱۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد کے علمی حالات اور کوائف کے لیے دیکھیے: مالک رام (مرتب) نذر مختار، دہلی، ۱۹۸۸ء؛ عطا خورشید و مہر الٰہی ندیم (مرتبین)، مختار نامہ (مقالات و تصانیف کا موضوعاتی و وضاحتی اشاریہ)، علی گڑھ، ۲۰۰۲ء؛ شاہد ماہلی، پروفیسر مختار الدین احمد: محقق اور دانشور، دہلی، ۲۰۰۵ء

۲۔ عارف نوشاہی، ارمغان ہندوستان، پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء، ص ۲۸-۳۰

۳۔ یہ کتاب ڈاکٹر وحید قریشی کی نگرانی میں چلنے والے ادارے مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے مارچ ۱۹۹۵ء میں شایع کی۔

۴۔ تذکرۂ خطاطین کے مصنف اور ہمارے دوست محمد راشد شیخ صاحب ایک عرصے سے مجھے ایران سے یہ کتاب مہیا کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ انھیں یہ خطوط پڑھ کر اندازہ ہو جائے گا کہ تعمیل ارشاد میں تاخیر کی وجہ کیا ہے۔

خط نمبر ا:

۱۔ ایرانی محقق اور کئی متون کے مرتب۔

۲۔ ہندوستان میں پہلوی دور میں ایران کے سفیر اور علمی شخصیت۔

خط نمبر ۲:

۱۔ ایرانی نقاد ڈاکٹر عبدالحسین زرّین کوب کی فارسی کتاب با کاروان حلّہ کا اردو ترجمہ از گلستان عجم کے نام سے ہوا ہے۔

۲۔ فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان مرتبہ احمد منزوی جس کی پہلی جلد ۱۹۸۳ء میں چھپی۔ بعد میں یہ فہرست ۱۴ جلدوں میں ختم ہوئی۔

خط نمبر ۵:

۱۔ ڈاکٹر صاحب کو ۱۲ر جولائی ۱۹۸۷ء کو جب اسلام آباد تشریف لائے تھے تو اپنی حسب ذیل مطبوعات پیش کی

تھیں: فہرست نسخہ ہای خطی فارسی انجمن ترقی اردو کراچی؛ فہرست کتابہای فارسی چاپ سنگی وکمیاب کتابخانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ج ا؛ فہرست چاپ ہای آثار سعدی در شبہ قارہ و چاپ ہای شروح و ترجمہ ھاو فرھنگنامہ ھاو تضمین ہای آثار وی؛ جہاد نامہ مؤلف مجہول ترن ھفتم ہجری و ظلم نامۂ اکبر (ترجمہ جہاد الاکبر منسوب غزالی)؛ جامی؛ بہ یاد شرافت نوشاہی؛ کتاب شناسی، شمارہ ا، نیز فہرست نسخہ ہای خطی فارسی گنجینۂ آذر تالیف خضر نوشاہی۔

خط نمبر ۸:

[لفافے کے باہر یہ عبارت درج ہے:]

دانش کے موجودہ شمارے: ۲، ۴، ۸-۱۲

جن کی مجھے ضرورت ہے: ۱، ۳، ۵-۷

۱ میں مارچ ۱۹۸۸ء میں ہندوستان (دہلی، علی گڑھ) گیا تھا۔ اس سفر کی روداد میری کتاب ارمغان ہندوستان (پورب اکادمی، اسلام آباد، ۲۰۰۸ء) میں درج ہے۔

۲ ہمارا ارادہ دانش کا خاص شمارہ ڈاکٹر وحید قریشی نکالنا تھا، یہ مقصد شمارہ ۱۶ چھاپ کر حاصل کیا گیا جو ان کے شایان شان نہ تھا۔ اسی میں ڈاکٹر مختار الدین احمد کا مضمون ''فارسی کی ایک نادر بیاض'' شامل ہے۔

۳ میں نے کلیات بیدل کا کوئی اڈیشن مرتب نہیں کیا۔ دراصل ڈاکٹر صاحب کا اشارہ کلیات بیدل کے اس نسخے کی طرف ہے جو مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد اور اسلامک بک فاونڈیشن، لاہور نے مشترکہ طور پر شائع کیا تھا اور اس پر میں نے ایک مختصر دیباچہ لکھا تھا۔ وہ ہرگز تدوین وترتیب کا کام نہ تھا، بلکہ بمبئی ایڈیشن کی محض عکسی اشاعت تھی۔

خط نمبر ۱۰:

۱ ڈاکٹر سیّد احمد حسینی، اُس وقت اسلام آباد میں حکومت ایران کے رایزن فرہنگی (ثقافتی اتاشی) تھے، میں انھی کے ساتھ کام کرتا تھا۔ اسلام آباد میں تقرر سے پہلے وہ دہلی (ہندوستان) میں اسی منصب پر فائز رہے تھے اور اسی دوران میں انھوں نے مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے ڈاکٹر مختار الدین احمد کی زیر نگرانی ڈاکٹریٹ مکمل کی تھی۔ اس لحاظ سے وہ ڈاکٹر صاحب کے شاگرد تھے۔

خط نمبر ۱۲:

۱ یعنی سیّد خضر نوشاہی، جو ان دنوں علی گڑھ جا رہے تھے۔

خط نمبر ۱۶

۱ : میرے مقتدرہ قومی زبان میں آنے کی خبر درست نہیں ہے۔

خط نمبر ۱۸:

۱ کتاب شناسی، کتابیات کے مسائل پر وہ پرچہ جو میں نے ڈاکٹر اختر راہی، ڈاکٹر گوہر نوشاہی کے ساتھ مل کر نکالا۔ اس کے صرف تین شمارے شائع ہو سکے اور بند ہو گیا۔ ''خوش درخشید ولے دولت مستعجل بود''

خط نمبر ۲۴:

۱ یہ خط دائرہ کے مدیر ڈاکٹر احمد طاہری عراقی مرحوم کا تھا۔

خط نمبر ۲۷:

۱ حسن عسکری کاظمی، شعبۂ جغرافیا، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ سے وابستہ، تہران کسی کانفرنس میں آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ میں انھیں اپنے ادارے بنیاد دائرۃ المعارف اسلامی لے گیا۔ ڈاکٹر احمد طاہری عراقی سے ملوایا اور ان سے ہند کے اعلام جغرافیا پر دائرۃ المعارف کے لیے مقالات لکھنے کی فرمائش کی۔ بعد میں انھوں نے چند ایک مقالات لکھے بھی جو چھپ چکے ہیں۔

خط نمبر ۳۱:

۱ تہران میں نایاب اور پرانی کتابوں کا سب سے بڑا مرکز کتابخانۂ شمس، واقع خیابان ناصر خسرو ہے۔ دو اور دکانیں کتابخانۂ گنج دانش، واقع توپ خانہ [میدان امام خمینی]، باب ہمایوں اور کتابفروشی آیینۂ کتاب، واقع خیابانِ جمہوری اسلامی ہیں۔ یہ دکانیں اب بھی موجود ہیں اور نایاب کتب کے متلاشی یہاں منڈلاتے رہتے ہیں۔ اب تہران میں میدان انقلاب کے پاس ایک پاساژ میں ایسی کئی دکانیں کھل گئی ہیں۔ لیکن پاکستان کے برعکس ایران میں پرانی کتابیں بہت مہنگے دام بکتی ہیں۔ خاص طور پر وہ کتب جو شاہ کے دور میں شائع ہوئی تھیں اور اب ان کے دوبارہ چھپنے کا امکان نہیں ہے یا ان پر پابندی ہے، سونے کے مول حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے فروغ فرخ زاد کے وہ شعری مجموعے جس میں اسلامی حکومت کے بقول عریاں اور فحش شاعری ہے!

خط نمبر ۳۷:

۱ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب نے اس خط کی عکسی نقل اپنے ذخیرۂ خطوط سے مہیا کی ہے۔ گویا میرا یہ خط اُن کے نام ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، یہ خط ڈاکٹر نذیر احمد مرحوم کے نام ہے۔ ڈاکٹر شریف حسین قاسمی (دہلی یونی ورسٹی) ان دنوں اُن کے لیے "نذر" مرتب کرنا چاہتے تھے۔ میں نے اپنا مضمون درویش علی بوزجانی اور اس کی ایک شرح نفحات الأنس پر تحریر کیا تھا۔ یہ "نذر" نذیر احمد صاحب کی زندگی میں تو نہ چھپ سکی، اب چھپ جائے تو "یادنامہ" ہوگا۔

خط نمبر ۳۹:

۱ لیکن بعد میں یہ مقالہ اسلام آباد کی بجائے، مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۲۰۰۲ء سے چھپا۔

۲ احرار نامہ نام سے کوئی مجموعہ میں شائع نہ کر سکا، لیکن احرار کے جو رسائل میں نے ایڈٹ کیے تھے (والدیہ، حورائیہ، ملفوظات کے کچھ اور مجموعے، خطوط وغیرہ) وہ کچھ ملفوظات خواجہ احرار کے ساتھ اور کچھ مقالات عارف دفتر دوم میں شائع ہو گئے ہیں۔

۳ یہ علی الترتیب سیّد سراج الدین (پاکستانی)، جلال حسین (پاکستانی)، سیّد حسن عباس (ہندی)، سیّد محمد مہدی (ہندی) اور منیر جہان ملک (پاکستانی) کے تھیسز ہیں۔ سیّد سراج الدین کا مقالہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و

پاکستان، اسلام آباد اور سید حسن عباس کا مقالہ بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران نے شائع کر دیا ہے۔۴۔ دو جلدیں قند پارسی کے نام سے بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران نے شائع کی ہیں۔

خط نمبر ۴۰:

۱۔ اس دائرۃ المعارف کا ڈول فرہنگستان زبان ولدب فارسی نے ڈالا۔ میں نے صرف ایک سال تہران میں رہ کر اس کے لیے کام کیا۔ بعد میں اس کے لیے کچھ مقالات بھی لکھے۔ اس کی اب تک دو جلدیں دانشنامۂ زبان و ادب فارسی در شبہ قارہ کے نام سے فرہنگستان نے شائع کی ہیں۔ دوسری جلد مدخل ''چھتر مل'' پر ختم ہوئی ہے۔ یہ منصوبہ غالباً چھ جلدوں میں مکمل ہو جائے گا۔ اسی موضوع پر ایک اور دائرۃ المعارف دانشنامۂ ادب فارسی: ادب فارسی در شبہ قارہ کے نام سے مکمل تین جلدوں میں حسن انوشہ کی نگرانی میں پہلے ہی تہران سے شائع ہو چکا ہے۔

خط نمبر ۴۲:

۱۔ کتاب آرایی در تمدن اسلامی، تحقیق و تالیف نجیب مایل ہروی، شائع کردہ بنیاد پژوہشہای اسلامی آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۹۹۳ء

۲۔ ترکی سے شائع ہونے والے دائرۃ المعارف کا نام Turkiye Diyanet Vakfi Islam Ansiklopedisi ہے میرا مقالہ ''نوشاہیہ /Nevsahiyye'' اس کی جلد ۳۳ میں شائع ہوا ہے۔ اب یہ ادارہ اپنی مستقل عمارت میں منتقل ہو چکا ہے۔ وہاں بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ عمارت اور وہاں کے انتظامات دیکھ کر مجھے شرم محسوس ہوئی کہ ہمارا شعبۂ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور کس کسمپرسی میں ایک ''بیت الجن'' میں کام کر رہا ہے! تہران میں مرکز دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی عمارت کا بھی کیا کہنا۔ استنبول اور تہران میں خالص ایک علمی منصوبے کی تیاری کے لیے تعمیر کردہ یہ عظیم الشان اور باوقار عمارتیں اور ان کے اندر قایم کتب خانے ان اقوام کی علم دوستی کا مظہر ہیں۔ ہم نے پاکستان کو اسلام کا ''قلعہ'' بنا کر چھوڑ دیا ہے اور یہ بھول گئے ہیں کہ قلعوں کے اندر کتب خانے نہیں اسلحہ خانے ہوتے ہیں۔

۳۔ اب یہ منصوبہ مکمل ہو کر تین جلدوں اور تقریباً پچیس ہزار اندراجات کے ساتھ اشاعت کا منتظر ہے۔

خط نمبر ۴۳:

۱۔ اس ترک شدہ منصوبے کا خلا کسی حد تک ڈاکٹر احمد خان کی معجم المطبوعات العربیۃ فی شبہ القارۃ الہندیۃ الباکستانیۃ منذ دخول المطبعۃ حتی عام ۱۹۸۰م، طبع ریاض، ۲۰۰۰ء پورا کر دیتی ہے۔

۲۔ یہ میری کتاب ایران اور افغانستان میں مخطوطات کی فہرستیں کی طرف اشارہ ہے۔ جس غلطی کی نشان دہی ہوئی ہے وہ اس کے ضمیمہ میں ہے، جسے علی نقی منزوی نے لکھا تھا۔

خط نمبر ۴۷:

اس خط کے شروع میں تاریخ ۹۴/۹/۱۶ ڈالی گئی ہے اور اختتام پر۔ یک شنبہ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء لکھا ہے۔ میں نے اختتامی تاریخ کو ترجیح دی ہے۔

۱ اشرف علی خان فغان پر میرا مقالہ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی جلد ۹، ص ۳۹ میں شائع ہوا۔اس سلسلے میں اگر ڈاکٹر صاحب کی مدد شامل حال نہ ہوتی تو میں یہ مقالہ تہران میں بیٹھ کر نہ لکھ پاتا۔

۲ خدا بخش لائبریری نے یہ سمے نار ۲۸-۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کو منعقد کروایا۔ بعد کو اس کی روداد، کتاب ترقیمے، مہریں، عرض دیدے میں شائع کی۔

خط نمبر ۵۵:

۱ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ایک نایاب مجموعہ تحریرات: فتوحات المکیہ والفیوضات المدنیہ، فکر و نظر، اسلام آباد، صفر۔ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ/جولائی۔ستمبر ۱۹۹۴، ص ۷۵۔۸۷

خط نمبر ۵۷:

۱ حسین حلمی ایشیک کا قائم کردہ ادارہ اخلاص وقف (IHLAS VAKAF) جو کئی برسوں سے اسلام کی فی سبیل اللہ خدمت میں مصروف ہے۔اس کا ایک شعبہ حقیقت کتابوی، اسلامیات پر کتب شائع کر کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کرتا ہے۔

خط نمبر ۵۹:

۱ یہ مقالہ دائرۃ المعارف بزرگ اسلامی کی جلد ۸، ص ۲۹-۳۰۷ میں چھپا۔

خط نمبر ۶۲:

۱ میرا یہ مضمون ''رہ آورد ترکیہ'' معارف، تہران، دورۂ یازدہم، شمارۂ ۳، آذر، اسفند، ۱۳۷۴ش/ مارچ ۱۹۹۵، ص ۱۲۔۲۹ میں چھپا۔

خط نمبر ۷۸:

۱ یہ مجموعہ یادگار نامۂ قاضی عبدالودود، مرتبہ نذیر احمد، مختار الدین احمد، شریف حسین قاسمی، دہلی، ۲۰۰۰ء ہے، میرا مقالہ ''برصغیر میں عوارف المعارف کے رواج پر چند شواہد (آٹھویں صدی ہجری تک)'' صفحات ۱۸۷ تا ۱۹۷ شامل ہوا۔

خط نمبر ۸۵:

۱ ادارۂ ادبیات اردو پر یہ مقالہ دانش نامۂ زبان و ادب فارسی در شبہ قارہ، تہران، ۱۳۸۴ش، ج۱، ۳۴۲۔۳۴۳ میں شائع ہوا۔

خط نمبر ۹۲:

۱ یہ دو الگ الگ فارسی مقالات ''دائرۃ المعارف ہای اردو'' اور ''دائرۃ المعارف ہای اسلامی بہ زبان اردو''، دائرۃ المعارف کتابداری و اطلاع رسانی، تہران، ۱۳۸۱ش، ج۱، ص ۸۲۴۔۸۲۶ اور ص ۸۲۶-۸۲۷ میں شائع ہوئے۔لائبریری سائنس سے متعلق یہ انسائیکلوپیڈیا، ایران کے کتاب خانہ ملی نے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔

خط نمبر ۱۰۱:

۱ ابو اسحاق ملتانی کا نام ڈاکٹر صاحب سہواً بیچ میں لائے ہیں۔اصل صورت حال میرے خط مورخہ ۲۴/دسمبر ۱۹۹۹ میں واضح ہے۔

۲ یہ میرے مضمون ''مجموعۂ لطایف وسفینۂ ظرایف: منبعی کہن در شعر فارسی وصنایع ادبی''، معارف، تہران، دورۂ شانزدہم، شمارہ۱، فروردین۔ تیر۱۳۷۸ش /جولائی ۱۹۹۹، صفحات ۵۰۔۶۵ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ کتاب تغلق عہد میں سیف جام ہروی نے ہندوستان میں تصنیف کی۔ اس کا نسخہ کابل یونیورسٹی میں تھا۔ افغانستان کی خانہ جنگی میں وہاں سے نکلا اور پاکستان پہنچ گیا۔

خط نمبر ۱۰۲:

۱ ڈاکٹر صاحب کے خطوط میں بار بار رقعات حزیں کا ذکر آیا ہے۔ میں نے انھیں نسخۂ احسان دانش کی عکسی نقل فراہم کردی تھی لیکن انھوں نے بوجوہ اس پر کام نہ کیا یا میرے علم میں نہیں ہے۔ میں نے رقعات حزیں کے یہ مجموعے یک جا مرتب کر کے شائع کردادیے۔ پہلے رسالہ سفینہ، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، جلد ۲، شمارہ۱، ۱۳۸۱ش /۲۰۰۲، ص ۷۔۵۷ میں، بعد میں اپنی کتاب حزین نامہ، مطبوعہ تہران، ۲۰۰۵ء میں شامل کیا۔

خط نمبر ۱۰۳:

۱ تاریخ وفات ۲۱ فروری ۲۰۰۵ء، کراچی

خط نمبر ۱۰۴:

۱ نامہ ہاے مشفق (مشفق خواجہ کے خطوط عارف نوشاہی کے نام)، تحقیق، جام شورو، شمارہ ۱۵، ۲۰۰۷، ص ۴۴۳-۵۰۸

خط نمبر ۱۱۳:

۱ سیر البلاد خادم: انیسویں صدی میں ایک ہندوستانی کا سفرنامۂ بلاد عرب وعجم، فکرونظر، اسلام آباد، جلد ۴۶، شمارہ ۴، اپریل-جون ۲۰۰۹ء، ص ۱۳۹-۱۵۴

۲ ڈاکٹر انصار اللہ جون-اگست ۲۰۰۹ء میں لاہور آئے تھے۔ خیال تھا ان کے ہاتھ کچھ کتابیں ڈاکٹر صاحب کے لیے بھجوادوں گا۔

۳ محمد اصغر یزدانی، جنھوں نے ''سلسلہ نوشاہیہ کی اردو خدمات''، تحقیقی مقالہ براے پی ایچ ڈی، زیر نگرانی ڈاکٹر معین الدین عقیل، شعبۂ اردو، کراچی یونی ورسٹی، ۲۰۰۸ء لکھا۔ ڈاکٹر مختار الدین اس مقالے کے بیرونی ممتحن مقرر ہوئے۔